

دلچسپ اور نئی نثر کہانوں کا مجموعہ

ماہنامہ جاسوسی ڈائجسٹ

اکتوبر 2012

گوریٹ
معراج شمل

پاک سوسائٹی

تقریباً
60
پاے

ڈاٹ کام

www.paksociety.com

[illegible][illegible][illegible][illegible][illegible][illegible][illegible]

[illegible][illegible]

ہروپ کاراجا

احمد شکیل

کاغذی رشتوں اور خونی رشتوں میں کب کوئی دوا پڑ جائے... اس کے لیے وقت کی حد مقرر نہیں... محبت... جذبات اور رشتوں کی بنیادوں میں ایک دوسرے پر اعتماد و اعتبار کی خوبی ہوتی ہے... فریب اور مفاد پرستی کا معمولی سا خیال بھی اسے ہلا دیتے کہ لیے کافی ہے... حرص و ہوس اور چارہ خانہ مزاج رکھنے والے افراد کا غریبوں تک... جن کے نزدیک زندگی صرف چیت کا نام تھا... وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ ان کے لیے ایک دن پار کا بھی مقرر تھا... ہمارے معاشرے اور انسانی نفسیات میں تبدیلیوں کے نشیب و فراز...

خوردین سے بھی دیکھتا تو اسے باغی منزلہ عمارت کی پچاس کھڑکیاں ایک کٹا بے کانا دکھائی دیتیں۔
کڑی پر پڑے دارے میں محکم کے دو بھر میرے رویہ ہوئے تو میں نے سر ہٹا کرے اور رو کہے۔ "توب صاحب... آپ کو شرم نہیں آتی؟"
توب صاحب کی رخ کی طرح تھے چراغاں سے دی ہو... آتی تھی یہ خود دار... اب کی بات پر نہیں آتی... وہ کیا فرمایا ہے اسے علامہ اقبال نے... جس نے کی شرم... اس کے چہرے گرم۔

"لاحول ولا قوہ... لیکن ہستی کی بات علامہ مرحوم کیسے فرماتے تھے؟"
انہوں نے کسی باہر فطری کی طرح تاک کے تکتے دیو اور اس کی ہواک کرنے میں کامیاب رہے جو سسلانی تاک کا مسئلہ ہی ہوئی تھی۔ "نہیں، انہوں نے نہ کسی... شیخ صدیقی کہا ہوگا... کسی نے کہا ضرور ہے گویا... بڑا دل

مرزا شعیب جنگ تھک انگیزی مانگ و مدبر اعلیٰ روزنامہ "حقیقت ساز" عرف توب صاحب نے عادت کے مطابق اپنی کڑی کو ایک سو ادھی روپے کے ڈاؤن پے پر بٹھایا تو یہ پچھتاہل ضروری نہیں رہا کہ اب وہ کیا کرنے والے ہیں۔ انہوں نے تین پیچھے والی کھڑکی کے دونوں پتے کھول کے کچھ نیچے منزل سے صرف گردن باہر نکال کے دنیا پر ایک طائرانہ نگاہ کی اور بھر میں کھول کی طرح اس بیک گواہی دیا جہاں کے منہ میں پوری طرح بھر چکی تھی... بارہا سارے واسے ایک پان کو وہ آدمے کھتے سے اپنے منہ کے کمر میں گھومت رہے تھے۔

اس تھک و داغ رسوائی کی طرح بدلتی مٹا کرنے والے بھرے انہی کی بے کناہ کے چہرے اور لہاس کا ظہور کیا کسی بے داغ اعلیٰ طبع دیکھنے والی کارکن نصف مسافت بھی بٹنے لگی ہوئی کہ توب صاحب سردا ہنس لاکے کھڑکی میں بند کر چکے تھے کہ اب کوئی لاکھ نہ اٹھا کے کسی دور میں یا



دوسرا ٹوٹ رہا تھا۔ ”اب آج رہے گا تو نہ ہمارا۔“
 میں نے ٹوٹا ایک لپا اور دوسرا کاغذ آٹے کے خاں میں
 ”یہ دو رقم ہے دانا صاحب کا گھر چلے گا۔“ تو قریب آپ
 کے گھر میں۔۔۔ پرانی زرد سے لگا۔
 بیویوں سے بچے کے تھے کہ میں نے گھڑی دیکھی تو میں
 بچے میں اب بھی ایک گھٹائی تھا، چنانچہ میں نے دانا پیش کی
 مسافت کو بھول کر نے کا فیصلہ کیا۔ اللہ نے مجھے آج
 سرخو کیا۔ میں اس ایجنٹ میں تھا کہ کیا نہ ان میں سے ساتھ
 ساتھ کوچ کے لیے کسی قافیہ استاد میں بھی نہ اس کے ساتھ
 سکوں۔۔۔ کرشمہ رجب میں نے اسے دھوکا دیا تھا میری
 چپ میں تقریباً پچاس ہزار تھے اور میں بچے کا دیکھ کر تھا
 آئی تھی اس کے بعد ہفتہ رہے میرے ساتھ وہی ایک جگر تھی جلی
 میں۔۔۔ میری جیب میں بالائی آئے جانا ہے جسے اس کی بر
 میرے دھوکے دیکھ کر جاتی تھی۔ رات میرے ساتھ
 تاش کھیل کے صبح تک انہوں نے مجھے بھر بھرا کر دیا اور پتے
 پتے۔

میرے لیے اطمینان کی بات یہ بھی تھی کہ اس
 واردات کی خبر ڈاکٹر صاحب کو نہ ہوگی۔۔۔ وہ تو مجھے میرے
 تاش کھیل کے ذریعے ہی چھی اور اسے ایک کو لیک کے کٹر
 آئے تھے اس کو لیں ڈاکٹر دینی پڑی تھی۔
 ایک سنیہا کے سامنے سے گزرتے ہوئے میں نے
 اس کی قسم کا کوٹھڑ دیکھا جسے صوفیوں نے دنگ اور رش کے
 کابل سے اتار کر تیار کیا تھا کہ راجہ میں نے اپنے ساتھ صاحب
 دیکھ کر دھڑک کر گواہ میں اسے دھڑکے گا تے کراسا۔۔۔ میری
 بہن اتنی جھان میں تھیں۔۔۔ ایک اور نام دیکھ کے میرا ذہن
 زان میں صرف ناؤ کی طرف چلا گیا۔ جس کا شوہر نائب ہو
 گیا تھا۔

☆☆☆

جیسے ہی ہوتا تھا کہ زانو کے ٹاؤ کی بولی ہو کر ورت
 یہ شوہر کہاں سے آگیا۔۔۔ ڈاکٹر کا شمار ایک نیم گم غلامین
 میں کیا جا سکتا تھا جو شوہروں کے معاملے میں درجہ درجہ فرار
 دل میں لیا۔۔۔ اتنی کہ بیٹھ اوقات ان سے تعلق کا تعلق
 تھا جو میرا شوہر دیکھ کر ہنسی لگا۔۔۔ بیوی اس کی ہوس کی شوہر کا
 نائب ہو جانا نہیں تھا۔۔۔ انہیں کوئی اور اس کی قریب
 دل قانون کو لے لیتے تھے۔۔۔ میرا شوہر دیکھ کر بیوی کی ایک
 شوہر کے گم ہو جانے پر آہ و فغاں نہیں کرتی۔۔۔ جبریل
 شوہر کو کھانا کھا کر شوہر کو گم کرنا۔۔۔ اس کے منہ کے اجلاس
 اور میں۔۔۔ بیٹھ اوقات ایسے مجازی خداؤں کا نام کی
 20 اکتوبر 2012

جو دار دیو پڑا دیکھ اس سے چکر میں آگئے۔۔۔ اور ایک
 کھیل ہوئے۔
 ”خوش کرواں ہے جسے دے کے لیے ہوا ہے۔“
 ”آئی ایم سوری۔۔۔ میں اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔“
 ”خود دانی بڑل ہو۔۔۔ ڈاکٹر کو دیکھ کر کسم کو ایک کھڑکی
 لے لیا تھا۔“ تو صاحب نے گھڑی کو کونہ کے دہانے میں
 داخل کیا۔ ”اور وہ کئی کئی اوقات اس کی دے کے لیے۔“
 ”کھلی آتو یہ کہ میں ہمیں کسم نہیں ہوں۔۔۔ لیکن
 دوسری بات زیادہ اہم ہے کہ کمال اس کا لفظ مطلب لے
 کی۔“
 ”تو صاحب ہنسے۔“ دیکھو میں صاحبزادے۔۔۔
 وہ لڑکی تھی جسے تمہارے ہتھ پے میں بھرتے ہو تاکہ یہ۔۔۔
 اور ہم میں کج مطلب اسے سمجھائے لہذا۔۔۔ تم فکر کرنا
 ڈاکٹر کی۔۔۔
 ”کئی ڈاک۔“

”ایک کھیل۔۔۔ بھی اس کی مدد میں لگے ہوئے کے دیکھ
 تو وہ جھین بھڑکی کر سکتی ہے کہ میرے کھیل کا سراغ
 لگاؤ۔۔۔ دوش میں پاتی ہوں ساتھ کہ۔۔۔ کہ پاس بھی
 چھوڑ دو گا گولہ بارود۔۔۔ میرے کمرے کے کمرے سے یہ
 ساں لگاؤ۔۔۔ چھ تو میرے پاس چند بیویوں کے خطوط۔۔۔ وہ
 مذاہرے اٹھائے کج کی طرح بھرتے۔
 میں نے خردہ آواز میں کہا۔ ”وہ ہے بھی اسی کی۔۔۔
 غیر میں معلوم کرتا ہوں صوفی سے کہ۔۔۔“
 ”تم آئے تھے نا نا نا نا نا نا۔۔۔ نا نا۔“
 میں نے جب سے دے کا کاغذ لکھا۔۔۔ آپ عاوضہ
 لکاش اس آئینہ صوفی لگاؤ اور پھر میں لکھ لوں گا کہ میرا خانی
 چھوڑ کے گھروں میں۔۔۔ کالم لکھو بہت فیض ہے۔۔۔ مجھے یہ دے
 نہیں۔“

میرے حرم میں کو میری صورت سے جان کے توپ
 صاحب نے ایک اور دھڑکی اور گریبان میں ہاتھ ڈال کے
 واسکے کی جیب میں سے ایک ہزار کا مڑا ٹوٹ ٹوٹ لیا۔
 ”مطلب کہ میرا چھاب غم؟“
 ”وہ بھان کے کھڑکی کی طرح مع دو پیلے کا اور اس
 رقم سے آپ کے قریب میں آدھا کا مڑا دے سکتے ہیں۔“ میں نے
 ایک صوفی کی خدمت میں پیش کیا۔
 تو صاحب پر دھت خاری ہوئے تھے۔ ”ہم
 مسلمان کھتے تھے ہمیں بھروسہ نہ تھا۔۔۔ بھولی ہو کر تو بچے کے
 معاملے میں۔۔۔ پھر میں نے دوسری طرف اٹھائے اس کے
 20 اکتوبر 2012

میں اس کے داما کو ماکٹر کر دیتے۔ کج چاقو تو جھین چھوڑا
 ہے۔“
 ”خدا خیر کرے۔۔۔ مجھ سے دے گا کہ ہوتا تھا؟“
 ”تو صاحب نے سنی خیر لکھے میں کہا۔“ چاہے تم
 مجھے ایک زمانے میں اسے۔۔۔ ایک ڈاکٹر تریہ کمالی
 نہیں ہے؟“
 ”ہو پڑتی ہے۔“
 ”ہاں۔۔۔ ہر گھبراہٹ میں اس آج بھی پرانی بھت کی
 چھکار ڈال تو ہوں گی۔۔۔ ہاگ دیکھی۔“
 ”یہ بتائیے انہوں نے کوئی بیٹا دیا؟“
 ”تو صاحب نے لاشی کے اٹھار میں سر پڑایا۔
 ”واظظظ۔۔۔ دے گا وہ بچہ کچھ کھو کے تو ہم سے ڈر کر نہیں
 کیا۔“
 میں نے ہنس کے کہا۔ ”تو صاحب۔۔۔ آخر وہ
 کیوں جانا چاہتا تھا مجھ سے۔۔۔ دیکھتا ہوں کہ اس نے؟“
 ”ادبوں۔۔۔ حال کا دیکھنے کے لیے مجھ میں تھا۔۔۔ اس کے
 جانے کے بعد میں نے یہ نتیجہ نکال لیا کہ۔۔۔ کہ اسے شک ہوگا
 تم پر۔“
 ”کیا شک۔۔۔ یعنی اس کے داما کو میں نے نائب کیا
 ہے۔۔۔ یعنی گواہ۔۔۔ میں کیا کروں گا اسے انکار کرے؟“
 ”کھل کر کیا۔“
 ”تو صاحب نے میر پر مڑا۔
 ”رہیت کے چند بات کا آتش لاش کی سرنگی میں۔۔۔
 ”لا حول والاقو۔۔۔ رہیت تو ایک سو ایک ہے حتی
 میری۔“

”جیسے مت تاناؤ۔۔۔ تمہارے سارے اخلاقی جرائم
 کا پرکار کیا کرنا ہمارے پاس سے گویا۔۔۔ یہی کی طرح۔“
 ”تو صاحب نے ہان کی ایک اور گھڑی ہانے کے لیے اپنی
 پیڑ سے پھاسی چھوڑی تھی اور ستر لائے۔“ کھاسی بول کر خود
 بہ نہ لکھی سرخو کر دیا۔۔۔ تم کھل ہو سکتے ہو۔۔۔ کئی کر نہیں
 سکتے۔ تم بڑل ہو۔“
 ”تو صاحب۔۔۔ اس لڑکی سے تم شاید چار بچے
 سال سے نہیں لے۔“
 ”وہ تو جب سے صاحب نے جس میں کھیل ڈالی ہے تم اور
 کسی لڑکی سے نہیں لے۔۔۔ دو کھلی تمہاری ہیں۔“
 ”یہ لڑکی صاف تو بدنام کر رہی تھی۔“ میں نے تنگی سے
 کہا۔ ”کسی بڑس اور میں نے کھنڈر سے وہ ابھی۔۔۔ وہ
 بھی ایک نیک پر دین لاشی میں شوہر۔۔۔ ڈراگھ ویر میں جوین
 تھا۔۔۔ اس نے اعتراف کیا کہ وہ کوئی لڑکی تھی۔۔۔ میرا شوہر اور
 20 اکتوبر 2012

میں اٹھے جراتی میں اس شرم آتی تھی کہ شاید کے نام ہی
 دل ہو جائے تھے۔ کھل لائے۔۔۔ اب تو سب کچھ گویا گھڑی دنیا
 سے۔۔۔ کھلے ہو کر جلا سنبھلتے تمہارے شب و روز اس
 کے ساتھ گزرتے ہیں۔۔۔ کیا نام ہے اس کا۔۔۔ وہ جو بیٹھے
 افعال ہے۔“
 ”میں نے جھٹکا کہ۔“ آپ نے بھی غلبہ دے کر
 مجھے شرمندہ کرنے کے لیے بلا لیا تھا۔۔۔ یہ قادی ضروری
 کا۔“
 ”انہوں نے ٹوپی ہٹا کر سر کی شفاف سطح پر چھوڑا۔
 ”میری غیب یاد دلاؤ کہ ایک ضروری کا نام قائم ہے۔۔۔
 ”دراصل یہ جو ہمارے سر کے اندر کچھ غلبہ ہے۔۔۔ یہ بہت
 پرانا ہو گیا ہے۔ اس کی گھڑی تو خیر ایک ہے مگر جو کھلو
 ہے۔۔۔ خیر سے نہ آتے۔“
 ”دوکان؟ ان کا نام لینے سے آپ کا لاش تو نہیں
 ٹوٹ جائے۔“
 ”جی وہ صوفی۔۔۔ جو ہمارے خلاف تو سے جاری
 کرتے ہیں خیر نہیں رہتا ہے۔۔۔ بھلا صوفی جلا آئے کی
 دے۔۔۔ مگر انہیں خود اسے خیر کر کے اوپر ارسال کر دیں
 گے۔۔۔ جنم میں جائے یا جنت میں گھر اس دنیا سے بہر حال
 جائے۔۔۔ ہمارے اس خیال پر کہ جو کھانا اللہ۔۔۔ مگر کچھ تو نام
 بھی ہے اس کا۔“ وہ سنی کی آواز میں تھے۔
 ”صوفی کھانا اللہ۔۔۔ اسے کیا کام پڑ گیا ہے مجھ
 سے؟“

”یہ خود راز بڑل۔۔۔ آج تو وہ آقا جیہتم جو کھلو فریاد
 ہٹا کے۔۔۔ اس نے زار و تھار کھیلے میں کہا کہ وہ جو اس کی دختر
 لیک خیر ہے۔۔۔ میری کھنڈر۔۔۔ شاید اس سے بہتر۔۔۔
 ”اب ناڑ میں کی بات کر رہے ہیں۔۔۔ ناڑو کی؟“
 ”انہوں نے ایک سرود آہ میری۔“ نام اس کا زبان پر
 آئے تو تھک کر گدگد بادل میں گھس ہوئی ہے۔
 ”افوو۔۔۔ آخیر کیا ہو چکا ہے؟“
 ”جی اس نے نہ دکر لیا تھا۔۔۔ لاش الف۔۔۔ یہ تو
 میرا جیسا ڈراما خیر اخلاقی کی حرکت تھی ہے۔۔۔ اور وہ اپنے
 مجازی خدا کے ساتھ کی بھی شہد والے چاہے۔۔۔ سنی صوفی
 کھلا کر طریقہ ہے۔۔۔ اب وہ ہے سنان نیوہ گویا۔۔۔ کیونکہ
 اس کا شوہر نائب ہو گیا ہے۔“
 ”غائب ہو گیا؟ جن بیوی کی طرح۔“
 ”تو صاحب ہنسے۔“ میں بڑل۔۔۔ ایسا ہوتا تو
 صوفی ختم کرتا اور نہات جو اس کے تابع ہیں۔۔۔ کچھ جھٹکتے
 20 اکتوبر 2012

سنی خیر میں نظر آتا ہے... آٹا کے ساتھ لکڑی کے ٹکڑے کا
 تھل... وہاریات ہر حال وہ ہوتا ہے...
 نازو نے جب سمجھائی کہ وہ نہیں قدر کر سکتا تو اس سے
 دیکھو وہ ایک اور کھانا کی سر کر چکی تھی... جوتلی پنجاب کے
 قہیے سے وہ لاہور میں داروہی تو کسی اچھے کاسب سے
 روٹی ستارہ بن کے بنگلہ خانہ چلی گئی... آجینے کے سامنے تو
 بیکس بھی ملک آپر کے خود کو دیکھتے تو مقلد بن گئے لیکن
 نازو جیتنا جس دستباب کا ایک اصول خزانہ اپنے ساتھ لائی
 کی... صرف اسے یا اعجاز نہیں تھا کہ غم خیزگی میں جیسے جیسے
 شیرے شرافت کا لبادہ پہنتے پھر رہے ہیں... اس کا خزانہ
 اقتدار پر تھلا رہا اور خود کو پیشتر اسے زیادہ بدھتھی نہ کی۔
 پھر خود پسند سے ۱۱ استاد ہوئے... نازو کے
 پاس ضمیمہ تو ابھی بھی لیکن ذہانت کی کمی تھی... بہت جلد اسے
 اعجاز وہ کہہ کر اس زوال پانے پر بھی دنیا میں دولت مندوں کے
 خواب لکھیں کھیل سکتی... اس نے ہاتھ کے شیشے میں طبع
 آواز دہانی کی جہاں اسیٹا زیادہ عظیم یافتہ اور مذہب نظر آئے
 والے تھے... اس کے دو دو سویشن دیکھ کر اس نے اپنی
 اصل پر وہ لک کے ساتھ شلک دوسرے اہم دیکھ کر وہ دھک
 روٹی... اسے اعجاز نہ تھا کہ میرے کی نظر بھی اتنی مردانہ
 ہوتی ہے۔

اب اس کے سامنے صرف مٹی اسکرین کی دنیا رہ گئی
 تھی... کسی دیکھنے سے وہ ایک سوپ میں غامضی حقیقت کا
 کردار حاصل کرنے میں ناکامیاب رہی لیکن اسے بہت جلد
 اعجاز وہ بھیگا کہ وہ پروڈیوزر اور طیارہ اڑانے کا فن بھی
 ہے... دولت کائنات سے زیادہ دولت کا کر دینے والے اور
 خود اپنی دولت کائنات سے والے ہی دہان رہا کرتے ہیں...
 لیلیٹ رکھنے والوں کو دربان انگریز بھی دیتے... وہ ان کا پاس
 کے کو کے نوکریاں وہاں باہوں ہاتھ لے جاتے ہیں... یہ
 ہڈی کا درد نہیں جس سے جڑی طور پر اعتقاد ضرور کیا جا
 سکا ہے۔

لی ڈی پر نازو کے آخری جلس عاشق نے اسے ایک
 کا آمد حضور دیا کہ وہ پھر جڑت میں جائے... اسے سمجھ
 نہیں کے ساتھ خیر اور اس کے ایک نامور مجاہدین کا پتا دیا
 جس کے ہاتھ اور ہر بھی دینا کے ذمہ داری بھی جاتے تھے اور
 غریبوں کے لیے سنا اور انگریزوں بھی دیتے۔
 یہ سبھی قاصد پر محترم نازو کی بھی دیکھ رہی تھی وہاں
 ناکائی کا غم تو لیکن نازو نے ان کے سامنے بڑی مصومیت
 سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ سمجھائی کرنا چاہتی ہے تو

انہوں نے بھی اذرا دم بندہ پر وہی نہ اس سے ڈر کی
 انہوں میں سوال کیا اور نہ "تجربے" کے بارے میں...
 انہوں نے صرف اس کی سختی دستباب کو دیکھا جس میں اب
 تجربے کی آپ دستاب بھی شامل ہو چکی تھی۔
 سمجھائی کے میدان کا ایک نیا شاہ سوار میں بھی تھا جو
 ان کے معاون کی حیثیت سے کام کر رہا تھا اور خود کے سرور
 حب پر تھیں جسے کا کھنجر ادا رہا یہ کبیر سے نظر اٹھ چکی تھی
 شہر کا داروہی کے نام سے شائع ہوتا تھا... اس کے علاوہ
 دیگنی کیچہ ہر چند چور کھڑا میدان ادا میں چل کر تھا تاہم
 قہر پر تھیں لیکن قہر میں ایک سے مراد اور انہوں کو کم
 قلمی صنعت کے لیے باعث افکار... ملک کا ہمارا شکر کرنے
 والی کا پوری داروہی کا کھنجر ادا رہا تھا... اس کی موصلی
 سے کہانی... خود کو گرائی سے ادا کاروں اور ڈاکٹرین تک
 سب کی تحریف میں زمین آسمان کے قہار سے ملا دینا کام تھا
 جس کے کچھ سے پتے تھے... اس شہر کا جھوٹ کا
 معاوضہ لگا ادا کرنا تھا... شرم نہ تھے آئی کی اور نہ بد
 محترم کم... ہمارے خود کو دیکھ کر اسے کہتے تھے
 ایک دن انہوں نے مجھے اپنے آفس میں طلب فرمایا۔
 "بیچ ادا کرنا... ان سے ملو... یہ ہیں جازین بیکان
 اللہ... انہوں نے ہمارا داروہی بھائی کیا ہے۔"

اب اس کے سامنے صرف مٹی اسکرین کی دنیا رہ گئی
 تھی... کسی دیکھنے سے وہ ایک سوپ میں غامضی حقیقت کا
 کردار حاصل کرنے میں ناکامیاب رہی لیکن اسے بہت جلد
 اعجاز وہ بھیگا کہ وہ پروڈیوزر اور طیارہ اڑانے کا فن بھی
 ہے... دولت کائنات سے زیادہ دولت کا کر دینے والے اور
 خود اپنی دولت کائنات سے والے ہی دہان رہا کرتے ہیں...
 لیلیٹ رکھنے والوں کو دربان انگریز بھی دیتے... وہ ان کا پاس
 کے کو کے نوکریاں وہاں باہوں ہاتھ لے جاتے ہیں... یہ
 ہڈی کا درد نہیں جس سے جڑی طور پر اعتقاد ضرور کیا جا
 سکا ہے۔

لی ڈی پر نازو کے آخری جلس عاشق نے اسے ایک
 کا آمد حضور دیا کہ وہ پھر جڑت میں جائے... اسے سمجھ
 نہیں کے ساتھ خیر اور اس کے ایک نامور مجاہدین کا پتا دیا
 جس کے ہاتھ اور ہر بھی دینا کے ذمہ داری بھی جاتے تھے اور
 غریبوں کے لیے سنا اور انگریزوں بھی دیتے۔
 یہ سبھی قاصد پر محترم نازو کی بھی دیکھ رہی تھی وہاں
 ناکائی کا غم تو لیکن نازو نے ان کے سامنے بڑی مصومیت
 سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ سمجھائی کرنا چاہتی ہے تو

وہ میرے آٹھ فٹ لمبے چوڑے لیکن میں میرے
 مقابل بیڑ کے دوسری طرف دیکھ گیا... اس نے دیکھی سے
 میز پر رکھی میرے ہاتھ کی نوک دیکھی... اس نے پتے پتے دیکھی
 ماہیت سے رکھا ہے... چٹا ادا کرنا داروہی موسوی
 میں نے سکرا کے اعتراف کیا۔ "خود میرا کھنجر
 ہے۔"

"یعنی شاعر بھی تھا آپ خیر سے؟"
 "الاروہی میں اس شاعر نے جنم لیا تھا... سب لکے
 میرا ہی نام بن گیا۔"
 "الاروہی کی کیا چیز ہے؟"
 میں نے کہا۔ "ابھی تک تو میں... میں مشہور
 ہونے کی پوری کوشش کر رہا ہوں۔"
 "وہ کس پر؟"
 "ابھی تک آپ نے جانے کو بھی نہیں
 چھوچا۔ کیا لاروہی واسے جہان نواز نہیں ہوتے؟"
 "ہر جانے بھال سکتے گی... وہ نکل میں قیدیوں کو
 دیا جانے تو ان کی اصلاح کرنے... وہاں چھ قدم کے
 قاصد سے ایک کھنجر... میں نے فکری دے گا کہاری
 کی... اس وقت میں جی کے لیے وہاں جاتا ہوں۔"
 اس نے یک اٹھایا۔ "تو پھر پیلے... بھوک مجھے بھی
 گئی ہے۔"

کھانا آنے سے پہلے میں نے اس کی سا اظہار کیا
 جس کا مقصد صرف دوستانہ مرام استوار کرنا تھا۔ "تو کھانا
 ہے آپ نے پہلے... کسی اخبار مارالے میں؟"
 پہلے اس نے میں سر ہلایا... پھر شاید یہ جواب
 اسے نکل گا۔ "جو داروہی انہیں لکھی تھیں... ایک شائع
 ہوئی... ایک دو ماہین تھے خیرین کے مسافر... ان
 کی کوئی اہمیت نہیں۔"

اب میں نے بھی میرا نہ اعجاز میں سر ہلایا۔ "یعنی
 دیکھی کی کہ آپ نے سمجھائی میں ان کے کیا؟"
 "اے اسے... میں نے تو اظہار کو کرنا تھا۔"
 میں تحریا اٹھ گیاں پڑا... پھر میری کھنجر میں آگئی۔
 اس نے اعجاز کا کھنجر میں ادا تھا... میرے صاف فکری
 مجھے اٹھ گیا... علاوہ اس کی کئی آنکھوں کے... اس لٹ
 کے جو داروہی پر میرے جیتنے کی گئی... اس کے کریان کی
 کشادگی... وہاں۔"
 وہ بڑی جھلجھل شکر دار ہو پھر استاد جانت
 ہوئی... صرف وہ ہفتے میں اس نے مجھے اپنے مشق میں اس
 کے لیے کھنجر میں اس کی... وہاں میں اس کے

قلمی انکروپ لینے کے سارے اسرار و رموز کا ہدیہ... وہ
 میری ہدایت کے مطابق سوالات کے لیے جاتی اور
 میرا جوابات دینے پر کھنجر لپکا رہا وہ سہلے کی گئی... پھر
 عاقبت نہ دیکھی سے مارا دیاں صرف کے وہاں پوچھتا
 اور میرے پھر ہمارے بڑے اہتمام سے نازو کی تصویر کے ساتھ
 شائع کرتے... جیسے جیسے میں نازو ایک سنگ نہ غم کی دنی
 جڑت میں آگئی۔
 میں شام کو کیا وہ میری اپنی موٹر سائیکل پر اسے عمر
 سے لیتا تھا... میری دوسری جنگ عظیم کے دور کی یہ شرافت
 اس زمانے میں اپنی پائی کی اور دیکھی کی گئی... پھر عمر
 استاد دیکھی (موت کے لوگوں والا) اس کے قہر ہوجانے والے
 پڑے کیا بڑی ادا سے کھنجر کے کھنجر کے کھنجر کے کھنجر
 دھارے سے اس کے کارخانے میں لاوارت ہوئی کی اور اس
 کے پڑے پر اسرار اور پر غائب ہوتے جا رہے تھے...
 دیکھی پڑے پر محترم جازین کو اپنی کار میں اس کے کھنجر
 ڈراپ کیا جاتے تھے... اس کا کھنجر سا کھنجر پورہ
 کھنجر اس کی منڈی میں قائم وہاں دیکھی پڑے پر غم کی
 گئی... میرے پچھلے پر اس نے دیکھی پڑے پر کھنجر
 میں صرف میری کھنجر ہے۔ اس کا کھنجر کا کھنجر کا کھنجر
 کھنجر ہے اور میں کھنجر کی تو کھنجر کے نظر سے دیکھیں
 گئے۔

پھر نازو نے آجس ہت رنگ چلا... ایک بار وہی کی
 ایکٹر میں کا کھنجر کے لائی تو کھنجر میرے حوالے کر کے
 چلی گئی... جب میں نے سارے جہانات تو تھپ سے اور
 بڑی غم صوری نے کھنجر کو اس نے پڑنے کے بعد مجھے
 کھنجر کا ایک "بوسہ" اور دوسرا کھنجر نکالا...
 اس سے سنو... زیادہ دھیان نہ... اور مجھے
 ہاتھ کے کھنجر انکروپ کا حصہ بن گیا ہے...
 میں نے کھنجر بنا تو میرے ہاتھوں کے طوٹے از
 مجھے... اچھا! یہ پانچوہم کے سوالات تھے جن کے
 جواب بھی اعتراف جرم و گناہ سے کم نہ تھے... میرے
 نزدیک وہ سب کا قلمی شائع تھا۔

"میرا خود تم نے کیسے کیا؟ میرا مطلب ہے..."
 "وہی... مطلب میں کھنجر ہوں... اس میں
 نہ مجھے نہ کھنجر کا کھنجر... وہاں دیکھی میں
 اس نے بہت کیا... میں نے کہا۔ "اور تم نے..."
 "اگر عداوت کی بات ہے... میں نے لی کر بہت
 جاسوسی انکسٹ... 23 اکتوبر 2012

رہے کے وہ چاہا پس کسی سبب سے نہ رہی... پانچ
مقامی شام کے اخبار کا تیز آواز پڑا کہ سٹین کی میری طرح
کا سبب ہونے کے باوجود پانچ ماہ تھا... وہ خوش
حزب اور بے تکلف آدمی تھا... شام کا کھانا ملا اخبار
گیارہ بجے مارکیٹ میں آ جاتا تو اسے فراغت تھی کسی اور وہ
بھی وہاں کامانے کے وقت موجود ہوتا تھا...
اپنے افسل سے غور کر کے میں نے ٹارکواز میں کے
مقامی اخبار سے پتہ لگا لیا کہ وہ اس وقت کے ایک

[illegible]

بتاؤں گا... میں بھوک سے مرنے والا ہوں۔"
 "میں! آپ کیا بچا ہو گا... چلو روٹ میں آج کچ
 مری طرف سے کئی ریٹورنٹ میں..."
 اس نے انکار کر دیا۔ "وہ کمرہ کتنا..." یہ جہاد
 ناز میں ہے دوست... بی بی ہمارا رخص ہے... اور
 خطرہ بھی... اس کمرہ میں سب سے کمرے دار
 ہے... ہاں ناگے میں ہے... ایک رانا رونا چٹنے
 اور اس کا جیس سال برائی عمر والی... ہے ان کے ساتھ

فصل چہرے... میں نے ہوا میں تیر چلا کر تباہ کر کے آپ کے مکان کو اوپر والا حصہ کر کے پر غالی ہے... انہوں نے کہا کہ یہ تو ہمیں خبر ہوئے والا ہے... میں نے نہ سمجھے کہ غواصی خلیج کی تودہ اوپر لے گئے۔ ہزار عین ساحل پر پہلے اپنے شوہر کے ساتھ آئی جس کا نام اس نے بطور تعلق رکھا تھا۔ اس کی افواہ پھیلی تھی... شوہر کی تصویر تعلق رکھتی تھی اور ہفتے کی شہت پر جاتی تھی پر وہ اوپر نہیں جاتا تھا کیونکہ آدمی کسی گناہ پر بند ہو نہ سکتا

فصل آج... وہ خود چارلی سوچا ہے، اس لیے کہ اسے
 واروں کے معاملات سے سروکار نہیں رکھتے۔ خود تازہ
 کسی اچانک میں نہ اسے اور اس کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی
 معاملہ ہے۔ جیسی اس کے ہاتھ کو طوفان سے روکا
 آئے گا نہیں... مہاں ہی شریک اور سپر رولنگ ہے۔
 کبھی کبھار مری کے سیکے سے کوئی آتا ہے، اس کا کہانی

20 جون 2012

گرتی... دیر تھیں یہی تھی... کہیہ وقت پر دیتے ہیں اور شرب پانی بھی کرتے۔
 "اور تجھ کو کیا خیال ہے؟"
 "وہی جو تمہارا ہوگا... یہ سب جھوٹ ہے... ڈار...
 یہ دودھ اس میں نمودار ہونے والے ایک شخص کو دیکھ کر ہاتھ پلا...
 "میں جاننا ہوں... تم ایسا غرے۔"
 "اس ملک کے سب سے بڑے دھن میں... بڑی چیز ہے... تم انگریز کا چٹا پھرانا ایسا سنگین ہے... نازین پھر کھڑے چہرے ہے... اس نے باگیج مکانات کو لوٹ لیا... دے دیا ہے۔"
 "یہ بہت چکر بادل کی ہے... پھر دیکھنا ک...
 "ڈار نے دوپ چائے منگوائی..." تو بھی اس کے چکر میں تھا؟
 "اس لیے تو پریشان ہوئی... اگر اس نے اپنی اور میری باتیں ریکارڈ کر لی ہوں گی... میرے اپنے قتل میں... یہ تو وہ ایک سلی کی سکتی ہے... میں نے بڑی اونچی چوڑی کی... صرف یہ بات کرنے کے لیے کہ کتنا محبت مجھے صرف اس سے ہوئی ہے۔"
 "ڈار جانا... پڑا ہوا کون سا مگر بارے یا پانی کی پینے لیا... تو کیوں ڈرتا ہے... وہ تجھے بیک سلی نہیں کر سکتی..."
 "میں نے بہت محبت بولا تھا..."
 "بازار اس کے بغیر کا بھی تو نہیں چلتا... کتنی محبت والے سارے ڈاکاگ... کہیں وہ دھڑے... سہری متعلق کے خواب... تارے تو ڈر لائے سے جان دینے تک یا نہیں... یہ سب تو کرنا پڑتا ہے کھانا..."
 "اللہ تبارک رکھے... جو آدیا بنا ہے..."
 "اس نے میری بات کا کٹ کے طلعت حسین کی طرف ہاتھ پلا... "راڈا اس سے بھی پوچھ لیں... یہ برا عالم فاضل غریب ہے..."
 "طلعت حسین نے کھانا کھا لیا تھا... وہ چائے کا کپ اٹھا کے ہمارے پاس آ بیٹھا... ڈار نے میرا اشارہ کر لیا۔" یہ ہے چٹا کھانا اور ڈار لا رسوس... کیا ملاوڑی...
 "طلعت حسین سکرا... دیکھا ہے میں نے پہلے کئی... لیکن اتنا بڑا کام میرے گھٹے سے بڑے صحابی تو نہیں بن سکتے... کتنی نامور ہے..."
 "یہ ابھی شہاب جیروانی کا ساتھ ہے..."

میں نے کہا۔ "میرا کوئی ارادہ نہیں ہے وہاں رہنے کا۔"
 "وہ ہے دوسرا آدمی... شہاب جیروانی کے قتل کی قدم پر چلنے والے کے پاس وہ خداوند صلاحیت بھی تو ہوئی ہے... صرف مٹا جاتا رہتا تو اپنے لیے مجھے ہمارے ملک میں اور سونی مجھے ہمارے کو چھڑا دے اور استعمال کر دے ہیں... جس میں ملک ملک سے مال کا تہہ... لکھ ہوا ان کے ساتھ... محافظ کرتی ہے تو وہاں سے نکلے۔"
 "میں نے کہا... نکل کے کہاں جاؤں گی...
 "فلٹن کے کہا... یہ کہ لکھ سکتا ہے... حراسہ قلعہات بھی... لیکن اس کی تک بات کی نہیں... میرا انکار ہی چھڑا ہے... تم چکر چکو رو..."
 "طلعت حسین نے سر ہلا دیا... وہاں سب کچھ ہی لکھے ہوتا... ادارہ بھی اور نازین کے نام سے شائع ہونے والے انگریزوں کی..."
 "میں نے طلعت سے کہا... تم میری ہے..."
 "کبھی معلوم ہے یہ شہاب جیروانی صاحب اس کوئی نازین کو کیسے استعمال کر رہے ہیں؟"
 "میں نے کہا... یہ سب کرتے ہیں..."
 "طلعت حسین میں پڑ... وہ کوئی ہے... اور جیروانی صاحب خوب ثابت ہے کہ انگریز کرتے ہیں... وہ خود پھول سنے ہوئے ہیں اور اسے خوب استعمال کر رہے ہیں... ان میں انکسارات میں الگ..."
 "میں نے سب کچھ سمجھ لیا... ڈار لکھ کی زد میں کون آ رہا ہے... وہ قتل کرنے کے نازین سے انگریز ہے... ہیں..."
 "فابہرے اعزاد میں سے بڑے ہیں... بظاہر ان میں کوئی ایسی بات نہیں... وہ اپنی سوانی بڑا ہے... لیکن اس کے علاوہ بھی کچھ ہے غیر معلوم..."
 "وہ اس آپ بتاتا ہوں... میں نے کہا...
 "طلعت حسین نے میری بات دیکھی سے کئی... یعنی میرا اعزاز وہ ملک تھا... تم نے تو اسے اپنی طرف سے ٹھیک ہی سمجھا دیا اور اصل قتل کر دیا... کام سے کام..."
 "ڈار نے ایک آہ بھری... یہ خود اس کے چکر میں پڑ گیا تھا... اور اب اسے خوب چکر آ رہے ہیں... کئی محسوس ہوتی ہے..."
 "میرے سینے میں ایسا ہوتا ہے... میں نے مجھ سے کہا... یہ بارگاہی ہے..."

"طلعت حسین سکرا... ابھی کچھ دیکھ لیں گے اس دنیا کو کھینچ میں... اور سوانی بنا ہے وہی نہیں ہو... کیا تم نے دیکھی اس کے بارے میں جانے کی خوشی... نہیں کی ہوگی... تم خود اس کے قتل سے گھر میں گئے..."
 "میں نے کہا... استاد صاحب میری آکھیں کھولنے کے لیے آپ کی بصارت ہی کا کام لیں..."
 "طلعت حسین پھر جانا... لڑائی کی تو جیونی بظاہر ایک کہی ہے... جب سے یہ ٹھیک اپنی گھر گھر کی کہانی دہی ہے... سب لوگ ان کا بھڑکیا ہونے کی ہیں... شادی بیاہ کی ریتا ہے میں کئی گاؤں پر لڑکیوں کا ڈالنا عام کی بات ہو گئی ہے... خانوے میں صرف سوچتی ہیں اور غراب دیکھتی ہیں جو بڑی کی چکا چوند... پھر ان کی راہ میں ظالم سانچ پاپاں آ جاتے ہیں اور اسے کسی شوہر کے پیر کر دیا جاتا ہے جو اسے تارے سے امور زندہ داری اور بچے پر کرتا ہے... مگر کچھ بعد میں تارے میں نہیں ہوتی ہیں جو فرار ہو کر لاہور آ جاتی ہیں... ان کا انکسار کیا ہوتا ہے... ہم سب جانتے ہیں... نازین اور بولیاں... غریب صورت ہونے کے علاوہ نازین کی دلال کے ہتھے نہیں چھو جیروانی صاحب کے پاس کی...
 "وہاں تم نے جیروانی سولہ... اصل کام خود اس نے کیا... راستہ اسے جیروانی صاحب نے دکھایا... اس نے اعزاد کے گھر میں ملہو کر بیوی زنا سے استعمال کیا اور میری عظمتوں کے ساتھ... ایک ہیرو دے اس نے کی ملک ہے..."
 "لیکن یہ سب اسٹیبل تو ان کی پہلی کا ذریعہ بن جاتے ہیں..."
 "اس نے کچھ پر نشیون کے نام لیے... جو انگریزوں اور عزت دار گھرانوں کی لڑکیاں ہیں... ایک کسی لڑکی کی کئی بھی لکھی گئی... ایک عتیق ڈار سے کی بنی...
 "میرہ مراد جانا... اس نے جیروانی صاحب سے فریاد کی اور جیروانی صاحب نے تک میرا کار... وہاں جاتے ہیں تارے اور خانہ کی... وہاں لاکھ میں خاندانی سے معاملہ ہے کیا... ایسا ہی مردوں کے ساتھ ہو گا... مجھے خصلت کا طرہ نہیں کہیں سے نازین نے کتنے سانچے گئے اور جیروانی صاحب نے کتنے میں تم کرانی... میرا اعزاز ہے کہ کئی کا کیا ہے نازین کا معاملہ بڑھا ہوگا...
 "میں نے مردوں کی بار سے نہیں لکھ موصول کر لیے ہوں... جو اعزاد میں شائع ہو چکے ہیں ان سے نازین میں سے کم بھی ایک کر دیکھا جائے..."

میں بھونچا رہ گیا۔ "ایک کر دو... اور اس کی تک رہے ہے۔"
 "اس کے شہاب جیروانی کھڑا ہے۔"
 "میں نے کہا... اس میں سے نازین کو کیا ملا ہوگا؟"
 "ان کے درمیان کتنی فتنی کا معاملہ ہے... نازین کو کہاں لاکھ سے ہوں گے... لیکن تم لکھو... یہ کھل کر ڈوڈا دن پلے والا نہیں ہے... بہت جلد نازین غائب ہو جائے گی... شہاب جیروانی نے سب سے کہا تھا کہ وہ نازین کو ہر طرف کر دیں گے... لیکن ابھی اس کا... سب بات ہے... جیروانی صاحب کی گڈول ڈار پر لگ گئی ہے... انہیں رہتا ہے کئی دنیا میں تو ستروں سے بگڑے ہوئے کھلے گئے ہیں... ان کا تارے اور خانہ والا ڈراما غلاب ہو گیا ہے... انہیں چپاس لاکھ لگے گئے... وہ اپنا اپنی ساکھ جاتے ہے... وہ دیر دانی کتنے کر رہے..."
 "اسے دھرم دانی کتنے ہیں... میں نے کہا۔
 "یہ ناگہن نہیں... ملک جائے گا ان کی طرف جو ایک سلی ہوتے... دنیائی سب ایک دوسرے کے مخالف یا دشمن نہیں ہوتے... ایک نے کسی دوسرے کو غلام بنا لیا... چھپے چھپے میں جو جیروانی... اس نے میرے سامنے اس لاکھ دینے کا اصرار کیا تھا... نازین کی غریبی کتنی ہوئی کہ وہاں لاکھ لے کر نکل گئی..."
 "طلعت حسین کے انکسارات سے میری کئی تیز میری اڑا دی جیسا... میں ڈرتا تھا کہ نازین پھر زندہ ہو جائے اور مجھے بھڑ کرے کہ اس کی روپیہ میں مدد کروں... ابھی میں بدنامی کے کسی چکر میں پڑنا نہیں چاہتا تھا جس سے میرے گھر پر کئی نیک یا بے طرف آئے... ملک ایک فتنے ہوا نازین غائب ہو گئی تھی طلعت حسین کی قتل ہو گئی تھی...
 "جہان کر دو... ایک سینے بچے شام کے ایک اخبار میں جیروانی... میرے مزاج میں مستقل حراسہ کی اور نہ وہ پیشہ وادارہ نازین جو کاروباری دنیا میں کامیابی کے لیے ڈگری سے نڈر اور اہمیت رکھتا ہے... میرے ذمے دارانہ دینے اور کالی پر لکھے کی جگہ سے لاکھ اس اور میں کھوسا کرتا ہے صاحب کے اخبار "حقیقت سارا" میں کتنی کالی ہوں میں بدلے نازین دلاؤ لاؤ لاؤ رسوس کے ابتدائی حروف کے گئے تھے بڑوں بتا دی... پھر میری یہ دار وادارہ کی لاکھ ڈاکٹر صاحب کے ہاتھوں نے پون قادی کر میں ساری بے راہ دہی بھول گیا... نازین مجھے کہاں پڑ رہی تھی چاہی کی گھر میں کی ہو گئی..."

آئی... جب مجھے یہ غلط فہمی ہوئے گی مگر کس غلط فہمت
ہوں بھئی کیا۔"

اچانک وہ دوسری طرف سے سسکیاں لینے لگی اور اس
کی آواز بھی ٹھکر ہو گئی۔ "مجھ سے جو کہنا ہے میرے سامنے
آ کے کہو... مجھے گالیاں دو، مجھے مارو... میں تم سے کچھ نہیں
کہوں گی... مجھے اپنے سارے جرائم کا اعتراف ہے... تم
سے بہتر مجھے کون جانتا ہے... یا جان سکتا ہے... کچھ تو یہ
ہے کہ مردوں کی اس سنگ دغا میں جو عورت کو لٹو بھی کی
طرح استعمال کر کے چپک دیتی تھی، تم نے مجھے پہلا جذباتی
سہارا فراموش کیا تھا۔ تم دل سے ایسے آدمی تھے... بس میں
نے تمہاری قدر نہیں کی تھی۔"

"کیونکہ تمہارے جرائم کچھ اور تھے۔"
"میں انہیں کیسے کر سکتی ہوں... لیکن پلڑے بدل...
اس وقت مجھے واقعی تم بچا سکتے ہو۔" اس نے انجیوں سے مدد
شروع کر دیا۔

وہ اداکاری کرتی رہی تھی... لیکن اس وقت اداکاری
نہیں کر رہی تھی... اسے آپ میری ہی نہیں... ہر شریف مرد
کی کمزوری کچھ نہیں کہ وہ خوب صورت عورت کی تنگی یا غرضی
آنکھوں میں آنسوؤں کے سونے نہیں دیکھ سکتا... دیکھتے تو یہ
سوئی اس کے دل پر محراب کے قطرے تن کے کرتے
تھا۔۔۔۔۔

"بزدل... تم کس دے ہو میری بات؟" اس نے
سسکی لے کر کہا۔

"کیسے سنو... لیکن یہ تو ہے... اس کی بھڑی
میرے حوصلے کی طرح جراب دے رہی ہے۔" میں نے
کہا۔

"اسی لیے تو میں نے تمہیں بلا تھا۔"

"ہاں... تمہارے ابا صاحب نے تمہارا بیٹا مرنے سے
موتو طرحیے سے بچا رکھا تھا... بھان انٹ... اب تم
فرماؤ، میں سر کے بل دوڑتا ہوں کہاں آؤں۔"

"میں اپنی ہی طرحوں کی۔"

"اچھا... مگر تو کبھی میں صرف آدھ کھلے میں دو
ہنگوں پر بیٹھتا ہوں... میں پرکشی کلب میں ہوں۔"

"میں بھروسہ میں ہوں... یہاں تو میں کونسا کھانے
آئی تھی... رہا تو میری اس کے کرعب ہی ہے۔"

میں بھونچا رہ گیا۔ "بھروسہ؟ اس مارچ کے سینے میں
میری بے گئی آگے... جہاں صرف برف اور ویرانی ہو
کی۔۔۔۔۔"

"یار تمہیں معلوم ہونا چاہیے... اس موسم میں یہاں
کتنے سیکر اور کافرنس دھیرہ ہوتی ہیں... سارا تو ہوتے
نہیں... مٹی پٹیل اور پٹیل کنبیوں کو رعایتی نرخ پر کافرنس
ہال اور کمرے مل جاتے ہیں... وہ اس سے فائدہ اٹھاتے
ہیں... اس کے علاوہ... یہاں مارچ سے بہار کا موسم شروع
ہوتا ہے... خواہ آس پاس برف ہو اور سردی سخت ہو مگر
درخت اپنا روپ بدل چکے ہیں... سبز اور پھول نمودار
ہونے لگتے ہیں... اوپر سفید آسمان ہوتا ہے اور پگھلے..."
میں نے کہا۔ "اوکے... اوکے... میرے فون کی
بٹری مزید ستر فی صد پہلے مرنے والی ہے گی، میں آتا ہوں۔"
"ستو... اپنی اس ڈاکٹر صاحبہ کو بھی لے آؤ نا
ساتھ۔"

میں نے کسم کے کہا۔ "آخر تم کیوں چاہتی ہو کہ میرا
حار شریف وہاں کی پھاڑی پر رہے... جہاں برف گر
ہے... ایک مارے کی... دوسری دنائے کی... مگر وہی ہو
گا بھول سا عمر... احمد لیبل کے کریں آؤ ڈاڑیاں..."
"کیوں خود کو بزدل ثابت کرنا چاہتے ہو؟ روح کی
طرح وہ ہر جگہ تمہارے ساتھ رہتی ہے... خود روح کے لیے
کوئی جسم نہ ہو تو اس کا کہاں ٹھکانا ہوگا۔"

"واہ... اس ڈاکٹر نے مجھے سناڑی نہیں..."

"تاک بھی کیا... دیکھتے تم اگر نہ نہیں، تب بھی میں اسے ساتھ
لانے کی کوشش ضرور کرتا... ہمارے طائر صاحب فرما گئے
تھا... اچھا بے دل کے ساتھ رہے یا سناں محل... مجھے اپنا
پتا تو سمجھاؤ۔" میری باقی بات اور حیران کن بھڑی کے خلاص
ہو جانے سے خلاص ہوئی۔

"یا اللہ... تو ہی اس بزدل کو متحمل ہونے سے بھا۔"

میں نے پریس کلب سے باہر آتے ہوئے دھماکی... کسم
کے ایک چالو میں ٹکڑے تو دوسرے میں چھری... میں نے
دھماکی۔

☆☆☆

میرے لیے وہ کی مینڈ کارڈ کا جیتا جاگتا سحر تھا یا کوئی
مسمین خواب جو میں کبھی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا... ایک
طرف دھند کے میں وہ چٹان سی تھی جس کے اوپر سے
چوہوں کا چاچا طلوع ہو رہا تھا... دوسرا میرے سامنے
صاحب کے روپ میں موجود تھا... جس سحر میں ایک تحریک
مستحکم سندھ تھا جس کی نرم دہلیز ہمارے قدموں میں
آ کے لوت رہی تھی۔

صاحب نے ہنسنے کا کہا۔ "میری کیا کچھ ہے؟"

میں نے کہا۔ ”ابک تو یہ سوال کرنا کہ واقعی حسین تم
 آج کد رہی ہو... باقی یہ کرب لگو؟“
 وہ حیرت پرانی اور خوش ہوئی۔ ”میں کیا ہوں... تم
 اپنے دل سے پہچانو۔“
 ”میں ساری بڑی قیامت خیز ہے جو تم نے آج باغی
 ہے... وادوس اعزاز سے باغی ہے...“
 وہال ہوئی۔ ”یہ میں نے خاص طور پر آج کے لیے
 خریدی تھی... جب تم نے مجھے دھوکا دیا تو مجھ نے نہ آیا۔“
 ”یہ جگہ جسے بڑوں کے ساتھ دھوکا دیا ہے کرنے کے
 لیے لعلی یا مناسب ہے خاتون...“ میں نے احتجاج کیا۔
 اس نے بڑے دھمکے اعزاز میں میرے ہاتھ پکڑنا
 بازو کا ہاتھ کر دیا۔ ”میں سوچ رہی تھی کہ تم مجھ سے بد
 یاد ہے جب دو سال پہلے تم نے مجھے ہاتھ پکڑے تھے... اور اس
 کی جگہ اسے دیکھ اسی جڈ پانی لیسٹ ہوئی۔“
 میں اسے اذیت پسند ہمارے کسٹمز پر اور جگہ بول دیا کہ
 بی بی... میں تو خیر میں بھی یہ لازم جان کر رہی ہوں... کس
 کا کڑو کی یاد آ رہا تھا... لیکن اس سے صاف کہ جذبات کا
 غمناں ہو جاتا تھا... پھر وہ میرے باروں کا خون کر کے واقعی
 اور میں داک آؤٹ کر جاتی... میں ایک انکسوں کی
 طرح بیٹھا رہ جاتا... چنانچہ میں نے لازمی کی طرح ملنے
 والے اس جڈ پانی میں سوچ سے پورا دھواں بکھیر دیا۔
 میں نے چشمہ جاتے بغیر اس کی آنکھوں میں آنکھیں
 ڈالیں... اس نے ساری سے کچھ کرتے نکلتے لیس
 دنگے... ہماری آنکھیں آج ہو گئیں... پھر میں نے
 بڑی دھڑکن سے جھوٹ بولا۔ ”دونوں میں میرے کہ بعد
 بھی نہیں بھول سکتا... میں پوری کوشش کروں گا کہ بھی نہیں
 تاراج نہ وقت ہو... تم آؤ کی میری قبر پر بھول
 چڑھانے؟“
 اس نے تنگی سے اپنا ہاتھ سمجھ لیا۔ ”کہاں مت
 کرو... تمکا لے آؤ...“ جب میں نے پہچان لیا...
 میں نے دیکھا تو دیر ہمارے درمیان کھڑا سر ہوا
 تھا... میں نے بھی کسرتے ہوئے صاف سے کہا۔ ”لیڈر
 فرسٹ... جو تمہیں پسند ہو“
 جب صاف آؤر دوسے دور سے جی تو میری نظر نہیں
 دوریوں کیوں نہ تھا... اسے والے میں کوشش کر رہی تھی...
 دل لیڈر چاند اور وہی کی رقم شامل کر کے یہ رقم سو
 نئی تو میرا کہو اس میں بھال ہوا... پھر باغی ہو رہے میرے
 پاس بکری بٹ جاتے... میں نے دل کی دلی میں تھمتے

دعا کی کہ بعد میں آؤں کرم نہ مانگے۔
 جب وہ دیر چلا گیا تو صاف سے کسرتا کہا۔ ”مگر آؤ
 میں... میں بھی دسے ہوئی... یہ آج آج تک ہے
 کہاں سے ملے گئے... اور کچھ کیسے تمہارے جہاز کی ڈاکو
 دستوں سے؟“
 میں نے احتجاج کیا۔ ”یہ سو بعد ملاں کی کمالی
 ہے... میں نے سوت صاحب کا انداز مانا... یہ کسٹم کر دیا ہے
 ... وہ بڑا ایک کام کے لئے ہے۔“
 ”اور جو پہلے سے ہائی لڈ؟“
 ”میں جاؤں گے وہ... یہ وقت کیا اسکی اقدوں کا
 ہے؟“ میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے کی کوشش
 کی۔ ”میں نے آج تم اس دن کو یاد کرنا نہیں... میں کوشش
 کی شادی کر کے تیرے جہاز کی شب میری بھی ہو جائے۔“
 اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ ”لوگ دیکھ رہے ہیں... ہم
 آج کی شادی کیسے کر سکتے ہیں... ڈراما بھی کرنا ہے کیونکہ
 دس تو تیرے ہیں۔“
 ”تم اپنی بات... باقی اہتمام میرا... عمو تو ہمارے
 آس پاس ہی اسے چلے گئے... سب محض اور شریف لوگ
 ہیں... کھو ہر بات کا تمکا نہ چل رہا ہے... نکاح غمناں کا
 بھی کوئی مسئلہ نہیں... ایک میرا جاننے والا ہے مولوی سیمان
 اللہ... وہ کھڑے کی طرح بڑا آئے گا۔“
 وہ ہنسنے لگا۔ ”تم کس کے بعد کہوں کہاں سے جاؤ گے؟
 اسی کرانے کے کٹاڑ خانے میں ہے تم فہم کہتے ہو؟“
 ”ایک ملائی شہر کی ایک اور مسلمان بی بی کے لیے
 اس کے کٹاڑی خدا کی چھوڑی بھی لگ ہوئی ہے... بھتی
 دیر میں کھانا ہے...“
 پڑھائیں سے کہیں شہر کا بہت بھوکھا اور سناٹا تو
 کہو سا ہوا تھا... مگر صاف سے کٹاڑ ہونے سے پہلے ہی۔
 کھنکھت دیر وہ دار کو مارا ہوگا اور صرف یہ نظر پر اعزاز میں
 کرنا تھا کہ میری طرف دیکھ کر اس نے صاف سے
 پکڑا۔ ”میں نے بعد آؤں کرم پکڑ کر مارا میں کی آپ...
 ہماری ایک کھلی۔“
 میں نے اپنے دل کو کسٹم کی ایک نیکان صاف سے
 اگلارے میری اس غمناں کو کچھ سے کسٹم ہونے والے میں اس کا
 حوالہ نہ کر کے بھول کر پکڑا یا کھانے کا کاش کی کا دن میری
 تاراج داتا بھی ہو۔
 میں نے حیرت سے صاف سے کہا۔ ”ایک ہی کھانے شروع
 نہیں کیا اور یہ کھانے کے بعد کی بات کر رہا تھا۔“

بہتقل... یہ میری گھر کھانے کے بعد کرم کہہ...
 اس نے اتفاق میں سر ہلا دیا۔ ”ہم کچھ دیر بعد وہاں
 جا کے کھانے کھائے گئے... کئی اے اسے کھیم کھانے میں ہے جیسا
 تو البتہ۔“
 میں نے غور سے ہوئے سے پہچان... تقدیر
 آج میری کوشش کا فیصلہ کر چکی تھی تو میری کسٹم... میں
 نے موضوع بدل دیا تھا۔ ”میری سوت صاحبہ...“
 ”تم کہاں ہے؟“ اس نے میری طرف دیکھے بغیر
 پکڑا۔ ”ان کی بھی آؤں کرم ہے؟“
 ”میرا مطلب تھا سوچتا ہارت... میرے ساتھ
 بھوریں چلو۔“
 ”میں میں دیکھیں گے... وہ بھی تو وہاں ہوئی کڑا کے
 کی سردی... ایک بار میں اپنی دلی میں لگی... ٹاراجا کھتی
 والوں نے کھیم کھانے کو اٹھنے کا تھا... بہت کوشش
 میں نے کی... میں جون کی کھیں... کچھ کسٹم جاننے
 کی بات کر رہا تھا... اور جب ہم دونوں ساتھ ہوں گے تو
 کوشش کی؟“
 ”صرف ہم دونوں ہوں گے اس پرانی جنگ میں تو
 اور کیا ہوگا... یہ کاش کی راز صاف بات کرو... یہ کاش کی نہیں
 بھوریں جانے کا کھانے کیسے آگیا... اس موسم میں... تمہیں
 کرمی میں سردی لگتی ہے۔“
 میں نے ایک آہ بھری۔ ”کاش! میں تم سے جھوٹ
 بھل سکتا۔“
 ”کاش! تم نے بھی پورا کچھ بولا تو مجھے یہ نہ کہنا پڑتا
 کہ تمہیں میری کھیم۔“
 ”میں کبھی معیت ہے تم عمو کو کے ساتھ... فوراً
 آجاتی ہو ایک جنگ پر... یہ بات میں سن سے کہوں کہ
 مجھے ڈانٹیں نے لایا ہے... یہ بات میں سن سے کہوں کہ
 ہے... میں نے کہا اور پھر سے ساری الف لیل لٹا رہی...
 جھوٹ کی اب بھی کھلی میں نہیں رہی تھی۔
 ظاہر تو صاف صاف کہ جڈ پانی کی دیکھ سرد رہا۔ ”اگر ایسا
 ہے تو پھر میرا دل کیا کام؟“
 ”تمہارا اصل کام تو ہے... میرا سوال نہ ڈانٹوں
 ہونے دینا... ڈانڈ سے کھانے... میں بہر حال تمہارا
 سہاگ ہوں... اور جیسا کہ کہا جاتا ہے... تو بے کلو کا کاش
 ہے... وہ تو ڈانڈی حیرت ہے... اس کا مقابلہ میرے صیحا
 بڑوں خاک کرے گا... ایک دین اور تم ہی بابت خاتون
 کی کسٹم۔“

وہ فحش پڑی۔ ”تو یاد ہو کہاں کرنے کی ضرورت
 نہیں... میں چلاؤں گی۔ ڈانڈ دیکھوں تو میری ڈانڈیں آؤں
 چڑھنے سے نہیں لے کرے گا نہ سے راجہاں دیے گئے... اب تو
 وہ بہت کڑا ہو رہی ہے... ایک لکھا کھانے کے ساتھ لگ جائے گی
 اڑوے کی طرح۔“
 میں نے غور سے جڈ پات میں اس کا ہاتھ چوم لیا... غانکا
 میری جڑات رعنا سے حیرت ہو کر قرب کی کھلی پر ایک
 نوجوان نے بھی کھلی کھلی... چڑھنے سے ایک آؤر آؤر کھڑی
 ہوئی تھیل کر کھٹ کھٹ پاؤں کھتی داک آؤٹ کر گئی...
 نوجوان اس کے پیچھے دوڑا... دیر میں سمیت نوجوان کے
 پیچھے۔
 صاف سے کہا۔ ”ایسا تمہارے ساتھ بھی ہو سکتا تھا۔“
 ”کھم میں بڑوں ہوں... وہ بہار دین رہا تھا۔“ میں
 نے کہا۔ ”میں نے کھانے کے ہاتھ سے اپنا کچھ کچھ؟“
 ”بھار میں کھانے... آئے دن دلی لایا دینی
 پڑتی ہے مجھے... باب کوئی اور میری کھٹ کھٹ لایا دینی...
 پاؤں آؤں دین میں تم نے غور سے کیا کہا تھا وہ وقت چڑھا
 کھ... خفا کے لیے کچھ میرا کھانے کیا کرو... جو حسن اس
 سے کہہ رہی ہے۔“
 جھوٹ کا جواب جھوٹ ہی سے عمو انداز میں دیا
 سکتا تھا۔ ”میری تو اس سے بات ہوئی تھی... شاید ایک بغتہ
 پہلے۔“
 ”میں کاش دین میں آئے نہیں... مجھے ہے...“
 ”بھال نہیں... میں تم کا یہ کسٹم میں... ایک سو
 ایک گراؤں۔“
 ”میں چھوڑ دینے مجھے بتایا۔“
 ”وہ چھوڑ دینا... اسے تو میں خود کھل کرنے والا
 ہوں۔“
 ”آج سے وہ لیڈر تو ہوگا کہ کلا جی کے لیے ایک
 صاحب نے کھڑے کی دوا ایک کھلی میں ڈالی اور کھلی کو
 سے طلق میں رکھ کر بھوکہ مارنا چاہتے گئے کہ دوا کھولنے
 سے طلق سے اتر جائے... مگر ہو یہ کہ کھولنے سے پہلے
 پھونک داری۔“
 میں نے کہا۔ ”اس وقت مجھے یہ لیڈر سنانے کا
 مقصد۔“
 ”اگر اس چھوڑ دینے تمہیں پہلے کھل کر دیا... پھر؟“
 ”دو کھلی سے کھلی۔“ اس کا دور و دور کھلی نہیں ہے... اور اس
 کی کسٹم۔“

ہوئی میں کیا ضرورت ہے کہ اسے...
... "چلو جاتی بر ملاقات..." اور غول بند کر

میں نے کہا: ”تم خاصی بدلتی ہو چار چار سال
دیا۔

میں... میرا مطلب تھا... ایک دھڑا لیا ہے ہمارے پاس
اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ مجھے بلکہ جب سامنے
ہو... "تنگ... قار... کا سامنے ہوا کہ کر کے تو میں دم
میں... میرا مطلب تھا... ایک دھڑا لیا ہے ہمارے پاس
اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ مجھے بلکہ جب سامنے
ہو... "تنگ... قار... کا سامنے ہوا کہ کر کے تو میں دم

خود رو گیا... سائن بورڈ لکڑی کا ہے ہنگم ساتھ تھا جو ایک

مقام پر پہنچا۔ پھر وہاں پر...

ہاتھ کے دروازے پر چھوڑا تو میرے دل میں جذبات کے
چھرا پانی پر دکھ مری جانے والوں کا رونا

سمندر کا جوار بھاگتا تھا۔ ایک بار پھر میں
 ہے۔۔۔ اس کا ایک مفصلہ تو شارٹ بریک ہوتا ہے۔۔۔ دوسرا
 جلد... دوسرے یہ ہمارا ذاتی مسئلہ ہے۔۔۔
 گئے تھے۔

نارنگی کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے۔ ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر سو گئے۔

ہے شرط وصل کے لیے... والے تعدنی ختمی کے پانی سے گاڑیاں بھی دھوا تے

سہارا مل گیا۔ لیکن اس کے بعد بھی خیال آجاکہ میں
 تھا۔۔۔ کروڑوں سیدھی کر کے میں نے دیکھا تو موبائل فون میں
 تھی۔ سڑک کے دونوں طرف سروصف بند تھے۔ خوب
 سیلائی تھی کیونکہ لیکن اس کے دور میں۔"

پوچھا کہ آفراس کے نائب ہو جانے والے شوہر نامدار کا نام

کچھ دیر میں بھورن، دوپٹا لٹا کر بھاڑا۔
 قریب سے دیکھ رہا تھا۔
 سہوکار دیر سے کوا کا ایمان کھنکھی تھا۔

اس سے کہا۔ مری مراں کر کے مجھے کون کر دیتا...
 میں جھپٹی بی بی میں ٹوٹی... تم کوئی کام کرنا، آؤ گے
 "بھری رہائش ہے مارٹک فارسٹ میں... یہ
 صاعق نے ایک لاہور میجر کو سفید کار کے پیچھے اپنی
 میں نے فوراً داخلہ کی۔" ان باتوں سے میرا کو

[illegible]

میں نے اپنی خودی کو بند رکھا۔ "خاطر ہے۔" میں نے دھک اور حسد سے کہا۔ "یہ کس کی کوٹھی ہے، لپے کوڑی تھی... میں سو فیصد غیر جانبداری سے کہہ سکتا ہوں۔" حاکم نے کھاتے کھاتے مصیبت سے پوچھا۔ "ان

فولادی دیا کہ کوشی کار کھینچے پر مجبور تھا۔ حضور بار میں اس کو

کہا کہ زمین پہلے ہی راؤنڈ میں ناک آؤٹ ہوئی... صاف ہے

کا مطلب ہے کہ یہ سدا کی جیسے ہوئی، اب ہوئی... کیا مراد

ہو گی؟"

ہم کو اپنا پڑتا ہے لیکن مجھے تو خدا نے بنایا ہی اس لیے قہار
 ان کے ایک دوست حیدر کے ... عام لوگ وکیل صاحب
 وہ کوئن ہے ... ملکہ حسن ... میرے ولی کی دانی ... اقصیم
 میں نے غلطی کچھ میں صابر کو دیا۔ "میرا کیا مطلب

ہے اور کیا کہیں... اگر تازمین کہیں کہے گی تو میں خود بھگادوں

ایک بار پھر میں نے اپنی جوبہ اس کے سامنے رکھی۔
 "ہاں... ہاں... کل جس طرح اس نے میرے آگے اپنے کارنامے پیش کیے تھے، اب میں نے ان کے لیے ایک نیا راستہ تلاش کر لیا ہے۔" وہ ایک لمبی سانس لے کر کہا۔
 "میرے پاس ایک نیا منصوبہ ہے، جس سے ہمیں اس مسئلے کو حل کرنے میں مدد ملے گی۔" وہ ایک لمبی سانس لے کر کہا۔
 "میرے پاس ایک نیا منصوبہ ہے، جس سے ہمیں اس مسئلے کو حل کرنے میں مدد ملے گی۔" وہ ایک لمبی سانس لے کر کہا۔

جہاں سال کے آٹھ مہینے انبوہ لے لیں۔“

جانتی تھی کہ اس کے ساتھ ساتھ بول مرغان بھی کتے کاٹتا ہے۔

وہی۔ "اور بارش ہو جاتی... پھر؟"

میں کہا "جیتا... اعدا ہی اعدا تم صابن مل پائیں۔"

صالحہ... اعدا آئے... آپ سے مل کر بڑی خوش ہوئی۔"

وارثت کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا جس میں اسے میری

اس کا موڈ بہت اچھا تھا... اس سفر کے لیے صائمہ کا

”میرے اراکال... ان کے دوست وقار حیدر بیٹے کے
ملا بہ بیٹھ گئے کیونکہ کچھ وقت گزر چکا تھا... ایک خادمہ
نازنین عام حالات میں ایسا جوابی حملہ کرتی کہ صاحب

کراہی کے ساتھ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے تو یہ سب کچھ
 وہ میرے خوابوں میں پہن کر آتی تھی۔ مگر مجھے اب سنا ہے کہ

اجتہاد سے وہیل لیا۔۔۔۔۔ دونوں بچپن کے ساتھی ہیں۔۔۔۔۔ میں

نے فوراً کھانا گانے کا مکمل شروع کر دیا۔۔۔۔۔ اس کی مدد کرے

چوڑی بھول جاتی تھی وہ مشکل حالات کا شکار کی اور یہ تئیں

بچے تھے کہ۔۔۔۔۔ وہ بڑے سے کہہ رہی تھی کہ مجھے اب سنا ہے کہ

ثابت ہو رہے تھے... میں سمجھتا تھا کہ ایسا صانع نے میرا
مقدمات کے سلسلے میں... انہوں نے کہا کہ ایسا ممکن ہے کہ

آپ مجھ داری سے اوسط کرتے اور فرائض کی ضرورت
 یں تھیں۔ میں ایک اصول کو سامنے نہیں لے کر جاتا تھا۔ میں دین
 تو سب بچا تھا۔ میں اس بات پر یقین تھا کہ اگر آپ صریح آپ
 چنا کر میں اس سے منہ ڈاڑھ نہ ہوتی رہے گی۔
 دس کروڑ ہوئے تو فرائض کا پتہ کھڑے گا اور
 انویسٹمنٹ بن جائے گی۔ اس کی زندگی کا حیران دور ہے۔ نام اور
 خاصیت کے ساتھ کسی دنیا میں شروع ہوگا۔ وہ حصول مقصد
 کی نصف مسافت سے گزرتا تھا جب تک کہ وہ اس کا کام
 قید کالے والا چل رہا ہے۔ قید کا جتنا عرصہ اس نے
 جیل میں گزارا تھا، اسے برہنہ ہوتے اپنے بے وجہ سے
 حاصل کر رہی تھی جو ان ملکوں کا اور اس کا معاوضہ اور تھا۔ تاہم
 اس کا آزار اپنی جگہ تھا۔ اپنی اپنی دنیا کی جگہ تھی کہ اس نے
 کسی کو نہیں دیا تھا۔ یہ کہنا کہ اس کا مسئلہ تھا یا نہ تھا۔
 سلطان بخش کو اس سے سروکار نہ تھا، وہ ایک دشمن کے انتقام
 کا کاروبار تھا جس نے اسے یہ ذات دی اور وہ سزا ہو گیا۔
 قادر بخش غلط فہمی سے اپنے باپ کی آخری رسوم
 میں شرکت کے لیے پہنچے۔ نماز جنازہ میں خاندان کے لوگوں
 کے علاوہ کافی تعداد میں اس کے باوجود بھی شرکت تھے۔
 کچھ موقع اور تھے۔ کچھ یہ سمجھ کر آئے تھے کہ کئی جی تو
 مرنے والے کے ساتھ تھی۔ اسے نماز میں بھیجا ہے۔ وہ ان
 سب سے سلطان بخش کی قبر کے لیے اس کی بیوی کے ساتھ ہی
 جگہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا تھا۔ قادر بخش کو بھی نہیں کہ
 پڑا۔ اس انجم میں نہ کسی نے اسے پہچان نہ کسی کا دھیان
 دوسرے لایا ہو جانے والے اپنے جی کی طرف کیا۔ پہلے کے
 بارے میں یہ بات ہی کہاں ہوا تھا کہ اسے مل گیا تھا۔
 حیران آپ کی زندگی میں ہی سات سہ ماہ چلا گیا تھا اور لوٹ
 کے نہیں آیا تھا۔
 شہاب الدین بھی ہری تھاری کر کے آیا تھا۔ وہ لوٹ کے
 حیدر آباد آکر آگے روز روز بیٹھ اس کا دروازے سے ہوتی میں
 ایک گاڑی سگھائی۔ ان کا آفس ہوئی کہ لوگوں میں تھا اور
 وہاں بیٹھنے والے سب عوامی سے گاڑی چلتے تھے۔ اس کے پاس
 اور بھی تھیں لیکن تھا چھپے اسے اپنا پتہ نہیں آتا۔ اس کے پاس
 رکھنا پڑا۔ بھول میں وہ اپنے پرانے قادر بخش ولد سلطان
 بخش کے نام سے حیدر آباد پتہ پتہ پر بھی گیا تھا۔ اس
 سے کہا کہ یہ اسی اس نے اسی ایک سال پہلے دیا ہے۔
 اس کا پس منظر یہ کہ وہ کارکن اور اس کی آگاہی کسی
 کی طرف جاتے ہوئے شہاب الدین بھی قادر بخش سے اپنے
 سے پہلے گاڑی کی نمبر پتہ میں دے کر گیا ہے۔

سلاھا لایا تھا۔ یہ اس کی اپنی گاڑی کی نمبر پتہ میں گھر ان کو
 اس نے بڑی مہارت سے دیا تھا۔ ابتدائی تین طرف میں
 سے ایک ہر اس نے بائیں چار چار دور تک کا کٹھن چسپاں کیا
 تھا۔ اس نے اسی کی ایک جگہ صرف اسے روک لیا تھا۔ آگے
 چارہ دھڑ سے اس سے پہلے کود دیا اور صرف تین زبرد
 سس پائی رہے۔
 راستے میں ہی اس نے مل لیا اس کے اوپر وہ دھاپا
 بہن یا بیوی پر سر ہوا ہوا پینٹے میں بھی لکھا تھا۔ چوہ
 اور سر پر شاٹوں تک آئے والا وہاں اس کے لیے دو گاڑی
 بھی چپا کے لایا تھا جس پر کچھ بھی لکھی تھیں۔ وہ وہی حال
 مزدور پر گئے۔ یہ تھا کہ اس کے بھائی کا بھی تھا اور اس
 کے باپ کا بھی۔ وہ دوسری بار صوفی اسمبلی کا ایک شخص ہو
 چکا تھا اور اس پر ایک خوراک خوراک کا تھا۔
 گیت پر اسے اپنا گاڑی دیا۔ "میں دفنی سے آیا
 ہوں۔ بھگن نہ جا سکتی تھی۔" وہ ملتا ہے۔
 گیت کبیر سے اسے آفس کا راستہ دکھایا اور وہاں پر
 ڈراما سٹیج کے بی اسے کھینچ کر دیا کہ کون سے کئی سیل
 ملے گا۔ یہ اس نے اسے بڑے بڑے کے ساتھ بھی کر کے۔
 اور اس کا کارڈ انڈر پینٹ کیا۔ سکندر اس وقت قلعہ ہو چکا تھا
 اور لوٹ کے گھر جانے والا تھا۔ اس نے اسے آفس کے
 اجلاس میں شرکت کر بھی۔ اس نے دفنی کے ساتھ کھلوایا۔
 قادر بخش نے اپنا حوالہ دیتے ہوئے نام سے کہا کہ جو
 کارکن ہوا تھا۔ سکندر اس سے مل کر گھر آیا ہوا۔ "آپ
 پاکستانی ہو؟"
 "امیڈ... یہ لباس وہاں سب ہی پہنتے ہیں۔ اس تو
 گویا عادت کی ہو گئی ہے۔ دراصل بائیں پاس پہلے والد نے
 دفنی میں بڑی شروع کیا تھا تو میں بہت چھوٹا تھا۔ ہماری پہلی
 ایک طرح سے ہوا پہننے میں ہو گئی ہے۔"
 "اور آپ کے والد... کیا ان کا انتقال ہو چکا ہے؟"
 اس نے شدت سے تردید کی۔ "امیڈ وہ حیات ہے۔"
 اور یہ سارا کاروبار کیا کا ہے۔ لیکن ہم میں بھی ان کے
 ساتھ ہیں۔ ایک بھائی اکثر کسی گاڑی پر چڑھتا تھا۔
 دوسرا کنٹرول میں رہتا ہے۔ میں اس پتہ پر اس کے پاس
 دیکھتا ہوں اور میرا اصل براؤز ہوتا ہے پاکستان اور بھگت
 کی قہارت سے ہے۔ میں آپ کا اور اپنا وقت ضائع کر رہی
 ہوں۔ چاہتا ہوں کہ آپ کے لیے میرے پاس ایک بہت حکم ہو سکے
 پروموز ہے۔"
 سکندر نے اسے دیکھ کر ہلکا سا ہلکا سا ہلکا ہوا
 "مجھے آپ کے ساتھ

برس کر کے خوش ہوگی۔ آپ بتاتے ہیں۔"
 "میں اسے بڑا بہت کھڑے ہے۔ جیسے بیرون کے
 لیے اس کی فزولٹی کی تمام چیزیں یاد رکھتا ہوں۔"
 سکندر نے کہا۔ "میری پیدائش؟"
 "ہیں۔ اور اس کے لیے وہاں اس کا بھی کرنے
 کو تیار ہوں۔ وہاں جانے سے پہلے۔"
 "کیا کوئی اور ہے یہ کئی برس ہو گئی؟"
 "آپ کی فزولٹی کی پیدائش کا اعزاز ہے۔ اور آج
 اصرار میں ایک کے کارپٹ تھا۔ یہ بھی معصوم ہے۔"
 "میں یہ سب کچھ ہوں اس بچی کی بہن؟"
 "میں معصوم تھا کہ آپ سے سوال کریں گے۔ حالانکہ
 غور آپ اس کا جواب جانتے ہیں۔ کیا یہاں شکر مل گیا
 ہے کہ اس کے لیے کوئی شکر مل گیا ہے کہ اس کا سارا انک
 روک لایا جائے گا۔ ایک شکر شکر ہو گئی۔ لوگ
 بھگت کے لیے وہ خود ہوں کے اور کئی دھڑلے سے بھی پہل
 لے گئی۔ اس کے بعد ٹریک کار پر پڑنے لگی کی فوراً
 ایڈرٹ کے لیے لاش جاری کر دی۔ سب سے پہلے
 کئی کہاں سے آئے گی۔ ہمارے اور دفنی سے۔ یہ کہا ہے
 درست نہیں ہے؟"
 سکندر نے انہیں اس وقت میں سر ہوا۔ شہاب الدین یوں
 بہت بہت کچھ اس وقت میں سکندر شہادت ہو گیا۔
 "خوش کریں میں آپ کی بات مان لوں۔"
 شہاب الدین بہت "فرض کیا کرتا... آپ حیدر برس
 میں فاکس کی بی بات مانے گا۔ لیکن اس سے آگے کی
 بات۔ وہ بھگت کی ایڈرٹ کے لیے فاکس جاری ہوں
 کے تمام کچھ کچھ آپ کی دیرت پر ہوا ہے۔ کوئی کوئی
 کر رہی ہے کہ آپ حیدر کو دیکھ کر جے کے
 منافع کیا کریں گے۔ یہ آپ غور حساب کر لیتے ہیں۔ اس
 عرصہ کئی آپ کی ہوئی۔ ہم دفنی کے گواہ میں رہیں
 "کیا اس میں آپ کا کیا فائدہ ہوگا؟"
 "جی میں آپ کو پاکستان کی کرنسی میں ادائیگی کریں
 گے لیکن بعد میں آپ سے جو سودا ہوگا وہاں فائدہ اٹھائیں گے
 گی۔"
 سکندر نے اس بات پہلے ہی بھولی تھی۔ وہ دفنی کے
 اس آج کی زبان سے اس طرف کرنا چاہتا تھا۔ سکندر نے اسے
 "دیکھ کر کے لیے اسے ڈیرے سے ملے گیا۔ ان کے
 یہاں آج کے گواہات ہو گئے۔ اس نے اسے ہر گز سکندر شہاد
 "جاسوسی فائنل 41 دسمبر 2012

سب سے پہلے اس کے گواہات کے گواہات تیار کریں گے جو اس کے
 دیا جائے گا۔ ہر اس پر دھنچا ہو جائے گا۔
 دفنی کے ساتھ یہ سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب
 وہاں کر رہی جانے کی خواہش کا اعتبار کیا۔ حسب موقع سکندر
 شہاد سے اسے روک لیا۔ "میں بھی آپ کی اس کے اجلاس میں
 شرکت کے لیے جانا تھا۔ آپ آج ہمارے ہمراہ رہیں۔"
 "مجھے کوئی اور بھی نہیں۔" شہاب الدین نے جوابی
 سے کہا۔ وہ خود سب موقع حال کر تھا۔ ابھی تک ملتا تھا
 تھا۔ اس نے وہ چار چار فون کے اوپر ہر گز شہاد کی میرانی
 قبول کر لی۔ جج وہ دفنی کے ساتھ ہی گاڑی میں بیٹھا تھا۔ وہ اس
 کی گاڑی سے صرف ایک "خفہ کر گاڑا" چلا رہا تھا، چپے
 رہی۔ اس نے بتایا کہ اس کی گاڑی اس کے لیے کہ اس کی
 موجودہ دفنی سے اس کا دور سفر گھر میں نہیں ہے۔ میرے آئے
 جانے کا کوئی خیال نہیں ہے۔"
 اس نے اپنے پر مل کر کہ اس وقت شہاب الدین عرف
 قادر بخش کو حیدر اس سے وہاں کے سکندر ایک جگہ
 گاڑی روک کے وہ بیٹھ کر اس کے لیے ہمارے ہزارا چپے
 کے دوسری گاڑی کے ذریعہ سے سر میں کوئی بارہی۔ اس
 سے پہلے کہ سکندر شہاد کی گاڑی اس کے ساتھ دو لوٹ کے اپنی گاڑی
 میں آئے۔ سکندر شہاد کی گاڑی کا ڈراما ڈراما کے بغیر بھی
 تھا۔ سکندر شہاد سے ملنے چاہتا تھا۔
 جب قادر بخش نے اس کا نشانہ لیا تو وہ چلا گیا۔ "جے... تم
 ایسا یہاں کر رہے ہو۔ لیکن اہم؟"
 قادر بخش نے سکون سے جواب دیا۔ "ڈراما سے
 دیکھو کہ کچھ لوگوں کے کس سلطان بخش کا بیٹا ہوں۔ قادر
 بخش۔"
 "آج کیا کیا ہوئے؟"
 "جو کچھ تم میرے خاندان کے ساتھ کیا۔ وہ وہی
 نے تمہارے خاندان کے ساتھ کیا ہوتا تو تم کی کرتے؟"
 قادر بخش نے کہا کہ اس کے سر پر پوری قوت سے
 مارا۔ سکندر شہاد کے چھ اور سات کو قید کر بخش نے
 گاڑی اسٹارٹ کرنے سے پہلے چپے والی گاڑی کے ڈراما کو
 حیدر سے اس کے ساتھ ہی گاڑی کو لا کر وہاں کوئی بھی نہ
 گاڑی اس کے ساتھ ہی گاڑی کے ساتھ ہی گاڑی کے ساتھ ہی
 گاڑی کے ساتھ ہی گاڑی کے ساتھ ہی گاڑی کے ساتھ ہی
 حیدر آباد دھنچے سے پہلے قادر بخش نے سکندر شہاد کی لاش
 کو ایک گاڑی میں پھینک دیا جس کے گرد بھی گاڑیاں تھیں۔

تازین سے سب کا پتہ کھٹ وپٹ اس نے مال بھی
 غریب کھینچا اور فرزند خان سے خلوت سے دوسرا ہوا گیا جو
 اس کے خوش حال اور محفوظ مستقبل کے لیے ضروری تھا سر فرزانہ
 نے کچھ شراب میں اور دیگر خلوت کی بے خودی میں بہت
 سزا سزا کرتے۔

تازین ایک ہوشیار رکھتا تھا۔ وہ مصمم جراتی سے
 اپنی بے نیکی کا اظہار کرتی۔ "ابھی نہیں ہو سکتا۔"
 "کیوں نہیں ہو سکتا۔ کیا کچھ جھوٹ بول رہا ہوں؟"
 "وہ تو پاکستان کی شہریت ہے۔ یہ بت کر یرو
 رافقی ہے۔۔۔ پبلک میں اس کا اتنا ایک شریف اور منہ پر
 عزت ہے۔۔۔"

وہ قہقہہ لگاتا۔ "میری بھولی تاتو، اتنا بتائے جانتے
 ہیں اور پبلک میں ایسا اظہار کیا تو اس کا کاروباری ضرورت ہے۔
 اس سے نہ کرکٹ نہ باقی ہے۔ وہ کیا کہنے کی شاعر صاحب
 نے۔۔۔ ہیں کچھ بہت بے فکر تھے ہیں کچھ۔"

"تو کچھ نہ کہو۔ اس کا بات نہ کیا کریں۔۔۔ پچس
 چاہیں گے کسی روز۔" وہ جیت سے مشغور ہوئی۔

"جانتا کتن۔۔۔ کیا میں اتنے بے ڈھنگ لگتا ہوں
 جیسے۔۔۔ جوت بھی لکھ میرے پاس۔۔۔ کیسے تاکاؤ؟"
 "تم کو کسی کی آواز پہچانی نہیں۔۔۔ اور وہ خود ادا کر
 دے گی کہ میری آواز ہی نہیں۔"

وہ جیسے اسے پہچانے۔ "بھری تصویر میری دکھاؤ؟"
 "چھوڑو۔۔۔ میرا رنگ سب سے میری تصویر میری ہوا
 کتنے لگتا۔۔۔ بھری کی کا۔۔۔ جسم کی اور کا۔۔۔"

سر فرزانہ اس کے لیے ایک نیا جوت بنا۔ "او۔۔۔ او۔۔۔
 تو دیر ہو رہی ہے۔۔۔ ماسے کو کوئی جوت نہیں مل سکتا۔"

"آپ بے کام بھی کرتے ہیں۔۔۔ یا میرے اٹھ۔۔۔"
 تازین بے خبر اپنی جیسے وہ پریشان ہوئی ہے۔

"افو۔۔۔ دو رکھیں۔۔۔ کچھ کیا ضرورت ہے۔۔۔ لیکن
 دھروں نے اسے کیا کیا۔۔۔ اپنے باپ دوست تھیں۔۔۔ انہوں نے
 مجھے بھی دیکھنے کو دے دی۔"

فصلی بے نیاز کی جگہ عدم دلچسپی سے اور شرم سے لال
 ہو کر اپنی پائنتی بیک کا اظہار کرتے ہوئے۔۔۔ یہ تو بے
 کرتے ہوئے اور کسی جوتوں پر لغت بھی ہوتے تازین
 نے بے ساری قہقہیں آدھی اوجھری دیکھیں تازین
 "چھوڑو۔۔۔ بند کریں۔۔۔ یہ بے شری کا تہا نہیں ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔"
 "اب تو اشتہار آگیا کہ سر فرزانہ خان سے جوت نہیں
 بولا تھا۔"

تازین نے دیکھا تو کیا کر فرزانہ نے نہیں کہیں اس کے
 کالی جینز اور سر فرزانہ کی لپٹ۔۔۔ اس کے گھر کا آگس کا وہ
 حصہ تھا جو صرف اس کا ذاتی شرف تھا۔ کچھ ایسا کہ اس کا وہ
 لیے اس کی کوئی بھی جہاں پر حرم کے شرف کا کاروباری اور غیر
 شرف کا تہہ کاروباری اجازت ہوتے رہتے۔

اگلی رات تازین نے بہت روڈ کے ایک گھر ساڑو
 ساتھ لیا سر فرزانہ خان سے فیس کی اور اس کی سر بردار اور
 الماری کے تالے کی چابی نکالی۔۔۔ جب اس کام کے تازین
 نے اسے دیکھا تو ہر دو پہلے اسے اور کہا کہ اس نے اپنا سبز
 رکھا تو اسے اٹھنے کے مترادف جاسی حال میں رہا ہے، دونوں
 یہ بھی کہیں ہے کہ کسی روز اس کی بی بی کا بیٹا جائے تو لوٹ
 کے گھر آئے۔۔۔ اسے سڑکی کے نام کے لیے اس کے گھر اس کے
 بکتر تک سب کے نام معلوم ہے۔۔۔ یا اس کی بی بی جو کلاں
 کے گھر میں کا کرتی ہے، چوری کے الزام میں چھڑا دیں
 تھانے میں زیر قید ہیں۔۔۔ یہ نہیں سہولت ہے اس طرح
 ہوتی ہے۔۔۔ خواہش میں اس کے گھر اس کے۔۔۔

سازگاری تو حیات تھیں ہوئی۔ اس کی کہاں کہاں تھی
 کہ بھر وہ منہ سے ایک لفظ بھی نکالے۔ اسے انداز نہیں تھا کہ
 شریف صورت اور مصمم صورت پر نظر آئے والی صورت اسے ہر
 دے کر لے جا رہی ہے اور تالے کی اور کے گھر کے گھر کا رہا
 ہے۔۔۔

ایک رات تازین نے اطمینان سے سارے ویٹے
 کیٹ لٹالے اور اس کی کافی نکالی۔۔۔ اصل اپنے پاس رکھ کے
 ایک کینٹ کا پیاسے لے اپنی کچھ کھانا اور اس وقت کے
 اقتدار میں خاموش بیٹھ گئی۔۔۔ وہ اپنے آگے ہی والی قلاب
 سر فرزانہ کی اس میں دیکھ کر ہوسری کی جوت کھانے کی بات کی۔

وہ کون سا تازین کو اپنی شریک حیات بنا سکتا تھا۔ تازین ہر
 روز کچھ دینا کچھ خلاف کرنے والی تھی لیکن کوئی سر فرزانہ کے
 گرد نہ لانا چاہتی رہی۔

مناصب وقت پر تازین نے اپنا منظر لیا کہ سامنے
 رکھ دیا۔ میری بدلتی اور اپنی ایک ہی کی قیمت اور کردار اور
 محفوظ ہو جاتی۔ سر فرزانہ نے انکار کیا۔۔۔ بھر دھکا دیا
 وہ مکیاں وہی اور جب انہیں کا وقت آ کر ہو تو تازین
 نے اپنی سبک داری کی انٹوشن یا پس اس کے سامنے رکھ دی۔

میرا ایک وہی ہے جس سے جوت بنا رہا ہے۔۔۔ تم جو کچھ میرے ساتھ
 غیر قانونی طور پر کر رہے ہو اس سے زیادہ تمہارے ساتھ قانونی
 طور پر ہو گا۔

ان دو بچہ میں شرم کے بہت سے معزز افراد کے بچے ہے۔۔۔
 نیک نام پردہ نشین غلام بھی بے غائب ہوئی میں اور
 پر یہی گاری کے جوئے دار بھی تھے۔

"آل انڈیا۔۔۔ تم کچا پانی پو؟"
 "غرض کرو میں کہوں ایک کروڑ۔۔۔ تازین نے کہا۔
 "میں دسے دیں گا۔۔۔ لیکن تمہاری شرف سے کیا
 حافض ہو کر ہم بھری کوئی لاپرواہی کر دیں گے۔"
 تازین نے کہا۔ "میں نے بھی بہت سوچا اور اس مسئلے کا
 ایک آسان حل میری آنکھ سے آیا ہے۔۔۔ بھر شادی کر لیں۔"
 سر فرزانہ ہوشیار ہو گیا۔ "شادی۔۔۔ اور تم سے؟"
 "ہاں۔۔۔ اس سے ایک شری اور قانونی ضرورت پوری
 ہوگی اور میں۔۔۔ حق میرا ہو گا ایک کروڑ روپے تم طلاق نہیں
 دے گے تو کچھ نہیں۔۔۔ میں بھی ایک کے تمہارے گھر میں رہا ہوں
 کی۔۔۔ اسی طرح مجھے تو یہی بات کہ ہے۔۔۔ تمہارے ساتھ
 ہوں۔۔۔ تم خود مطمئن ہوں چاہو تو تمہاری مرضی ہے جو چاہو
 کرو۔۔۔ دوسرے میں تیری ہیں اس پر تمہیں کر کو کہ میں
 تمہارے بچے کی ماں بنے والی ہوں۔۔۔ آج ہی ڈی این
 اسے ٹیسٹ اسے دوجے سے انکار کر رہی ہیں۔۔۔ تمہارے
 سر فرزانے چلا گیا۔ "قاف۔۔۔ تمہارے مجھے سے شادی
 کرنے سے ابھرے بچے کی کروں۔"

"کر۔۔۔۔۔ اپنے بیٹوں پر خود کھائی مارا چاہو تو
 تمہاری مرضی۔۔۔ بھر تمہاری تم کا کچھ۔۔۔ بچل میں ہے عیاشی
 کہاں ہوئی جو تم کر رہے ہو۔۔۔ اب یہ سوا خاں کے گھر کا جو تم
 دن جو چکا کرنا چاہتے تھے۔۔۔ اب ذرا اٹھنا پڑا ہے۔۔۔ یا
 مشکل کا ایک چیک کر تمہارا دامغ نکالے آئے۔۔۔ بھر میری
 بات پر غور کرو۔"

سر فرزانے ایسا ہی کیا۔۔۔ تازین کی بات سے ایک
 اسے یاد دلا دیا تھا کہ یہاں وہ اپنی بی بی سال کی سن رات کی
 منت اور اپنی خرابی خرابی حالات میں متع کی جانے والی دس
 کروڑ کی دولت کے ایک سرمایہ بنے آئے تھا۔۔۔ آج۔۔۔
 صنعت کار۔۔۔ گھانا۔۔۔ ان پورڈ انکسپور۔۔۔ ایک کروڑ
 اڑھائی تھا۔ دوسرا کروڑ تازین دا بھری گئی اور اس کے
 بچہ۔۔۔

تازین نے اسے پیار سے کہا۔ "دیکھو۔۔۔ اب تک
 تم نے کچھ شادی نہیں کی ہے۔۔۔ اور میں نے بھی۔۔۔ جاک
 سالی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ عزت اور شرافت کی سند ہوتی
 ہے۔۔۔ اگر کچھ بچہ ہو کر نہ ہو۔۔۔ یہ کہہ کر شرم میں ہوں گی
 جاکے کہ تازین نے اسے کیا۔۔۔ میں شرم میں ہوں گی۔"

بھری کے بچہ بچاں کروں گی۔۔۔ اور تمہارے بچے بھی پیدا
 کروں گی۔۔۔ بھر کہیں غلاموں کی۔۔۔ بھاری بھر مانگ رہی ہے
 گھر کی سرکار۔۔۔ تو ہو گا۔۔۔ نہ میں نہیں کلاہیت کا موقع
 دوں گی اور نہ سلطان کا غلام کی۔۔۔ میں خود اپنے گھر تک
 گئی ہوں۔۔۔ مجھے بھی ایک گھر کے سکون اور حفاظت کی ضرورت
 ہے۔۔۔ تم چاہو تو دوری شادی کرو۔۔۔ بھر میری۔۔۔
 چوٹی۔۔۔ خود کھلو گے تو میں ایک کروڑ لے کر آؤں گا
 گی۔۔۔ کوئی اور ضرورت نہیں ہوں گی۔۔۔ تم سے بھی بہت ہوئی
 ہے۔۔۔ اس لیے میں جیسا چھوڑ رہی ہوں۔۔۔ جتنے ڈاکٹر دسی
 ہوں۔۔۔ اور خود کو تمام سالی، قانونی اور شرعی پابندیوں کے
 ساتھ تمہارے حوالے کر دی ہوں۔"

سر فرزانہ سمجھو تو تھیں۔۔۔ بھی کچھ ہو گیا۔۔۔ تازین ابورہ
 میاں بی بی میں گئے۔۔۔ اطمینان اور سب کے سامنے۔۔۔ اس
 قریب میں شرم کے گھر سب سے بڑے ہو گئے میں شریف ہوئی
 تھی بھر کے چھوڑ دینا اور شریک ہونے۔۔۔ اس میں سے اکثر
 جبران تھے۔۔۔ باقی نے سکون کا سانس لیا کہ اب اس کی ایک
 غوا کو کھلے والی قید بند ہو۔۔۔ مایاں اور بدل ہو جانے والی
 تھی کوئی سر فرزانہ اسے اس اعلان سے اپنی اور بھاری کراس
 شادی سے اس کے فکری مزاج پر اثر نہیں پڑے۔

تازین شادی کے معاملے میں بھر میں اس سے جو
 کچھ سر فرزانہ سے کہا تھا مدد کی بدل سے کہا تھا۔۔۔ واقعی وہ
 ایک گھر کا اور شریک حفاظت چاہتی تھی۔۔۔ بی بی اس کے بہت کتنی
 تھی اور اپنی ہی چاہتی تھی۔۔۔ اس اپنی ہی تم کی۔۔۔ گھر اس کی
 مستقبل کو ایک عام عزت کی طرح بنا چاہتی تھی جس پر
 باضی ہی پر چھائی تک نہ ہو۔۔۔ وہ بھی بی بی اور کہاں میں بننا
 چاہتی تھی کہ اسے اور اس میں نہیں تھا۔

سر فرزانے شادی کے بعد خود بھی بھر میں جا کے ایک
 مگر اڑا لے گی بات کی تھی۔۔۔ تازین کی خواہش کی کہ وہ گھر، گھر
 جس گھر کے آگے میں گھر اسے شوہر کی خواہش کے سامنے سر
 بھکا دیا۔ سر فرزانہ اسے اسے تازین کا بھری میں اس کے ایک
 دوست کی کوئی ہے بھر انہیں با معاوضہ ملتی ہے۔۔۔ یہ دوست
 کا کہا میں رہا ہے اور میزبان میں خود آتا ہے، اس کے
 دوست اس کے دربار پر آقا قارب اسے زیادہ استعمال کرتے
 تھیں۔۔۔ اس میزبان میں بے کوئی غالی ہوئی۔۔۔ بھر ہونے کوئی
 سوال نہیں سامنے نہ پائی ہے۔۔۔ وہ تھیں مری اور اسلام آباد
 آتے جاتے رہیں ہے۔۔۔ کوکھ کو اخلاقت کر رہیں۔۔۔
 وہاں۔۔۔ ڈسٹ نہیں دیا۔۔۔ بھر جا کر گھر۔۔۔

یہاں آگے تازین نے فیس کی کہ سر فرزانہ لٹک گئی تھیں

تھا۔ یہ جگہ اپنی ہی ترسکوں تھی۔ جنی شہروں میں اب تک تازہ میں
کی ذمہ کی گزری تھی۔ وہ وہیں انسانوں کے جنگل تھے۔ سہنت
اور فواد اور شیشے کی عمارات کا اس قدرت کے صحن سے کیا
مقابلہ جہاں ہیز تھا۔۔۔ نیلے آسمان کی بے پناہ وسعت تھی۔۔۔
بادلوں کے کارواں تھے جو دروازے کھلے پا کے اندر گھس
آتے تھے۔۔۔ اور چوٹی پر چٹکنے والی پہاڑوں کی برف تھی۔
شاہی کو ابھی صرف ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ تازہ میں کا
شوہر غائب ہو گیا۔۔۔ وہ رات کو اس کے ساتھ تھا، صبح نہیں تھا۔
بلکہ گھٹنے ہونے سے پہلے ہی اس کی جگہ خالی تھی۔۔۔ اس نے کوئی
بیٹھام چھوڑا تھا۔۔۔ اطلاع دی گئی۔ اس کا فون بند تھا۔ اس نے
ایک کوئی بات نہیں کی تھی جس سے اندازہ ہوتا کہ وہ تازہ میں کو
چھوڑنا چاہتا ہے۔ چھوڑنا ہوتا تو وہ ایک کروڑ اس کے صحت پر
مارتا اور چلا جاتا۔۔۔ لیکن وہ تازہ میں سے شاہی کر کے بہت
محظن تھا۔ بہت خوش تھا۔۔۔ وہ اپنے آنے والے بچے کی باتیں
بھی کرتا تھا۔۔۔ کہتا تھا کہ یہ سب قدرت کے کھیل ہیں۔۔۔
چوڑے آسمانوں پر ہی جتنے ہیں۔۔۔ میں بھی بہک رہا تھا اور تم
بھی۔۔۔ ہم دونوں اس کے سرسبز مستقیم پر چلتے گئے۔۔۔ ایک
دقت پر یہ ٹوٹا دیکھے ہو گیا۔

شاہ تازہ میں کی کہانی کا نصف سے زائد حصہ خواہ اس کی
ادان سے یہاں ہوا۔۔۔ اس میں میرے اپنے تجربات اور
مشاہدات بھی شامل ہیں۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے
صالح کو بہت کچھ بتا دیا تھا۔ اس کے باوجود وہ کچھ دیا تھا کہ
وہ تجربہ ان کی اور غالباً اس ملک میں جتنا ہو سکتا تھا کہ میں نے
اپنے اور تازہ میں کے مراسم کی جو کہانی سنائی ہے اس میں سارا
حق نہیں تھا۔۔۔ وہ وہیں کتنا پانی ہے یا پانی میں کتنا درجہ ہے یہ
اسے بعد میں مجھ سے اگلا بتا دے گا۔

تازہ میں نے آٹھویں بجے بہت بھانے۔۔۔ صالح کے
خود کچھ وہ آٹھویں بجے یا گھیریں والے آٹھویں بجے۔ یہ کھنگڑا
سے خروار ہو کے چانے کے دو تھکے کئی بار تازہ میں چادی
رہی۔۔۔ مجھے کوئی شک نہیں تھا کہ تازہ میں جو تازہ میں ہے سچ
ہے۔۔۔ ظاہر ہے صالح کا خیال اس کے برعکس تھا۔

رات کے کمانے کے بعد جب سردی ہمارے لیے
باقاعلیٰ برداشت ہو سکتی تھی، ہم ایک پراستار ڈرائنگ روم
میں کافی بیٹھ رہے تھے۔ اندر کچس کے بیڑے پر بیٹھی آسودگی
بکس حرارت کی فضا پیدا کر رہی تھی۔ دیکھتے میں میں لگتا تھا جیسے
بیڑے میں کچس کچس کو کتے دھک رہے ہوں لیکن یہ آتش لٹاں
سکھڑا وہ کتے کو کتے تھے۔

میں نے اس پر اپنی گولی کی آرائش کو بہت سراہا۔۔۔ کوئی
کار تو زیادہ نہیں تھا۔ ایک منزل قدرت کی ترقی دہشت تھی جو
برف باری کی وجہ سے یہاں کی ضرورت تھی۔۔۔ اور پتہ چلے ہونے
والی برف خود ہی کچے کھل جاتی تھی۔ اس میں تین بیڑے دوسرے
تھے جن میں سے ایک باہر کی طرف گیسٹ بند کھجا جاتا تھا۔
ڈرائنگ روم پیش قیمت فرنیچر اور سامان آرائش۔۔۔ تصاویر
اور نوادرات سے بھرا پڑا تھا۔ اس سے زیادہ وسیع اور لاؤنج تھا
جس میں ہم بیٹھے تھے۔۔۔ اس میں دو آتش دان تھے۔۔۔ ایک
مشرقی دیوار میں دوسرا مغربی سمت میں۔۔۔ دونوں کے گرم
دائرے میں حوٹے گئے ہوئے تھے۔۔۔ حضرات اگر چاہیں تو
خواتین سے الگ اپنی مکمل کھا سکتے تھے۔

میں نے کہا۔۔۔ "تازہ میں۔۔۔ اس گولی کا مالک سر فراد کا
دوست ہے۔ تم نے اسے بتا دیا۔۔۔ وہ ہے کہاں آج کل؟"
"گراہی میں۔۔۔ لیکن میں نے فون کیا تو وہ آیا تھا۔"
"اور چاہی کیا؟" میں نے حیرانی سے کہا۔
"وہ سارے کام چھوڑ کے آیا تھا۔۔۔ فون کرتا رہتا
ہے۔"

میں نے کہا۔ "لیجیٹس کورپورٹ بھی کھسولی ہو گی؟"
"تو ایک قانونی ضرورت تھی۔۔۔ نہ بتاتی تو خود کھس
جاتی۔۔۔ میں نے سچ تک انکار کیا۔۔۔ جہاں جہاں سے مطمئن
کر سکتی تھی۔۔۔ سب سے بڑھا۔۔۔ سب نے کہا کہ وہ پھر تک
دیکھو۔۔۔ کیا پتا وہ کھوٹے پلر سے گھل گیا ہو۔۔۔ اپنے دیکر کے
لے کئی پھاڑ کو سر کرنے چھو گیا ہو یا انٹرکیم ہو کئی وادی
میں۔۔۔ میں اسکی ہی افنی سیدھی باتیں۔۔۔ گھنٹے گھنٹے چلی دینے
کے لیے۔۔۔ میں جانتی ہوں کہ یہ سب ایلیٹ تازہ میں اس
سروہم میں کون بائیں رات کے ساڑھے تین بجے پھر رہی
تھی جبکہ پھاڑ دیکر کرنے کا سوچے گا۔۔۔ اور کھس جاتا تو مجھے
بتا کے نہ جاتا۔" اس نے پھر رونے کی چٹائی کی۔
میں نے کہا۔ "نازد و پلزد۔۔۔ رونے سے مسئلہ حل نہیں
ہو تے۔۔۔ لیجیٹس نے کیا کیا؟"

"پہلے تو انہوں نے مجھے مال دیا کہ چڑھیں مجھے تو گزر
جانے۔۔۔۔۔ تمہارا شوہر ہے، غلام یا کوئی بچے نہیں۔۔۔ پھر
بتاتے بھی جہاں چاہے جا سکتا ہے۔۔۔ چڑھیں مجھے بعد پر سوں
مج انہوں نے رپورٹ لکھ لی اور اس کے بعد سے مجھے
پریشان کر رہے ہیں۔"

"اس ملک کا اعتبار کر رہے ہیں کہ خود تم نے اسے
لکھانے لگا دیا ہے۔۔۔ کئی آفیس کے ساتھ مل کر؟"
صالح نے سوچا یا کہہ کیا۔ "خدا تو ہم بھی ہے اور نہ

سے میں دلیل کی بنا کیا تھا کہ ضرورت پڑی تو میرے کام بگھڑا یا کیا کیاں نے تو اڑا۔۔۔ میری وہ حالت بھی کہیں بچا نکلی۔۔۔ میں یہاں آتا تھا تو روٹی کے دور میں کھانا تھا۔۔۔ وہ بچہ میرے دل میں تھا۔۔۔ جو مجھ بے ہمتے کے تھا۔۔۔ کچھ کر رہا تھا۔۔۔ میں نے اس کے نام پر بے ہمتی کے آپ اپنی میری گئی۔۔۔ جذبات میرے تھے۔۔۔ میں اکلورو سے کہی سوال کرتا تھا۔۔۔ میں کون ہوں۔۔۔ کبھی کیا تھا۔۔۔ آج کچھ اور ہوں۔۔۔ آئے والے دن میں کیا بنوں گا۔۔۔ کہیں

[illegible]

تو میں جہان رو کیا۔ تاکہ یہ تو میں راہنیں سے کہنے لگا
 قاصد! مگر کہنے ہوئے اور تھا کہ اس اجازت کے لیے
 لوگوں سے اس سے اتنی راجعت جانی کہ اس کے لیے
 تیار رہنا ہے۔ میں نے کیا کیا کوششیں کی تھیں۔ میرے لیے وہاں
 مصروف۔ تو اس کے عجب معاملہ میں تیار ہے۔
 "صحت ہوئے اور تم کہنے۔ وہاں۔" میں نے
 چھوٹ چھوٹ کر دے ہوئے۔ اس کی اس پر کچھ ادا
 "یہ۔" وہ کہنے کے آئے تھے۔ یہ تو میں نے
 چاہا۔ اور وہاں میری نظر پر۔
 "میں۔" میں نے کہا۔ میں نے کہا۔ میں نے کہا۔

”اگر آپ اگلے بجے دسے اور جاؤ... کم کوئی بات
لاؤ... سب کے لیے“
خاموشی کا ایک طویل وقفہ آیا جس میں ناظمین میں
چھپاے حسرتی پر ہی سکتی تھی... صاحبہ نے اسے اپنی
پایا اور اس کا مطالعہ کیا۔ مگر وہ اسے اپنے ساتھ رکھ کر
نہ لے گئی۔ اس کے وہاں آئے ایک شخص میں وہ پڑا ہوا اس شب
کی کمرہ میں لٹکایا ہوا۔
یہ سوال میں ناظمین کے سامنے کھڑے نہیں جاتا تھا۔
اس نے اس کی بات نہیں کی۔ اس کے دل کے لیے... اگر سب
میں محمد حسین... دینے...

ہر ان کے شمار کا موسم خزاں ہونے سے پہلے ہے
واقعات قبل آگے گئے، ماری کوکازت سے فارغ ہوئے
ہوا ہوا ہو گئے تھے اور اس کے پاس فرمت کی فرمت تھی
اس نے یہ خیرات کے وقت دریغ نہ کرئی اور اس لکھ چھپے
پیغام مہر اور اس کے لیے تھکا لکھا ہو اس کا دن بڑی
خیراتی کے عالم میں گذرنا تھا اور اس میں بھی وہ بار بار
کر دینے پر غور کیا کرتا۔ ابھی کی طرح اس رات میں وہ
سوئے گا جس کی کیفیت میں حجاب اس نے چونکہ کمال کفر
میں رہا ہے۔ سوئے ہوئے میں تو کچھ لوگ ایک

[illegible]

اس نے اقرار میں سر ہلایا۔ "اس احادیث اور جود... جیسے تازہ کی ایک مسجد پر ہے یا اسے مجھ پر... میرے دل میں ایک خوف تھا۔ اسے دالوں میں اس کے جذبات سے دور نہ رہا جاتا تھا... پھر کیا ہوگا؟" اس نے پتھر کی ایک حرم میں کلمہ پڑھا۔ "جواب تمہارا میری عمر ہے... تم نے وہ سب بڑا ملا اس کی پاس کیا ہے تازہ میں ایک مسئلہ کرنے آئی تھی... کیا وہ سب نہیں سہل کیا؟"

"ہاں... اور میں نے وہ سب ضائع کر دیا... جلا دیا تاکہ اس سے مستحق کے لیے غریب کا جود ہی نہ رہے۔"

"بھئی تازہ میں پریشان تھا تھا؟"

"احادیث اسطرح پر نہیں جیتا کہ اسے دفاع کی طرف سے فاضل ہو جائے۔ پھر ہمارا سرور کی کوئی سرک ہے کیجی نہیں میں چلتا... وہی طور سے جود نہیں کیا... فیصلہ تازہ میں پرچہ زبانی ہوا... مجھے اسے کھریے جانے... یا پھر اسے کھریے... جب وہ بھگتی گی... فاضل بیگم کا تھا... سب بھی کیا رہا ہے... اسے ایک ایک بھری اور پھر ایک بھری پر مشرور ہوا۔"

زندگی اپنی جب اس محل سے غریب غائب ہو گئی کیا وہ کریں کہ خدا رکھتے تھے

☆ ☆ ☆

یہ اس کے لیے کوئی نوا ہوئی یا نہ جب ساعر نے مجھے ٹھونک لیا۔ "کیا تم نے کوئی سونوال دیکھا ہے؟"

وہ کہنے لگا۔ "بھئی کیا کہی تھی اس کی سونوال کو تو شاید دیکھنے کو ہے۔"

"لیکن مری میں سونوال جاری ہے... تاہم اب کمر کی چھیلوں میں جب یہاں اسکول بند ہوتے ہیں... سارے پاکستان سے ٹورسٹ نکلتا کرتے ہیں... ہوتوں میں انسانی رش ہوتا ہے جتنا کہ جتنا کہ کھیل کر رہے ہو کھیل سکتی ہیں۔"

"کون سا جگہ... وہ جگہ ہمارے دشوار پر ہے... اسے وہاں رہتے ہو۔"

وہ دیکھ کر خاموش رہی۔ "آج پھر تازہ میں نے مجھے اس کا تھا۔"

مگروں میں قتل کر دیا گیا۔ قاتل یا قاتلوں کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ یہ تینوں واردات اسی کے فیسے میں ہوئی تھیں جہاں وہ اپنی تین سٹک سالہ خاڑت ستم ہونے کے بعد ایک سال پہلے شفقت ہو تھا۔ وہ ڈرائنگ روم پر جس میں رپورڈر نے جیتیت سے قتل کر رکھا تھا۔

شفقت خیر بزرگ بھی قتل اور چند میں ڈوبی ہوئی نوز کا سڑی کے فراہم کردہ مطلوبات اسے داخل محسوس ہو رہی تھیں لیکن وہ اپنی طرح بدیدہ ہو چکا تھا۔ اس نے اپنی انگلیاں اپنی طرح باٹھی جیسے اس کے سامنے ایک کی پورڈر کعبہ اور وہاں سے کی پھر چمک رہا ہے۔ اس کی طرح وہ اس طرح کی سستی خیر و واقعات کی رپرنگ کر چکا تھا کہ وہ اس فراہم کردہ خیر میں ہمیشہ مصدقہ اور تائید ملتا ہوئی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ اخباری کی جانب سے انہم واقعات کی رپرنگ اسے یوں سنی جاتی تھی کہ وہ اپنا یا ہوا کہ خطبات کے دوران میں بھی اخباریوں والوں نے اسے کسی اہم واقعے کی رپرنگ کی ہے۔

نئے سے اس کو سوچ دیا۔

نے ایک دن کا بھی غائب نہیں کیا تھا۔ وہ چھپا ہوا اس
کے خون کرے گا اور چاہے گا کہ ماری ہی اس
پر پڑے۔ گو کہ وہ اخبار کا قاعدہ ملازم
لیکن اسے یقین تھا کہ اس کی قدر و قیمت اور اہمیت
کی وجہ سے نہیں ہوئی اور اس اہم واقعے کی پوری
یہ برائیاں کا جانے گی۔

وہ ابھی ہو جانے لگا۔
جب وہ اور جینی ٹینک کر رہے تھے تو وہ انکھوں میں
کانچ کے بارے میں سوچا کرتا تھا جسے ٹینک میں لہرائیں
اچھے والا تھا کہ ان کے دونوں میں عالم برپا کر دیتا۔ وہ
..... منٹے کے اختتام پر کام ختم ہوا جس کے بعد جینی ٹینک کی
دراختیجک کے بارے میں سوچا۔ وہ یہ درخوب صورت اور.....
تلفظ تھا کہ جیسا کہ دونوں طرف جیڑی اور پار کے
درخت تھے لیکن تھے۔ اس کے ذہن میں یہ بات ابھرتی تھی
موجودگی کی ایک نیاک دان کو کچھ ان کا ہو گا اور وہ جینی کے
ساتھ جیڑی کی تعلیمات وہاں گزارے گا۔
جب جینی کی کمی کا انتقال ہوا اور اس کے چند ماہ بعد
ڈیڑی کی بھی موت ہو گئی تو کانچ انہیں مل گیا تو اس جگہ کے
بارے میں اس کے احساسات بھی بدل گئے۔ یہ کانچ بھی
دور سے رہنے میں اچھا لگتا تھا جس کے وہاں رہتا چارو
یونٹا جیسے اس نے اسے حرا کے کچھ میں گزارا اور وہ.....
وہاں سانس بھی نہیں لے سکتا تھا۔ موسم گرم ہو چکا تھا۔
خواب رخصت ہونے والا تھا اور سباز میں شریوں ہونے والی
تھی۔

لگے۔ وہ میری ہم کے ایک ساتھی بڑے لوگوں کے لیے یہ
 سب کچھ کرتے ہیں۔ لڑکی اکیلا تھا کہ چاہتے ہیں؟
 نے سنا ہے کہ آپ بھی جوانی میں جرن کا کھانا کرتے
 تھے۔
 ماری کا کہنا تھا کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کھانا
 چاہا کرتا تھا لیکن اس کے لیے یہ عمل ایک جنگ تھی۔ اس
 طرح انہیں بھگن میں آزادانہ طور پر لوگ کرنے کا موقع مل
 جاتا تھا۔ پوری ٹیم میں ایک ایسا دوست تھا جو تھوکی سے کھانا
 تلاش میں رہتا تھا۔ جبکہ دیگر لوگوں کے لیے وہ ایک تفریحی ادارہ
 ہوتا تھا۔ اس نے بھی کھانا میں مہارت حاصل کرنے کی
 کوشش کی تھی بلکہ اسے تو کبھی بھی ہوئی بندوق کو ہاتھ
 بھی نہیں آتا تھا۔

”جسٹس گل کی کیا ہے۔ وہ سب استاد تھے۔“ لیکن
 نے کہا اور وہ بار بار تاجر جسے میں چھپایا جیسے سونے کی خوش
 کر رہا ہوں۔“
 کو یوں غصوں اور جیسے اس کے پورے جسم میں
 برقی رود زلزلے ہو۔ اس نے فون کی طرف دیکھا۔ ابھی تک
 ایلیٹر نے اسے فون نہیں کیا تھا۔ اس نے ایک بار پھر اس کا
 نمبر دیا۔ اس بار جواب موصول ہو گیا لیکن وہ ایلیٹر نہیں کوئی
 اور تھا۔
 ”فزی پر سن لیو دروم۔ میں کیلی سوٹی یول ری
 ہوں۔“
 ماریٹی اس کی آواز سن کر سوچ میں پڑ گیا جو اس کے
 لیے انتہائی تھی۔ شاید کوئی نئی لڑکی ہو۔ اسے اچھے ہوئی کہ
 ایک طرف تو میرا سنے کو فون کو فارغ کیا جا رہا تھا تو دوسری
 جانب سے فون کی بھرتی بھی ہو رہی تھی۔
 ”مجھے مانگ سے بات کرنی ہے۔“ ماریٹی نے کہا۔
 ”وہ ہائیڈ کی کھاتی پر ہے۔“ کیلی نے کہا۔ ”اور میں
 اس کی جگہ کام کر رہی ہوں۔“
 ”مانگ تیار ہے۔ کیا ہوا ہے؟“
 ”مجھے افسوس ہے۔ یہ میں نہیں بتا سکتی۔ تم جانتے ہو
 کہ یہ ایک ذاتی معاملہ ہے۔“
 ”اوہ اچھا۔ سمجھ گیا۔“ ماریٹی نے کہا۔ ”میرا نام ماریٹی
 فلیسی ہے۔ اور میں مانگ سے لیے برسوں سے کام کر رہا ہوں
 لیکن میں نہیں جانتا۔ کیا تم ہی آتی ہو؟“
 ”ہاں، مجھے بھی آئے تو دہشت ہوئے ہیں۔“ اس کی
 آواز کا لی فون اور زلزلے سے بھر پور بھی نہیں سے اعزاز ہوتا
 تھا کہ وہ کوئی فون لڑکی ہے۔ ماریٹی نے سوچا کہ یہ مانگ کی جگہ
 کیلی کی ہوتی ہے؟
 ”میں تمہاری کیا خدمت کر سکتی ہوں؟“ کیلی نے
 پوچھا۔
 ”کیلی جیکسٹن یا اسٹیفنی ایڈرسن سے بات ہو سکتی
 ہے۔“ ماریٹی نے دوسرے دو ایلیٹرز کے نام لیے جنہیں وہ
 جانتا تھا۔
 ”مجھے افسوس ہے۔ اس وقت میرے علاوہ کوئی اور
 ایلیٹرز موجود نہیں۔“
 ”کیلیک ہے۔“ ماریٹی نے کہا۔ ”میں اس اخبار کے
 لیے کام کرتا تھا اور اب پیرائز ہونے کے بعد فعال ملائے میں
 رہا ہوں۔ پیر ہوں۔“ اس کا نام سٹیگن کی وزارتوں کے بارے
 میں جو بحث آتے تھے افراد مختلف گھروں میں مار دیے گئے تھے

اسی لیے مانگ کو فون کر رہا تھا کہ اگر وہ چاہے تو میں مقامی
 پرنس سے رابطہ کر کے کسی شخص کی خبر بھی دوں۔“
 ”ہاں، میں نے بھی کیلی پر بھروسہ کیا ہے۔“ کیلی
 نے کہا۔ ”میں بھی کسی خبر کا انتظار نہیں کرتا تھا۔“
 ماریٹی نے سوچا کہ ابھی اس خبر پر کاربہ ہے۔ اسے
 معلوم ہی نہیں کہ اس طرح کے اہم واقعات کے لیے فزی
 پر سن اسے پہلے خبر دے کر نہ دیتے ہیں۔
 ”بھئی کی خبر میں کوئی بات نہیں ہو گی جبکہ میں اس
 سے پہلے جیسے فزی پر سن اسٹورن کے سکا ہوں۔“
 ”جگہ ہے۔“ کیلی نے کہا۔ ”مجھے یقین ہے کہ تم یہ
 کام زور دے کر اپنے حق پر ہے۔“
 اس کا اور اس کی گفتگو ختم ہو گئی۔
 ”مجھے یقین ہے کہ تم یہ بات نہیں۔ میں صرف اپنا فرض پورا
 کر رہا ہوں۔“ ماریٹی نے کہا۔
 ”میں تم سے بلا معاوضہ کام کرنے کے لیے نہیں کہہ
 سکتی۔ یہ خدا ہے قانون ہو گا۔“
 ”جانتا ہوں۔“ ماریٹی نے کہا۔ ”لیکن یہ بہت بڑی خبر
 ہے۔ جو لوگ مارے گئے۔ وہ سب ایلیٹر اسکل تھے۔“
 ”واقعی؟“ کیلی نے کہا۔ ”میں یہ نہیں بتا سکتی۔“
 ”میں جانتا ہوں کیونکہ یہ ایک چھوٹا ہے۔ اور اس
 واقعے کے بارے میں میں ان کے پاس مختلف معلومات بھی نہیں
 ہوں گی ملائکہ میں ابھی تک میرے باہر نہیں لگا لیکن میرے
 پاس ان کے زیادہ معلومات تھا۔ یہ بتاؤ کہ جیکب کب تک
 آجائے گا؟“
 ”شاید دس بجے تک۔“
 ماریٹی نے اس سے جیک کا فون نمبر چھاندا اور کہا کہ وہ
 اسے بعد میں فون کرے۔
 ماریٹی نے کچھ سوچا۔ اس نے پہلے اپنا ذاتی مکان اور
 دفاتر کا فون نمبر دیکھ کر دیکھا کہ اسے اس کے پاس
 صرف ایک سادہ کارڈ تھی۔ ماریٹی نے اس کا فون نمبر
 جانتا اور وہ اس کی کئی کاپیاں اس کے پاس رکھ کر آج
 ہی سٹیگن کو سوانی اور اس کی آنکھ پر سے پہلے نہ نکلی۔
 اس دوران میں وہ اپنے کوئی کام تلاش کر سکا تھا۔ اس کا
 آپ کو مصروف رکھے اور چار بجے کاٹنے کے لیے وہ کوئی بھی
 کام کرنے کے لیے تیار تھا۔ چاہے وہ کسی اسٹورن میں سامان
 باندھتا ہے یا گھر کے پتوں کی مرمت سے متعلق ہی کیوں نہ
 ہو۔ اور اس کی اس کے ذہن میں کوئی اچھوتا خیال آجائے تو وہ
 کیمپٹر کے سامنے بیٹھ کر اپنا دل کی گوسٹا کیلانی کی وقت

اس کے پاس ایسا کوئی کام تھا اور اسے شمت سے کسی
 مصروفیت کی تھی۔
 ”وہ کئی کاپیاں اس کے لانے کے لیے لے گیا تھا
 اس کا فون آگیا۔“
 ”میں ابھی نہیں آسکتی۔“ اس نے کہا۔ ”میں ابھی بنگالی
 صورت حال ہے۔ سب کو فون کر رہا ہوں۔ کیا ہے۔“
 ”یقیناً، یہ بات مجھے پہلے ہی جان چکی تھی۔“
 ”کیا خبروں میں ابھی کچھ بتایا ہے؟“
 ”خود اہم۔“ ماریٹی نے کہا۔ ”میں میڈیووم سے
 رابطے میں ہوں تاکہ اس کی کئی خبریں دے سکوں۔“
 ”گورنر کے لیے عاشق جی جی اے اور ماریٹی کو یوں لگا
 جیسے اس نے اس کا فون کیا۔“
 ”جی۔“ اس نے آہستہ سے کہا۔
 ”ہاں، میں ابھی ری ہوں۔“ وہ بولی۔ ”خبروں میں
 مرے والے کی تعداد کوئی بتائی ہے؟“
 ”تین۔“
 ”اب ان کی تعداد چار ہو گئی ہے۔ وہ ابھی اسٹر
 جینس کو لے کر آئے ہیں جو ریان کے حساب کے کچھ
 تھے۔“
 ”کیا تم مجھے ڈر رہی ہو؟“
 ”وہ اپنے گھر کا گڑا پیچھے گھر سے باہر نکلے تھے۔ ان
 سب کو فون کر کے رہا ماریٹی یا جیج میں فاسے سے نکلتا تھا
 گیا ہے۔ ان میں سے دو گڑھ شرب سے کچھ جاکر فز
 ہے۔ ابھی اس کے سب سے کچھ کو نصف شب کے قریب
 گولی ماریٹی کی جب وہ اپنے کے کھانا لے کے لیے گھر سے
 باہر گئی تھی اور اب سب جاسٹن کی خبر آگئی۔“
 ماریٹی نے اپنی آنکھیں بند کر دیں اور داغ پر رزور
 دے کر سوچنے لگا کہ کچھ میں کوئی ایسا کچھ نہیں جانتا
 ہے۔ کسی شرب کی کوئی بھی چیز چھپا کر دی ہوگی۔ یہ کچھ وہ نہ
 آیا۔ وہ اس سوچ میں کم تھا کہ کئی کی آواز سن کر چمک پڑا۔
 وہ کھڑی ہو گئی۔
 ”میں میں جاتی کہ یہاں سختی دیکھ رکھا ہے۔“
 کیا تم میرا فون چار لگا لکھتے ہو؟ اس کی ٹیلی فون بوری
 ہے۔“
 ماریٹی نے ہائی بھر لی۔ جینی کے لیے اس طرح کے
 چھلنے سونے کام کہ اسے فز ہی ہوئی تھی۔ جب سے وہ
 پیرائز ہوا تھا اسے کئی گھنٹے سے جانی کہ وہ جینی کے لیے کیا
 کر سکتا ہے۔ اس لیے وہ پھر پیرائز ہوا۔ اس کے کام کے

کے۔ کو کہہ دے میں وہ اس کا گھر پر اور کرتی اور کسی
 احسان کوئی اور اگر وہ اسے ملے گا۔ یہ کچھ تیار ہے
 بھی وہ کوئی خاص درجہ کا نہیں کرتی تھی۔ اسے کیا کام ہے
 جس کے لیے ماریٹی کا گھر گزار ہوتا تھا۔ مثلاً جب
 وہ وہ گھر کو سوار تھا تو وہ اس کے لیے کھانے کا انتظام کر رہا
 اس کے کپڑے لاٹری میں لے گیا تھا۔ اس کے لیے
 پیرائز کا گھڑت تیار کرتا وہ پیرائز لیکن کئی باتوں پر
 رہبان دینے کی فرصت نہیں تھی۔ وہ پوری تری نہ دے اپنی
 ڈیوٹی انجام دے رہی تھی اور اسے کئی گھنٹے سے اس کی
 کر رہا تھا۔ اس کے لیے کچھ کچھ سسٹم میں کر رہا تھا جیسے جو
 اس کے والدین نے تیار ہونے سے پہلے لگا تھا اور ابھی
 تک اس کا چلا کر لکھ دیکھا گیا تھا۔ اس کی مصروفیت کی وجہ سے
 اسے ماریٹی کا چلنے اور گھر کے معاملات کے بارے
 میں کھٹکری کے کام میں بھی نہیں رہا تھا۔
 جب وہ چار بجے لے کر اسپتال پہنچا تو وہاں مقامی ٹی
 وی کی ویجین ویلے سے موجود تھی۔ مقامی رپورٹرز کے لیے یہ
 ایک خبری سٹون تھا کیونکہ وہ دراز علاقہ ہونے کی وجہ سے
 تین گھنٹے کی خبریں رپورٹرز کی خبروں پر بھروسہ کرنا پڑتا تھا۔
 اس نے کچھ بے باقوں والی نور جان کر کی کو دیکھا جو اپنی
 ٹوٹ بک میں جلدی جلدی کچھ گھوڑی تھی جبکہ اس کے ساتھ
 آنے والے سیرکس اور بھارتیوں کو کوئی جلدی نہیں تھی
 اور وہ بڑے سکون اور یقین سے اپنا کام کر رہے تھے۔
 جیسے کسی جاسوسی کی کئی جگہ مقامی پولس کے اجلاس کی
 کارروائی ہوا تو اس کے لیے آئے تھے۔
 اپنی جانب متوجہ کرنے کے لیے کسی ٹیوی کے پیشے پر بکے
 سے دیکھ دی۔ ماریٹی نے فوراً رپورٹرز کو دیکھا اور ان کو
 فون چار بجے دے دی۔ ”مجھے فوراً فون دینا چاہیے۔“
 یہاں اس کو خوف دہش میں بھی جھلا گیا۔ نہیں معلوم کہ یہ
 سلسلہ کب کیا ہے یا اسے ”لاشیں“ بھی تھیں۔
 ”مانگ بھی ہے۔ پیرائز رپورٹرز کی تھا۔“ ماریٹی نے کہا۔
 ”مانگ بھی ہے۔ پیرائز رپورٹرز کی تھا۔“ ماریٹی نے کہا۔
 ”کیلی۔“ ماریٹی نے کہا۔ ”وہ اس کے بدلے ہوتے روئے پر حیران
 ہوتے ہوئے بولا۔“
 ”تم وہاں کا فز کی رو سے۔“
 ”میں جانتا ہوں۔“ ماریٹی نے کہا۔ ”اس کے کوئی جواب میں
 نہ تو دیتی تھی۔“ دین کی طرف دیکھنے لگا۔

سندھی... گجراتی... خٹاں بہار کے موسموں کے ساتھ ساتھ پانچواں چھٹیوں کا موسم ہوتا ہے جو ہر شخص کی زندگی میں شہیں آتا... ایک ایسی ہی نوجوان کی دلچسپ کہتا... جس کی زندگی میں کسی فرمائش و حجت کے چھٹیوں کا موسم آگیا... وہ ہر صورت ان فخریہ دنوں کی اپنے لہہ بادگار مبالغہاں چاہتا تھا.....

چھٹیوں کا ختفہ

سیرینداش



مطری! چھٹیوں کی ایک اور غلی... جڑواں کے سب رنگ دکھ لہا چاہتے ہیں

جب میڈم سلیٹ نے کہا کہ گنگا سے ہمیں آرام کے لیے تفریحی چھٹیوں کی ضرورت ہے تو یہ سن کر میں دم خورہ گیا۔ ان کی بات سن کر مجھے ریا چڑھ کر ہڈی میں سنناٹا دوڑنی محسوس ہوئی۔

میڈم سلیٹ جیم خانے کی انچارج تھیں۔ وہ اسے غیر معیاریات کے چھڑے سے چلا رہی تھیں۔ جیم خانے کے ساتھ ہی قلم قلمی کے کام لے کر اسے اداریہ خانے کے کونڈے پر بچوں کے چھڑے دی گئے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ کچھ سے ہم کو بھیڑتے تھے۔ وہ دیکھی جا کر نہ تھکتے تھے۔ قلم قلمی کا کام

کھانے میں مصروف ہو گئی۔ وہ اس وقت اس طرح کھا رہی تھی جیسے وہ ابی بہت ہو گئی ہو۔ ادنیٰ نے اسے کئی کھانا اسے خوشی سے بکھو کھانے کو دیکھا تھا۔ کھانا کھانے کے اس نے پیٹ پیڑ پر گئی اور مطمئن اعزاز میں بیٹھی۔

”خیر آگیا۔ تم لوگوں نے ادنیٰ اچھا انتظام کر رکھا تھا۔“

ادنیٰ اس خوش فہمی میں جھکا ہوا کہ اس کی تعریف میں ابھی شامل ہے۔ اس نے شہر پر ادا کرنے کے انداز میں سر ہلکا سا غم دیا۔ جینی نے اسے اوردو ادنیٰ وی دیکھے ہیں مصروف ہو گئی۔

وہ ادنیٰ کی فخریہ کی تلاش میں بیٹھ بدلے رہے۔ انہوں نے ادنیٰ کو کھنچوا کر اوردو ادنیٰ جانے دیکھا۔ وہ درجہ درجہ مصروف اور خوب صورت کی اوردو اسے دیکھ کر کوئی کئی نہیں کھینچا تھا کہ اس نے گل جیسا سگین جرمز دوسرے لیکن وہ ادنیٰ سمجھوتہ میں بیٹھی بھڑکی کی کھڑا ہی وقت ہو سکتا ہے، جب اس کو بند ہو جائے پانچواں اسے بڑے دن کے تمام بچہ کو دل کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ وہ سیرن کے پہلے روز ہرن کے فکار پر جا سکے۔ اپنے محبوب کو خوش کرنے کے لیے وہ سب کچھ کر رہی تھی۔

جینی وہیں بیٹھ بیٹھ سو گئی۔ اس نے ادنیٰ کو اس پر بہت چار آگیا۔ اگر وہ اسے فخریہ پیش کے لیے کام کرنے سے منع نہ کرتی اور وہ دگر آنے کے بجائے فخریہ کیسٹل جاتے تو اسے فخریہ ہاؤس کے اداوں کے لیے پیچھے بھاڑا ہوتا تو اسے ریان کے کس ٹیلیویزیون کی فخریہ ہاؤس کے بارے میں بات چیت چلا۔ جن کی مدد سے وہ بڑے دن اوردو اس کے بچہ زار میں سے جاتے ہیں کامیاب ہو سکا اور پھر اس نے جینی کا کوئی کھنچوا کر اسے بارے میں مطلع کیا جو اصل کا اگلا تہہ ہو سکتا تھا اور اس طرح فخریہ کی تک بیچنے میں کامیاب ہو گئی۔

یہ سب بکھو سونے کے بعد ادنیٰ کو یوں کا جیسے اس کے ذہن سے بہت بڑا ہوا تھا چکا ہے۔ اس نے اسے اپنے آپ کو بے حد بے پروا کرکھنچوا کر اس کے بارے میں سوچنے کے بعد اس کی گس ہونا پائی تھی۔ اس نے ایک بھر پور گولڈن کی اور اپنے بیٹری کی طرف بھاڑا۔ اس کے دماغ میں ایک سے دوسرا کا آئینہ بڑا دن چڑھ چکا تھا۔

خبردار کے لیے فخریہ لانگ کرنے سے بھر کھو ادنیٰ لطفی صاحبزادوں کو ہسٹال کے کمرے چار چھپا گئے۔

خبردار کے علاوہ بیٹری کی ایک ہی اسٹوری چل رہی تھی۔ سیرینداش نے اس کی اطلاع پر اس کو لچھو مڑو کے گھر کی گرائی شروع کی تو انہیں سامنے والی سوک پر غولی ہوئی ایک اپ میں ایک ڈھیر گھری ہوئی لی جو قلمی انتظام کر رہی تھی سیرینداش انتظامیہ کے پورے چار میں آتا ہے لیکن مسٹر جانسن کے گل کے بعد تمام بچہ زکوہ دیتے کر دی گئی تھی کہ وہ گھروں کے اندر ہی رہیں۔ اس لڑکی کو غالباً یہ بات معلوم نہیں تھی۔ اس لیے وہ سیرینداش کو انتظام کرنے کے ساتھ ساتھ فخریہ کی اپنی بارہ قلمی اور اس کے کھنچوں پر ہرن فکار کرنے والی ایک قلمی اور اس کی ہولی گئی۔ اس نے فکاروں والا طے پتہ کرکھا تھا۔

”کیا یہ اس کی گولڈن ہے؟“ ادنیٰ نے پوچھا۔

”اوردو میرے خدا! یہ تو اس کے لیے پائل ہو چکی ہے۔“ ریان ہوا۔ اور اسے اپنی طرف مائل کرنے کے لیے بکھو کر رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کو دل کے چہرے کے پہلے روز فکار پر نہیں جاسکتا جبکہ یہ اس کی شہرے خواہش تھی۔ لہذا اس نے اپنا انتظام کرنا اس کو دل میں پہلی ہو جائے۔ غالباً وہ اس کے تمام بچہ زکوہ کرنا چاہ رہی تھی تاکہ فخریہ بکھو سکے۔ کیا اب بھی تم مجھے پتہ نہیں کرتے؟ تم جی چاہتے تھے کہ آج اس کو دل بند ہو جائے؟“

تھوڑی دیر بعد جینی کا فون آیا کہ وہ کام سے فارغ ہو چکی ہے اور اپنے ایک ساتھی کے گھر آکر رہی ہے۔ جب وہ گھر پہنچی تو مطلع ابراؤد ہو چکا تھا اور لگ رہا تھا کہ فکار بکھو دی ہے میں مسٹر صاحبزادہ بارش ہونے والی ہے۔ اس نے دیکھا کہ دونوں باپ بیٹے کھانے سے فارغ ہو کر آئینہ سے بیٹھنے کی دی ویکو رہے ہیں اور اس کی کی بیز پر فائو ساس کی خالی بول رہی ہو گئی تھی۔ اسے دیکھتے ہی ریان اپنی جگہ سے اٹھا اور خالی بول لے جا کر جگن میں رکھ دی۔ وہ جینی اچھا خاصا بکھو کر دی پھر اس نے ہاں کی توجہ دے کر لے لیا۔

”مما! آپ بکھو کھانا پیند کر رہی تھی؟“

”اس سے ابھی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔“ اس نے اپنے کو بڑا سے دیکھتے ہوئے کہا اور اپنے بیٹریہ میں لباس تبدیل کرنے چلی گئی۔ وہ انہیں آئی ہوئی نے فی شرت اور بیٹریہ کان دھنی اور اپنی سر سے کافی کم لگ رہی تھی۔ ادنیٰ نے اس کی چاہت پر بیٹریہ سے دیکھا اور ریان کو موجود ہونا تو شہرہ دہی کی طرف مائل کی کہ نہ لیکن جینی نے اسے پائل ہی نظر انداز کر دیا اور ریان سے کھانے کی بیٹھ لگ کر

دیکھتی تھیں اور صحت کے مفید لوگوں کے آواز سے کام لیتے تھے۔
تھیں۔ خدائی ادارے کی پھر جی تھے خاندانے کے بعد
یہ ان کے سوا کسی اور پھیلوں میں بھی سارا بڑاں اور دور
سے جاری تھا۔

وہ برسوں سے یہاں آ رہی تھیں۔ لوگ انہیں ابھی
طرح بچکانہ تھے۔ بول میں بھی ان کو لڑکے قسم کا حال
جانتے کے لئے ان کے پاس آتے رہتے تھے۔ جس میں سے
مال دار کوں کوں کا وہ وہاں پہنچنے والے کے بارے میں چندہ
دینے کی نکل رہی تھی۔ ان کے جواں کرنا میڈم اس کی
ابھی خاصی اور محنت روتھیں مگر سر کے باہر کرات
دیکھا جاتی تھیں۔ میڈم کے قیدیت مہدوں کی تعداد میں زیادہ تھی
کہا تھے اس کے وہاں کوں کے باہر کرات اور ان کی محبت
تھیک تھی۔ باوجود آرام کوں بھی یہاں رہا۔ پتہ ہے کہ جب
میں یہ کہہ رہا تھا وہاں وہ اور کچھ بھی کسی کی قسمت کا حال
بتا رہی تھیں۔

اُس رات میں میڈم کے پرانے دوست جانتے کے
رستہ تو ان میں سے مدعو تھے۔ مگر پروردانہ ہوتے وقت میڈم نے
اس کا ذکر کیا تھا۔ اس وقت میڈم نے کہا تھا کہ میں ابھرک
کھینچنے کے خواہاں ہوں۔ وہاں پہنچ کر میں اس روز بعد اس
رستہ تو ان میں سے کھانے کا موقع تھا۔

جانتے میں میں اس کے ساتھ تھا۔ وہ اور اس کی بیوی بھلا
نے جس طرح میں میں اس کے ساتھ تھا۔ وہ اور اس کی بیوی بھلا
کوئی مشکل پیش نہ آئی کہ وہ دل کی کمرہاں سے میڈم
سلیا کا احترام کرتے تھے۔ میں بولنے کے لئے کے لئے
جانتے اپنی بیوی کے ساتھ رہا تھا۔ اس کا بیٹا سوتھران
تھیں۔ وہ کافی دور تھا۔ وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

آدھ گھنٹہ کا وہ سفر تھا۔ دلچپ تھا۔ میڈم کی وجہ سے
ان میں ان کی بیوی کے ساتھ تھا۔ وہ اور اس کی بیوی بھلا
اس کے ساتھ رہا تھا۔ وہ اور اس کی بیوی بھلا
تھیں۔ وہ کافی دور تھا۔ وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

کاوی کی میرے ساتھ رہا تھا۔ وہ اور اس کی بیوی بھلا
تھیں۔ وہ کافی دور تھا۔ وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

ہوگا۔ میں اس کے قریب جانا چاہا۔ وہاں تھا کہ اس سے پہلے کہ
اس کی بیوی تھی۔ ایک بڑا مہاراجا اس کے سر پہ لٹا تھا۔ وہ
اسے پاؤں سے قدام کر کے ایک طرف لے گئے۔ میں کچھ کہہ کر وہ
خود اس کے سر پہ لٹا تھا۔

”یہ اس کی ہے۔ اس کے اکل آتی تھی۔“ میڈم نے مجھے اس
کی طرف اشارہ کرتے دیکھا تو میں اس کے پاس جا کر کچھ کہہ
سکتی تھی۔

میڈم میری ہر بات پر نظر کرتی تھیں کہ انہیں اور انہیں
ہو جاتی۔ ان کا خیال تھا کہ میں بہت بڑا ہوں اور باہر سامانی
کسی کے بھی دور لگانے میں آسکتا ہوں۔

”دیکھو میں ان سے مل چکی ہوں۔“ میڈم نے اگلے
سے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہاں پہنچ کر وہ
جڑے کے ساتھ تھی۔

”یہ سن کر میں نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔
”اچھا۔ تو آپ ابھی جاتی ہیں؟“ میرا اچھا لگا تھا۔
”ہاں۔۔۔۔۔“ میڈم نے آہستہ سے یہ بات کہی۔
جواب دیا۔ ”اس کی کا نام آدھ گھنٹہ پہلے سے وہاں رہا۔ وہ
دووں اس کے اکل آتی تھی۔“ میڈم نے اگلے سے اس کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے کہا۔

”یہ جانتے میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے اکل آتی تھی۔
ہوئی تھی۔ میں نے اس کے پاس لے گیا۔ وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

میڈم نے کہا تھا کہ میں اس کے ساتھ تھا۔ وہ اور اس کی بیوی بھلا
تھیں۔ وہ کافی دور تھا۔ وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

اس کی چیز بھی تھی جس کی بھلی پروردانہ تھی۔ البتہ میڈم
کے بارے میں جانتے تھا۔ وہاں پہنچ کر وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

”ختم کا قدرتی پانی بھر کے لیے بہت مفید
تھی۔ یہاں باسیات کے ساتھ ہے۔ میڈم نے مجھے اس کے
آمین لے کر کہا۔

”میں نے اس کے قریب تھا۔ اس کے پاس وہاں پہنچ کر وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

”میں نے اس کے قریب تھا۔ اس کے پاس وہاں پہنچ کر وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

”میں نے اس کے قریب تھا۔ اس کے پاس وہاں پہنچ کر وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

”میں نے اس کے قریب تھا۔ اس کے پاس وہاں پہنچ کر وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

”میں نے اس کے قریب تھا۔ اس کے پاس وہاں پہنچ کر وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

جہتیوں کی منزل پر میں بولتی تھا۔ یہ بہت وسیع و پرامن تھا۔
ہوئی کے سامنے میں بہت بڑا پار تھا۔ وہاں پہنچ کر وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

”میں نے اس کے قریب تھا۔ اس کے پاس وہاں پہنچ کر وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

”میں نے اس کے قریب تھا۔ اس کے پاس وہاں پہنچ کر وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

”میں نے اس کے قریب تھا۔ اس کے پاس وہاں پہنچ کر وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

”میں نے اس کے قریب تھا۔ اس کے پاس وہاں پہنچ کر وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

”میں نے اس کے قریب تھا۔ اس کے پاس وہاں پہنچ کر وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

”میں نے اس کے قریب تھا۔ اس کے پاس وہاں پہنچ کر وہاں کے رستے کے استیشن کے ساتھ
دائیں تھا۔

ارم دل، بہادر اور ایمان دار بادشاہ کہتا تھا اور بھی بھگوار
کے تھے بڑے بڑے جھوٹے، مکار، فریبی، بے رحم اور ظالم بادشاہ
گردا گرد تھا۔

"ایک زندگی داؤ پر لگی ہے۔" میٹھ نے کہا کہ شروع
کیا۔ "اب اسے بچانے کے لیے اسی کے سوا ہمارے پاس
کوئی راستہ نہیں ہے۔" یہ کہہ کر انہوں نے غور سے مجھے دیکھا۔
"آپ آریس کی روح سے مدد لینے کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں
کر سکتے۔"

جب ہم دوسلوں کو پہنچے تو ملک توجا رہے تھے۔ اس سے یہ ظہور آیا تھا کہ اندر خاصی کھجی تھی۔ یہ اندر داخل ہو کر میں نے جتنی باتیں عرض کیں وہ اندر میں کے روحانی شوکی انداز میں گہرے طور پر دہرائی گئیں۔ یہ میرا کوئی خاص اثر نہیں دیکھ رہا تھا کہ اندر میں کو کتنے لوگ جانتے اندر ان کی عزت کرتے تھے۔ ہم اندر داخل ہوئے تو ملک تیزی سے اندر میں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وہ بڑے شاندار انداز سے اُن سے ملک کے ایک کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے، چاروں کی ایک تہی اور ایک میز پر بیٹھے تھے۔ ایک میز پر پہلے ہی تیار کیا تھا کہ ہم بال میں سے آگے نہیں گئے۔ ہم لوگوں کے ہاتھوں پر جو مخصوص ہے۔ مجھے بڑی حیرت تھی کہ اندر میں کے ساتھ خود اُردو زبان میں بات کر رہے تھے۔ ان کو نہیں اُردو میں بات کرنے کی ضرورت تھی۔ وقت جب ہم اندر داخل ہوئے تھے، ابھی وہ دوسلوں کو اس کے داخلی دروازے پر بھی ملک کو اندر میں میں ٹھہرے تھے۔ یہ بات میرے ذہن کی ایک ہی جگہ رہی تھی۔ لاکھو جتنے پر کسی بات

[illegible]

”تم دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور جو آدمی
مارے ساتھ آئے، جب وہ تمہیں لے کر اچھے کے
گھرے میں جائیں تو ساتھ ساتھ رہنا اور اچھے کو تلاش
کرنا۔“ (یہودیوں میں ہدایت دی۔) ”مگر اچھے کو تمہیں

یہ سن کر مجھے لگا کہ کبھی میڈم نے اس سے یہ متعلق
مجھ سے خیالات کو تو کبھی عیاں کیا، اور وہ بات کرنے کی
بظاہر کوئی ضرورت نہیں تھی۔ "اب یہ کیا کرنا ہے؟" کا
جواب تک نہیں دیا۔ مگر چونکہ میں کبھی اس سے غور نہیں کرتا۔
"تم کو شاید یاد ہو کہ چار سال کی لڑکا ڈیڑھ سال کے بعد اسے
بھائی کو مدت تک لو بچہ نہیں دیکھ سکا تھا۔ وہ اسے لے کر
وہاں پہنچا تا ہوگا۔"
"لڑکا انتظام کو کبہ کر بھی کیا جاسکتا
ہے۔"

”نہیں۔“ میڈم نے لگی میں سر جلاتے ہوئے۔ ”یہ انتظام کر دو گے۔ کار ہوگی والوں کی نہیں ہونی چاہیے۔“

”ٹھیک ہے۔ سمجھ گیا، ایسا ہی ہوگا۔“ میں نے سر جلا کر تابع داری سے کہا۔

[illegible]

رات کے پانے کو بجھنے والے تھے۔ میں میڈم کے
ساتھ بیچے لالہ میں پہنچا۔ چارج اس کی بیوی بلکا اور دو دیگر
مہمان ہمارے منتظر تھے۔ میڈم ان پر نظر ڈالے بنا آگے
میں۔ ان کے پیچھے چلے دوہی باہر آگئے۔ کچھ دیر بعد ہم
میں ٹھہرے وزیریلین کی طرف ہمارے تھے۔

وہ ہے؟“ انہوں نے تصدیق چاہی۔
میں نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس
وقت ہال میں موجود لوگوں کی نظر میں
پر مینڈم پر۔ مجھے بہت خوشی ہو رہی تھی
کے پرستار تھے، مجھے اُن کے اتنا قریب
ہری نظروں سے دیکھ رہے ہوں گے۔

میں آگاتا سے اجترہ پر دھا کہ ہاں کی رویتا بنا کر دی
تھیں۔ اب دو چار کی پہلی روشنی والے بلب جل رہے
تھے۔ اب غم تار کی تھا۔ صرف آگاتا پر روشنی تھی۔ میں نے
پہلی کی دیکھا۔ میڈم ایک بار پھر پہلی آج سو مہتی پر مرکز
تھی۔ میڈم کا خاص اعزاز تھا۔ جب میں وہ
پہلی پر آگاتا کی آواز سن کر تھیں، ان کا کہیں اعزاز ہوتا تھا
اس وقت میں وہ اپنے مخصوص اعزاز میں سامنے رہی موسم حتی
کہ کبھی نہیں۔

میلیم غاشوئیں جھیں۔ غورئوں کی سرگرمیاں سے اوتے
والی بھن گئیں اور مردوں کے جوتوں کے ٹکڑے پھٹکائے کی
آواز کے سوا، ہاں میں مھل غاشوئیں تھیں۔ دو دواں آواز ہی
ہاں میں موجود لوگوں کی بے غنی پائی کر رہی تھیں۔ وہ جلد
سے جلد میلیم کا روحانی شو شروع ہونے کے منتظر تھے۔ میں
اپنی آوازوں اور لوگوں کے درمیان کے تکرار ہوا ہاں کے
دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا کہ میلیم کی ہڑائی ہوئی بھاری
آواز گونجی۔ ایسا کہ جیسے میلیم خند میں بول رہی تھی۔

”ہمارے ساتھ کوئی ایسا ہے جو کچھ جانا چاہتا ہے۔“
میں تھوہر کے لیے رک گیا اور پلٹ کر اس کی
طرف دیکھا۔
جواب میں بالکل خاموشی رہی۔ کسی نے کوئی جواب
نہیں دیا۔

”ہمارے ساتھ کوئی ہے جو کچھ جاننا چاہتا ہے۔“ ایک بار بحر میٹھم کی خند بھری آواز ہال میں گونئی۔ ”عظیم آریلوس بادشاہ کو عظیم روح صہارے سامنے موجود ہے۔ جو جو چھنا چاہے ہو، جو جاننا چاہے ہو، جان لو۔ میرے پاس بہت کم وقت ہے کہماری دنیا کے لیے۔“

اس وقت میں دل ہی دل میں ہمارے ہزاروں برس پہلے عالم بالا رواۃ بنے ہوئے واسطے آرکیوں کی روح بھی کیا وہاں اتنی تک گئی کہ میری طرح اُسے بھی میڈم کے ساتھ تفریحی چھٹیوں کی ضرورت پڑی جو امرنگ کے پھاڑی قبیے میں ہلا آج

طوبیعت کی باتوں کا گہوارہ

سینس

نمبر 2012 کا شمارہ موسم
سرا کی خوشگوار آواز کے ساتھ

گورکھ پور کی ریلوے سٹیشن پر
کرنے والوں کے سر پران کی ایک لکڑی
داستان — محی الدین نواب کے
قیمتے آفری صفات کی سوغات

چسپ خوشبو کے پتھر جو صانع عالم نے ان پتھریلیں بنائیں ان کو کائبرو
یاقوت الخراس کے پاپ کو تو ہم میر تقی کے نظریے کے خلاف
سوچنا پڑا... ذاکٹر ساجد امجد علی مرقدہ کی

انوار صدیقی کا سفر انگیز بیان

بھی قربتوں میں غفلت کی بھی طویل مسافتوں کی
 نشان..... عجیب رتوں، بے شمار جگہوں کا دنگ اور
 احوال..... ناصر ملک کے قلم کی روانی

انسان کی ترجیحات و ضرورتوں اور خواہشوں کے درمیان اپنے اپنے دائرے فرق کو نمایاں کرتی ایک پرکھ

حضرت سید علی ہاشمیؑ کی روایت ہے کہ
 ایک آدمی نے سید علیؑ کو عرض کیا کہ
 کاش تیرے پاس ایک کلمہ ہو جس سے
 تیری مرض اور غم اس کی پرورش کی جائے

تھے جسے معلوم ہے کہ اس بیرے کا اختراع کتنی ہی دیر سے کیا گیا ہے۔
 کا ہے۔
 کیوں تو اس کی کھنٹی تھی۔ پارکر نے فون ایجاد کیا۔ دوسری جانب سے فون کا قانون شیری ہولڈر کا تھا۔ پارکر نے کہا۔
 "ہاں، میں جانتا ہی تھا کہ بات کرنے والوں۔۔۔ میرا پس منظر یہ تھا کہ فون پر ہاتھ رکھتے ہوئے سر کو فون کے اعزاز میں کھڑے ہو کر فون پر۔۔۔ مگر وہ پارکوئل سے بات کرتے ہوئے بولتا ہے۔" ہاں، میں نے اخبار میں سب پڑھا ہے۔
 میٹھی نے گہری سانس لی۔ وہ بھی اخبار پڑھ چکی تھی اور رات بھر سوئی ہوئی۔۔۔ یہ بھی اختراع ہی تھی۔
 برادر سامنٹ دیکھتے دیکھتے وہیں گیا تھا۔ اس واقعے کی اطلاع ملی تو کئی گھنٹوں میں برادر سامنٹ کوئلہ اور کوساچی کا قلاب کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ اس واقعے کو سب سے مستحق فخر خصوصاً جس میں برادر سامنٹ کا ٹھکانا تھا اور کوساچی کے گھوڑے کے برابر کار کا سامنٹ کوئلہ اور کوساچی کے گھوڑے کے پیچھے دو دونوں زینیں پر گرجاتے ہیں۔
 لیکن برادر سامنٹ نے اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک پولیس نہیں آ جاتی۔

برادر سامنٹ اس الیہ و دیگر کی وجہ سے میٹھی کا کردار بھی بدلتا چلا گیا اور اسے پہلے بڑے ڈاکو کی شکل اچھالا اور پولیس نے بھی اسے تسلیم کر لیا تھا کہ اس نے اپنے وقت کے ساتھ ساتھ وہاں پر موجود دوسرے لوگوں کو کوئلہ اور کوساچی سے فائدہ پہنچانے کے لیے یہ کارروائی کی تھی۔ البتہ اسے اس شخص کے لیے حیات کے دوران میں حیات میں موجود رہنا تھا اور شاید وہ کسی الیہ سلسلے میں فون کا ہو گا مگر اس نے پارکوئل کو نہیں دیکھتے ہوئے۔
 "ٹھیک ہے۔ میں تم سے ہمیشہ بات کروں گا۔"
 میٹھی کے کانوں میں وہیلی کی جھکی آواز آئی۔
 "اس بات کی ذمہ داری نہ بنے۔"
 پارکر نے فون رکھتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ تم نے اس کی بات نہ لی ہوگی۔"
 میٹھی نے اپنا ہونٹ چپاتے ہوئے بولی۔ "آخر وہ کیا کہنا چاہا رہا ہے؟ کیا اس لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ وہ کھدکیوں اور کھنڈیوں کا ہے؟"
 "تو زیادہ ضرور کرنے کی ضرورت تھی۔ تم جانتی ہو کہ وہیلی کو انسانی زبان نہیں کرتے ہیں۔ تم گھڑ نہ کرو۔ میں اسے مسجلیں لوں گا۔" پھر اس نے موضوع بدلے ہوئے کہا۔
 "برادر سامنٹ کے بارے میں کیا کہو؟ کیا تم پر میرا سوا

برف سے بنی ہوئی ہے۔"
 "نہیں۔ یہ کہیں ان لوگوں کے بارے میں خاص معلومات ہیں۔"
 "میرے اپنے ذرائع ہیں۔ اس کے بغیر کا نہیں چلتا۔" اس نے سکرانے ہوئے کہا۔ "اس طرح تمہارے بھی ذرائع ہوں گے۔ اگر تم دونوں کی کام کر رہی ہو تو بھڑے تان کی جگہ لیکن اس سے پہلے ہمارے دو جان بھڑے کا کشتہ کام چلا رہا ہے۔ مجھے تو تم پر اعتماد ہے لیکن جانتا ہوں کہ تم میرے پھر سامنے نہیں آ رہی۔"
 اس سے پہلے کہ وہ کہہ سکتی، برادر سامنٹ نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور بولا۔ "تجربہ میں کوئی شک نہیں ہوئی لیکن اس پر اپنی آسانی سے بھروسہ نہیں کیا جا سکتا اور ہمیں اسے کچھ آج رات تمہو سے پہلے میں جاتا ہوں کہ اسے مار دیا جائے گا۔ تمہیں اسے مار دینا چاہیے۔"
 "کیوں؟" وہ چہرے پر ہنس بولی۔ "آج رات کیا ہونے والا ہے؟"
 ☆☆☆

دکان دار نے برادر سامنٹ کے دخل سے ڈیوٹن کو دیکھا اور خوشی سے سکرا دیا۔ میٹھی نے اسے اپنے گاہک ڈاک ٹم کہا اور برادر سامنٹ نے بولی۔ "تم کب کب رہتے تھے؟"
 برادر سامنٹ نے دکان دار کی طرف دیکھا اور بتایا۔
 "انہماز میں وہاں سے پھرتے ہوئے اپنی جگہ سے ایک گاڑی نکال کر میری کو پکڑا دیا۔ وہ غیر مصنف ٹوٹ مارے گی۔
 جانب سے کسی تقریب کا دعوت تھا مگر جوشن دار پارکس دینے کی وجہ سے ٹھوکر کھاندا۔ وہ جہاں سے ہوتے ہوئے بولی۔
 "یہ دعوت نامہ تمہارے ہاتھ میں لگ گیا؟ لوگ تو اس کے حصول کے لیے بڑی سے بڑی قیمت دینے کو تیار تھے۔"
 "برادر سامنٹ نے کہا۔" یہ دعوت نامہ ہم دونوں کے لیے ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرے ساتھ اس پارٹی میں شرکت کرنے کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"
 میٹھی نے دعوت نامے کو گور سے دیکھا اور اپنا نام پڑھتے ہوئے بولی۔ "میں بکھر گیا ہوں۔"
 "میری اطلاع کے مطابق جبکہ سواراٹھی بھی اس تقریب میں شرکت کرے گا اور ہمارے لیے اسے میرے کا بھائی بن گئے ہیں۔"
 ☆☆☆

فصلیہ جو یہ واقعہ ٹوٹ مارے کی رہائش گاہ کے لیے تھا۔
 "معدرت خواہ ہوں کہ تمہیں بتا رہی ہے۔ بے بہت کم وقت ملا۔ اگر تم میری بات کا بڑا نہ متاؤ تو مجھے یہ کہنے کی اجازت دو کہ آج تم بہت خوب صورت لگ رہی ہو۔"
 "شکر۔۔۔ میٹھی نے کہا اور نظریں گاہکوں سے تعریف اچھالی گئی لیکن وہ سامنٹ کو اپنے گاہکوں کی طرف اٹھائی۔ اس لیے اس نے قلم طالع اعمار میں جھٹکا کرنا دوسری جانب موڑ دیا۔
 "بہن! تمہیں بے کوسواراٹھی اس تقریب میں ضرور آئے گا؟"
 "ہاں، میرے ذرائع نے یہی اطلاع دی ہے۔ تاہم اس کا ارادہ ہو چکا ہے کہ نہیں ہے۔"
 میٹھی نے چنگ کر اسے دیکھا۔ لیکن اس کے ساتھ جھگڑے میں لگی ہوئی وہ جہاں سے ہوتے ہوئے بولی۔
 "مگر وہ یہاں کیسے آ رہا ہے؟"
 "اس جگہ میں سے کا سودا کرنے میں کیونچ میں تم یہاں تک آئی۔"
 "کوئی تمہیں کہنا چاہا ہے کہ جبکہ سواراٹھی اس تقریب میں میرے کا کب حاضری کے لیے آئے ہیں۔"
 "ہاں! ایسا ہی ہے۔" برادر سامنٹ نے سکرانے ہوئے کہا۔

خدارا © خدارا شوگر مریض ذرا عقلمندی سے کام لیں

کیونکہ ساری زندگی ماضی کا قیدی بن گیا ہے۔ دہشت آ کر
کہاں کی عقلندی ہے؟ آج کل تو برہان صرف شوگر کی
جہ سے بد پریشان ہے۔ شوگر مریض انسان کو
اندرونی اندر سے کھوکھلا ہے۔ جان اور کاہن کا عصائی
ظہر پر نکرتا رہتی ہے۔ حتیٰ کہ شوگر کی مرض تو انسانی
ذہنی خالق کو دیتی ہے۔ شفاء، خطاب اللہ پر ایمان
رکھیں۔ ہم نے ہندہ خدمت انسانیت سے سرشار ہو کر
ایک طویل عرصہ درجہ جنتیق کے بعد طبی یونی
قدونی جزی ہوئیں سے ایک ایسا خاص کام کر رہیں
شوگر نہات کو اس انداز پر کیا رہا ہے۔ جسے استعمال سے آپ
شوگر سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر آپ شوگر کی مرض
سے پریشان ہیں اور نہات چاہتے ہیں تو خدارا آج ہی مگر
پیشے فون کے بذر پر واک VP وی شوگر نہات
کو رس نکھلا دیں۔ اور ہماری چالی گارڈا نہیں۔

المسلم دار الحکمت (دعوت)

0300-6526061
0308-6627979
0547-521787

آپ ہمیں صرف فون کریں
شوگر کو اس آپ تک ہم پہنچائیں گے

کہا جاتا ہے کہ ہم اسے کن برست اور غلط ہے ہم سے
چاہتے ہیں۔
میڈی اور برادر سائنس نے کوئی جواب دیا۔ اس
دوران میں شوگر مریض نے اپنا بیگ زمین پر رکھ دیا اور ہاتھ
چا کر کمر سے کی ڈیبا چلتے ہوئے بولا۔ ”تم اسے جو بھی
دہا دیں گی میں میرا ہے۔“
اب اس کا جملہ پورا نہیں ہوا تھا کہ وہ میڈی سے گرا
اور زمین پر پڑا ہو گیا۔ اس کا سر اور کندھے کی اور گھاس
میں پھنس گئے۔ میڈی اور برادر سائنس نے اس کی جانب
جرت سے دیکھا۔ ایک کھانا فونے ہوئے تارے کے ہاتھ
اس کے سر سے گر گیا تھا۔

سوارت نے جھک کر میرے کی ڈیبا اٹھا لی اور اس کا
وٹکا بند کر کے دوبارہ کوئی بیس میں ڈکھایا۔ پھر اس نے
باری کا بیگ اور جگر اور کھوئی زمین سے اٹھایا اور اب وہ
سے برادر سائنس کو دیکھ رہا تھا اور اس کے چہرے پر غور
سکرات ہوئی تھی۔ چلوں تک وہ دوسرے کو
دیکھنے پر مجبور قسوں کی آواز پر انہوں نے سر ہٹا کر دیکھا۔
اپنی انڈی کی ایک ٹھک میرے کمر سے گرا کر آواز پیدا
کر رہی تھی۔ پھر چھوڑا جس کے عقب سے ڈیبا اپنے ہاتھ
مچاتے ہوئے نمودار ہوئی۔ اس کے اعزاز سے ایسا کھ رہا
تھوہے باہلی کر کے آ رہی ہو۔

وہ قریب آئی تو سوارت نے آگے بڑھ کر اس کے
گالوں پر پورے اور وہ ایک سے بڑا دیا۔ جواب میں وہ
اس سے لپٹ کر اس کے گالوں میں گھس گیا۔ پھر جیڑی
اور برادر سائنس کو کوشش کے باوجود نہتے ہوئے اس کے
دھواڑی اعزاز میں ہاتھ چلاتے ہوئی کمر سے سیٹ دہاں سے
پھلتی۔

سوارت نے میڈی اور برادر سائنس کی طرف دیکھا
اور کہا۔ ”میرا خیال ہے کہ میرے ہاتھ کا وقت قریب آ گیا
ہے۔“ یہ کہہ کر اس نے روع اور جگر میں سر دکھا اور غور سے نظر
ڈالتے ہوئے بولا۔ ”میری سواہی کی بھی وقت آ سکتی ہے۔“
میڈی کے خیال کو بھی اسے پہتے کا وقت آ گیا تھا۔
”اے میرے شوگر پھر اس کے قریب پہنچے اور اسے ایسی
نکھلا دے۔“ یہ کہہ کر اس نے سر کو کھٹک کر دوسرے کی کائی
سے۔ سوارت بھی ان گھلوں کی پیش کی تاب نہ لاسا اور
سورگی کے عالم میں بولا۔ ”مجھے جہاد اور بے خوف لڑاکا
ابھی نہیں۔“

میڈی خطاب میں سر کی باب اسے صرف اتنا کہنا

کہا۔ ”میں پشیمان ہوں۔“
”میں، میں پشیمان ہوں۔“
دینا چاہتا تھا کہ پوری شدہ خاطر ہے۔ اس کی ایک گھسی
ہے اور تم مجھے زخمی کرنا اس میں شلوت نہیں ہوتا ہے۔
سوچ کر کہا کہ میرے ہو۔ اب بھی پشیمان ہو کر تم اسے
کاس جرم کا رنگ ہونے سے بچا سکتے ہو۔“
”میں نے دیکھا کہ پوری چٹوٹی کی چیب بھی کاس اور وہ
لٹا لٹے ہوئے بولا۔ ”میں نے دیکھی کہ میں بھی کاس کی پچا
نہیں کی اور یہ کھلی جیسے لے لیا نہیں ہے۔“
سوارت نے اپنا کاس ایک جانب اٹھال دیا۔
باری کو کھٹ کر گئے ہوئے بولا۔ ”حق یہ ہے کہ اس سے
کوئی جواب دہا ہے۔ یہ تو ان اپنی چیب میں سر کو کھو۔“
”مجھے تمہارے مشورہ کی ضرورت نہیں۔ میں جان
ہوں کہ تم وہ میرا غور میرے حوالے کر دو۔“
چٹوٹی کے لیے خاموشی چھٹی رہی۔ اس دوران
میں میڈی نے غیر محسوس طریقے سے اپنی دان پر ہاتھ رکھا
اور اسے ایمان ہو گیا کہ بڑوں کے لیے یہ فوڈ کے کما
حق تھا۔ پھر سوچا۔

”میں بار بار اپنی بات دہرائے گا مگر میں نہیں ہوں۔“
باری تیرا آواز میں بولا۔ ”میرا غور میرے حوالے کر دو۔“
”مجھے اپنے لوگ پشیمان ہو گئے۔ یہ تو انہوں نے جان میں
بے پرواہی کر رکھی ہے۔“ سوارت نے لپٹ کر اس کے کمر سے
جواب دیا۔
”کیا تم چاہو گے کہ تمہارے سر میں کوئی اتارا
جائے؟“
”وہ تو ہوں کی موجودگی میں شاید تمہارے لیے
فکرت نہ ہو۔“ سوارت نے اسے پکڑتے ہوئے کہا۔
”اس روع اور شوگر کی کوئی بات نہیں۔ تمہارے بعد
لوگ بھی گواہی دیتے گے کہ زخم وہ نہیں گئے۔“
”رک جاؤ، مجھے یہ پاگل پن دکھانے کی ضرورت
نہیں۔“
یہ کہہ کر سوارت نے اپنی جیکٹ کی چیب میں ہاتھ
ڈال کر چٹوٹی کی سیاہ ڈیبا اٹھا۔ اس میں چاندی کے چھو
کے کے برابر ایک پیر اور کھانا ہوا تھا۔ چاندی کی روشنی میں اس کی
جھکناٹ دکھائی دیتی تھی۔
”دوسرے کو زخمی نہ کرو۔“ اس نے کہا۔
”میں میڈی اور برادر سائنس کو کھٹ کر گئے ہوئے تھا۔“
”میں صدی پہلے ہندوستان میں اسے سورج کا آگ

سوارت نے اپنے کاس میں پشیمان ہوا۔
”میں نے سوچا کہ ان کی کاس میں اس کی جگر
تصویر اتاری کی ہو، وہ اور بھی کی۔“
اس خیال کے آتے آتے اسے برادر سائنس یاد آ گیا۔
اس نے غور کر دیکھا۔ وہ کھانا پلے پکڑا اس کی جانب دیکھ رہا
تھا اور اس کے اعزاز سے اس کی لگ بھٹا کہ وہ اس بڑے سے
تجلی میں گھسے ہوئے کاس کو اپنی چیب میں رکھتا۔ لیکن دوسرے ہی
لے وہ آگے بڑھا اور اپنی چیب کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈالتے ہوئے بولا۔

”سوارت! اگر خدای تعالیٰ کا ارادہ ہو تو یہی۔“
طویل حیرت میں اس نے جواب دینے کے بجائے اپنے
ہاتھ میں پکڑا ہوا کاس کا کاس ہوتوں سے لگا دیا اور اس کا
ایک طویل کھٹ لینے لگا۔ شاید وہ جواب دینے میں جان
پھونک رہا تھا۔ پھر کاس کا قاور پھیلنے لگا کہ پراہا تھا کہ اپنی
خفاقت کا پراہا کی چاہے یا نہیں؟
اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا، سناٹے میں ایک
زوردار آواز کوئی۔ ”تم لوگ یہاں کی کمر سے ہو؟ کیا نہیں
معلوم نہیں کہ پانی اندر رہی ہے؟“
میڈی نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ٹوٹ اور اسی طرف آ رہا
تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک اور پائے ساڑ کا بیگ تھا۔ اس نے
تجاہز سے لپٹے کھٹ کیا۔ ”میں کسی قسم کی مخالفت نہیں چاہتا تھا
یہ پانی اٹال نہ دے۔ میں یہاں بیٹھ کر کمر دار ہوں اور
میں چاہتا تھا کہ اس کے عمل ہونے سے پہلے کوئی اسے دیکھے۔“
اس نے کمر سے ہوتے ہوئے میڈی اور سائنس کی طرف
دیکھا اور بولا۔ ”تم لوگ اندر جا کر پانی سے غلط اعوذ
کیاں نہیں ہوئے؟“

برادر سائنس نے غور سے ٹوٹ باری کی جانب دیکھا
اور بولا۔ ”مجھے یہ بتاؤ کہ کیا سوارت میں تمہارے ساتھ ہی
اندرونی اندر سے کاس کو کاس کی پورے ہو کر ہم سے؟“
”وہ وہ اندرونی اندر سے اس کی چیب میں ہے۔ اس کا نام
سوارت میں کھٹک دیکھ رہی ہے اور یہ باہلی کا پیر ہے۔“
”میں، یہ جبکہ سوارت ہے اور اس کے پیچھے میں
ہی وہ چٹوٹی میرا ہے جس کی جاکھ کی جاری ہے۔“ برادر
سائنس نے غور سے بارے کو دیکھا کہ وہ پکڑے ہوئے ہو۔
دیکھا اور بولا۔ ”تجاہز تو جی لگتا ہے کہ تم بھی ان لوگوں میں
شامل ہو جاؤ اس پیر سے کوئی بے میں دیکھ رہے ہیں۔“
باری کے چہرے کی سرگرمی غائب ہوئی اور وہ میرا ہے

الانکار

ملہ بھر جتاو ینامہ نقل
تینکتیوسین اسط

زمانہ قدیم سے عاشق و مغیار خاکیم جو یہاں سنہ وہاں اڑتا پھرتا ہے۔ خود داری اور انا کو بالائے طاق رکھ کر کوئی پار کہ طواف میں محوریتا ہے۔۔۔ مگر آج عشق کی اقدار میں تبدیلی۔۔۔ وقت کی ضرورت اور حالات کا تقاضا ہے۔۔۔ جس نے عشق کا منظر نامہ بدل ڈالا ہے۔۔۔ کر دیا اور زمین بھی تبدیلی آچکی ہے۔۔۔ سر پہرے عاشق اب ایسے شخص کا روپ دھار آجو اپنے جذبہ اور شعور سے کام لے کر محبت اور محبت کے ساتھ ساتھ دیگر فرائض و منصب کو بھی پیش نظر رکھتا ہے۔۔۔ ایسے ہی عاشقوں کے گرد گھومتی داستان محبت جہاں ایک عاشق عشق پیشہ ہے۔۔۔ عشق میں اس کی زندگی کی سب سے بڑی سچائی اور قدر ہے۔۔۔ جیجکھو سوسوے عاشق کا مضبوط نظر مختلف ہے۔ زندگی اور دنیا کی وسعت نے اس کے قلب و نظر۔۔۔ عقل و شعور اور جذب عشق میں کشادگی کو بھر دیا ہے۔۔۔ کائنات کا ہر مسئلہ اس کے پیش نظر۔۔۔ ایک لنگار ہے۔۔۔

گڈشتہ اسقاط کا خلاصہ

میں ایک شرملاؤم کہ گواہانِ خدا، رشتہ پر کی محبت اور عیقہ پر۔ میں اپنی زندگی کا انکار کر رہے تھے جسے میرا ایک خوتن آجیہ سلطو سرائے کے عوامی ہے وہاں صرف دانی نے ایک پہلی کی بات سے جس کو لڑو دے گا تو آکر لیں۔ رشتہ کے لئے یہ ایک بیاہار آگ کہا جس نے دھڑلے اس کے دل میں کی جان لی گدا سے اس کے گمراہوں کو سڑی سے گلہ ہوا نہ لے گی بگڑا کر لیں۔ پھر میری اس طاعت کو خالی برصورت میں مران والی سے ہوئی۔ پھر وہاں دھڑکا دل چاہے کے لئے مران آتھو ہر کہ سلطو سرائے کے پیچھے پڑا۔۔۔ چوری سے اندر ہو گیا کہ سلطو سرائے کا لال کھیل میں رہنے والی ایک دلکش عورت میاں ملو کے لئے لاکر رہا ہے۔ پڑا لگا لگا ہوا بیچے و ستارہ اور اصل کرتے تھے مران کے افسانہ کی ہر محبت کے بعد میاں کے برکات سے پیچھے لگے۔ اس کو ان کی خاتم کے پیچھے چلے گئے مران کے ساتھ ساتھ وہاں ایک ڈاکہ ڈالنے میں ہمیں ہوا کی ایک شادی کے اندر ہوا کہ سوت نے میرے دل میں جاس لیں گے۔ جب بے ہوش آؤ تو میں نے خود کو ایک اچھی بگڑا۔ یہاں گئے ایک راجہ کے لڑکی سلطو سرائے کے لئے بے تار کر دیں ان کا کہہ میری زندگی کے نور ہوا ایک بگڑا کی ہے۔ پھر مجھ پر بے رحمیت ڈاک اٹھ ہوا کہ میں ان کی شادی میں ہوا۔ اس دور میں کے ہوش میں آؤ تو میں نے جس جس کو جو جوتا ہے جو طاق لے لیتا کہا تھا ہے۔ یہاں وہی کی آؤ پاؤں میں شادی میں ہوا۔ اس میں وہاں سے ہوا کہ وہاں اور رہنے والی ہے۔ یہاں ہم نے چاروں کی سوچ لیں، ہاں آؤ کہ آکر لیں۔ پھر جواڑ کر لئے کے ہر وقت میں نکلی کر رہے تھے۔ آج ہم نے کہا کہ اس کی خاتم لیں کہ ہے۔ پھر یہاں سے اس کی لٹکی کی حالت قراب میں لٹکی سے ٹکڑا دیا۔ پھر وہاں میں نے سہل ہوئے یہ سلطو سرائے کی خاتم لیں کہ سلطو سرائے کا وہاں تھا اور اس کی چٹا کو شہر گ۔ وہاں مران کو کہ کر میں جس میں بے ہوش تھوڑے سے اس کا کہ چھٹی



چاہے وہ لہو اور ہڈیگ سمیت ہر کونے کو پہنچا جائے۔
 لہو۔ ایک ایسا رنگ جو ہر جاندار پر پڑے ہوئے ہے۔
 کی پانی کی ہولی کی یاد آتی ہے۔ اس وقت وہ لہو کے ہر گوشہ پر
 دھلا آگیا ہے۔ بڑا لہو کا کام ہو گیا ہے۔ وہ دھل ہوا پاس
 آگئے ہیں۔ ہر کونے پر لہو کی آواز ہے۔
 ”تم جیسے چراغاں“ عمر ان کے پاس گیا۔
 ”جہاں میں راجا نے چھوڑا تھا۔ لیکن اس کی یاد آتی
 خوشی کے جھانکے میں دھڑکنے لگی۔ لہو کے ہڈیگ کے
 ”جہاں میں راجا نے چھوڑا تھا۔ لیکن اس کی یاد آتی

[illegible]

عجب بزرگ زور لب کیا۔
 ”جیگان کیسے؟“
 ”ایسے“ اس نے ایک چھتری پکڑ لی۔ ”پھر پاڈکی
 طرح اسے کھول کر کچھ نرود جاتا ہوں۔“
 ”بھائی تیر کو۔“
 اس نے کوئی جراب نہیں دیا۔ میں جاتا تھا کہ وہ ایسی
 حماقت نہیں کرے گا۔ اس کے ذہن میں کوئی بات تھی۔

اس نے مجھ سے اپنا جوتل لیا اور پھر اس کے ذریعے اپنے
 نکلتے ہوئے اپنی کار بیکس میں مظاہر کرنا۔ اس کی چال کو بولی دو
 گولیوں نے دوسرے لاش کو چھینا تو اس کے ساتھ ہر ایک ک
 وچ۔ یہی باتیں سن کر چوہا کی سمیت دو روٹی کر کے چلتے
 جری میٹ پر ایک کھڑی ہوئی عمران بھڑکی سمیت دانی سمیت
 پر پہنچا۔ ہم جانا تھا کہ اب اسے روکنا نکلے ہوئے ہے۔ بھڑکی
 ابھی تک بیٹھی۔ عمران نے اسے اپنا پکارا اٹھا تھا جس نے
 اسے سمیت پر دوڑنے کو کہنے کے بعد ایک ایک بار پھر اس
 عمران کی جھلک نظر آئی جو اسٹار سرکس میں یہاں فٹ کی
 بیٹھی ہے پھر اس کے چہرے پر ایک شہرے کا مسخوڑا تھا اور
 گولیوں کی آواز سنیں جس میں ایک جانی سمیت اس نے

جیسا کہ بعد میں پتا چلا۔ وہ نئے میں بھی تھا۔ چکادو میں سے
 تین ہزار کے لگنے آئے۔ دوسری طرف بھی گاؤں کا
 سے لکل آیا۔ تو عمر شروع ہوئی۔ ترقی کوٹھیں کے دو تین
 چکادو میں بھی وہاں لگے۔ البتہ انہی کے موجود ہے۔ چاک
 نہ چلائے گیا۔ چکادو سے لگے والے دو جوان ہست پر لپ
 پڑے۔ وہ دو گھر مرادوں کے بننے کے کٹارے تھے۔ اس لئے
 سے ایک تو خاصا گراڑ لپ تھا۔ بار بار لپ کی کوئی سے لگے
 والے دو چکادو لپوں نے ٹوکوں کی حواصت کرنے کی کوشش
 کی مگر ٹوکوں نے ان کو بھی پھینک دیا۔ یوسف نے چکر بڑا
 اور دو طرف سے روٹی کی طرح اڑھک رہے تھے۔۔۔ عمران
 نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”لوٹو، تمہارا کلام فک
 ہے۔ وہاں لپ کوئی دکھانا کوٹھوں کو۔“
 والی کہ با تھا کہ اگر ہم چھوٹے چھوٹے سے چھرے ہوتے
 تو جہاں۔۔۔ یوسف صاحب کی بڑی تھی زیادہ کر دیتی تھے۔
 میں ایک چوٹ پہلے سامنے یوسف صاحب سے چھڑانے کی
 کوشش کی تھی جس سے ہم دونوں ایک دوسرا متوجہ ہوا
 کیا تو پھر میں نے جوابی کارروائی کی اور یہ کافی سخت
 کارروائی کی۔ ٹوکوں کو اس حواصت کی توقع نہ تھی۔ میں
 نے ایک ٹوکے کے چھرے پر گھر پھینکا۔ وہ جیسا کہ گریں
 چلتے پر جا کر۔ ان کے گراڑ میں سامنے مقب سے میری
 گردن پر ہاتھ مارا۔ کافی سخت ہاتھ تھا۔ انھوں میں
 تھارے سے ڈانٹے تھے۔ میں نے پہلے کراس کے پیٹ میں
 ہانک دیا۔ میری اونٹنی پر چھوٹا بڑا وہ دو ٹوکا گھبراہٹ میں گرا
 گئے۔ میں نے ایک اور ٹوکھا مارا وہ دو ٹوکے سے مل اپنی
 چکادو کے پیٹ سے گھبرا کر اس کا سامنا کر پڑا۔ وہ
 ایک سامنے کی مجھے مقب سے بازوؤں میں پکڑ لیا لیکن
 ابھی اس کی گرفت خصل بھی نہیں ہوئی تھی کہ میری پہلی کھرب
 نے اس کے پہلو کو ہلک بھری دیا۔ میں نے اس کی پہلی خصل
 کی آواز سنی اور اس کے ساتھ ہی اس کی کارروائی ختم
 اسے دھکا دیا تو وہ گراڑ میں لڑکے کے اوپر جا کر میری
 شیعہ حواصت سے بچتا پھرے ہوئے ٹوکوں کو لپا دیا۔ وہ
 یوسف سے ہٹا کر میری جانب آگئے۔ یوسف سے میں
 لپک لپکا کر میری کارروائی کیا۔ میری اخیال تھا کہ میری
 پہلی دو چکر مرادوں میں لپکا ہوا چکادو گاٹے گا۔ وہ بھی ک
 خاموش تھا۔ شاید یہاں میری نشست بعد ازاں
 بار دہائی وچ سے اور دوسری چتر خیلوں کے کین
 جاگ گئے تھے۔ کی ٹوکیاں روشن نظر آتی تھیں۔ ایک
 ٹوکے کے گاڑی کے چیک کے ساتھ میری ہڈیوں پر زور دیا اور

کہا، میں نے خود کو پہلے بچا دیا اور پھر اسے اپنے
 طاقت کی پیمان کرکلی۔ کچھ وقت تھا جب ایک اور گراڑ
 متوجہ پر پہنچی۔ یہاں سوک کی اس کے پرے پر چھڑا
 اور وہ لپرائی ہوئی ہمارے باکل سامنے رک گئی۔ اس میں
 سے چار پانچ چکر بڑے چار جانا اناڑاں اترے۔ مجھے
 سمجھے میں دور بھی تھی کہ یہ چکادو دانوں کے مانتی تھی
 انہیں دیکھ کر پہلے سے ہر پیکار ٹوکوں کا جوش دیکھا ہوگا۔
 انہوں نے لٹکارے مارے اور گلیاں دیں۔ ان کا لپکا
 سب سے پہلے میرا ساتھ دینے والا ایک چنگان چکر لپکا۔
 وہ کافی بھڑوں کی طرح اس سے چٹ گئے۔ دو تین چکر
 طرف بڑے۔ اس کے ہاتھوں میں کتہ آتے نظر آئے
 تھے۔ یہ عمران کی حرکت گراڑ میں ضروری ہو گئی تھی۔ میں
 دیکھا، وہ وہاں بھی طرف سے آ رہا تھا۔ اس کی وہ پچھت
 جھولن کو تیز کر گئی۔ سب کی اپنی اپنی ہوا۔
 تھیں جتنے چار چاند میں تھو ہائی طاقت کی اس ہم
 تار ک سوک۔ یہاں کمان کارن بڑا۔ وہ دھکا دینے زیادہ سے
 اور لپرائی ہوئی بھی چلتے تھے لیکن ان کا واسطہ اس میدان
 کے تازہ دھکاڑوں سے بڑا تھا۔ پہلے لپکا وہ دھکا کے
 اندر ہی فاش ہوا گیا۔ پھر سے ہوتے وہ چار چاند کے
 عداویہ دھکا پر آ گئے۔ ان میں سے دو تین ٹھیکہ ڈھکی
 ”گراڑاؤں“ تھے۔ ان میں سے چکادو سے لگے والا
 گراڑ لپ تو جہاں بھی تھا۔ عمران نے اس کا بازو دھکے سے
 ستھڑا دیا تھا اور دو تین چکر اونٹ پر ہاتھ پڑا۔ وہ
 میری صورت حال دیکھ کر کوٹھیں کے چکادو لپوں سے لگے
 ہمت کی اس پر دست بردست گرائی میں شرمکھ رہے تھے۔
 میں چنگان چکر لپرائی میں تھا۔ میں نے شرمکھ، چنگانی ڈھکی
 یوسف کو ہمارا دیا تو عمر اس کی طرف سے جا رہا تھا۔ یوسف
 کا لپا سا تہہ تھا۔ وہ دوسری طرف گراڑ لپ کر رہا تھا۔
 میری پہلی کھرب سے عمران سے دو تہہ ڈھکی کی پہلی ڈھکی
 تھی، وہ دھکی اس کو پہلی کھرب سے گراڑ لپ کر رہا تھا۔
 سے دو تہہ اندر سے بند کر لیا تھا۔ دو ٹوکوں کو میں نے ٹوکوں
 اور ٹھوڑوں پر ہٹا دیا تھا۔ ایک چکر عمران نے۔ عمران کی ہدایت
 پر چنگانی اس کا پیر میں شرمکھ میں تھا اور دو تہہ یوسف کے
 پہلو سے موجود تھا۔ چنگانی چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر
 پر پھیں کی گاڑی کا سامنا نہائی وہاں پھیں تھری سے متوجہ
 کی طرف آ رہی تھی۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے، میں چار
 ٹوکے تو فوراً ہٹا سوک میں بیٹھے اور وہاں سے کل گئے۔ باقی
 دھکا پر رہے۔ ان میں سے ہوتے ڈھکا اور لپکا چرے

والا گراڑ لپ لڑا گیا تھا۔ وہ دو ٹوکا چکر بڑے سرکاری اسکر
 چا تھا۔ چکر اور عمران کو کھلے کرا کی دھمکیاں دے رہا
 تھا۔ وہ بار بار اپنے ٹوکوں پر کوئی کھرا لے کر کوشش
 عمران نے مجھ سے کہا۔ ”لٹکے کہ یہ یوسف زیادہ ڈھکی
 ہے، تم اسے لٹک لگا جاؤ۔ میں اور چنگانی یہاں کا معاملہ
 سنیاں ہیں۔ میں نے یو لپائی۔“ اس نے گاڑی کی چابی میری
 طرف چھائی۔
 چنگان چکر لپکا اور دیکھ گراڑ میں بھی سوچا ہوا تھے،
 میں نے عمران کی ہدایت پر کل کرنا مناسب سمجھا۔ جب
 عمران کی ڈرائیج کھیٹ پر پہنچا، دو سوک کے سوڑ پر پھیں
 سوک کی پہلی چکر آ کر شروع ہو گئی تھی۔ یوسف کو چنگانی
 میری ساتھ والی سیٹ پر بٹھایا تھا۔ یوسف نے اپنی ران
 دونوں ہاتھوں سے تھام رہی تھی اور تکلیف میں نظر آ رہا تھا۔
 کوئی کے دوران میں اس نے مجھے پچکان لپا تھا اور اس
 خالے اس کے چھرے پر غامض نظر آ رہا تھا۔
 ”بیٹو یوسف صاحب! یہ ہیں آپ؟“ میں نے
 گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔
 ”گوشہ چکر رکھ دیا ہے۔“ وہ کراہتے ہوئے بولا۔ اس کی
 ڈھکی کی پہلی چکر ان میں چنگان پر ہوتی تھی۔
 ”کیا خیال ہے، تم کسی پراعت ٹیک کچھ جیس؟“ میں
 نے پوچھا۔
 ”یہ آپ کی مرضی۔“ اس نے کہا۔ اس کی ہانک
 سے اس ٹوکوں میں چکر بڑا تھا۔ وہ ڈرائیج کھیٹ سے بولا۔ ”تو بڑا
 لپکا تھا۔“ ہانک سے کہ آپ یہاں آ گئے، وہ ان ڈھکیوں نے تو
 میرا بھرتہ بنا دیا تھا۔ آپ نے۔۔۔ مجھے دکھایا تھا، یاد ہے
 رکھ گئے تھے؟“
 ”نہ اس کی شرم سے جس سے حرج ک گاڑیوں کے پر یک
 دور سے۔“ اس کے پیر کو آواز دانی تو میرے گھر میں چا
 چکا کہ میں چاند سے ایک بندے کو گراڑ ک پیٹ رہے ہیں تو
 گراڑی سے کل آئے۔ اس وقت تک میں باکل پائیں تھا
 کہ یہ کپڑا لپا۔“
 ”لیکن اس وقت آپ یہاں سے کیسے گزر رہے
 تھے؟“
 ”تمہارا ٹھکانہ میں شرمک سے بعد آئے ہیں۔ گھر
 کے اندر ہوئے والا یہ نقشہ حال تین بیٹے چکر جاری رہا
 ہے۔ سوک آپ؟“ میں نے پوچھا۔

پاک، سوسائٹی ڈاٹ کام آپکو تمام ڈائجسٹ
ناولز اور عمران سیریز بالکل مفت پڑھنے کے ساتھ
ڈائریکٹ ڈاؤنلوڈ لنک کے ساتھ
ڈاؤنلوڈ کرنے کی سہولت دیتا ہے۔
اب آپ کسی بھی ناول پر بننے والا ڈرامہ
آن لائن دیکھنے کے ساتھ ڈائریکٹ ڈاؤنلوڈ
لنک سے ڈاؤنلوڈ بھی کر سکتے ہیں۔

For more details kindly visit
<http://www.paksociety.com>

بات ہے کہ تھارے فرسٹ کزن صاحب میرے پاس
...، مگر اپنے تائب صاحب اور کون؟ کچھ نہیں نے
بڑی دھڑکی سے میری۔ اس وقت بھی میرے پاس ہی بیٹھے
ہوئے ہیں۔ فرسٹ فریڈ سے بندے ہیں بھی۔
ہوسف فارو کی کہ ہے میں بظاہر ہنسنے لگا ہوں کہ میری
میں کہیں کاٹ اور جھپٹ بھی نہیں ہوئی۔
دوسری طرف سے فریڈ نے ٹاپا پر چھاکر دو رات
آتی رہی کہ کہا تھا۔ جواب میں ہوسف جانتے جیسے میں
بولتا۔ "میں نہیں بتاؤ تو تھا ایک جیڑی شو ہے۔ خوسے لکھتے تو دو
تین پرانے دوستوں سے ملاقات ہوئی۔ انہیں کچھ وقت دینا
پڑا اسان سے رخصت ہوا تو پیچھے بھڑکا ہوا گیا۔"

وہ سفید جھوٹ ہوا تو یہ بات۔ اس نے اپنا ہونٹ دھکی لپی
کر جس جھگڑے "جیڑی شو" میں شرکت کی تھی، اس کا سلسلہ اس
نے آخریت کے بجائے نہیں وصول کر لیا تھا اور مطمئن تھا کہ
یہ معاملہ نیکیا پر ختم ہو گیا ہے۔ مگر ابھی قدرت کے کھاتوں
میں حساب کتاب ہوتا ہی تھا۔
کچھ دیر بات کرنے کے بعد ہوسف نے سلسلہ متعلق
کر دیا۔

میں نے فون پر عمران سے بات کی اور اس سے
صورت حال پوچھی۔ اس نے بتایا کہ وہ پولیس اسٹیشن میں
ہے۔ وہ دن گزاریں گئی نہیں اسٹیشن میں ہیں۔ معاملہ ملے
ہو رہا ہے، کچھ دیر میں کا مشق جانے گا کہ میں جانتا تھا کہ
عمران اپنے کاموں میں باغ ہے۔ اس کی متعلقہ شخصیت
کا کام کرائی تھی اور وہ بہت جلد اس کی سچائی سمجھ لیتا تھا۔ نہ صرف
سمجھ لیتا تھا بلکہ دوست بھی بننے لگتا تھا۔

سویرے دس بجے کے قریب دو سینئر جرنل نے
ہوسف کے کمرے میں حاضری کیا اور رات ڈائریکٹ ڈاؤنلوڈ کو چیلنج اور
مرام پٹی دیکھنے کے بارے میں ضروری ہدایات دیں۔ ان
ہدایات میں ایک دوسلوں کو جوڑنے کا کام بھی شامل تھا۔ اسی
دوران میں ہوسف نے دو تین جھگڑوں پر بھی بات کی۔ ان
میں سے ایک کا نام نسیم کون کے فون پر بھی گئی ہے۔ وہ نسیم احمد دی
قسم ایڈیٹر تھا جس کے ذریعے شادی ہائی کے بالا خانے پر
"شب بھری" کا سوا ہوا تھا۔ نسیم کے منگھو کے دوران میں
ہوسف زبان استعمال کر رہا تھا، لہذا اسے "پرانی کچی"
فرام کرنے کے لیے میں کچھ قائل پر چلا گیا۔ سہر حال دور
کلز سے کچھ دیر میں میں ہوسف کے ڈائریکٹ کا جائزہ لیتا رہا۔
میں اعجاز لگا جانتا تھا کہ وہ اپنی "شب بھری" سے مطمئن
ہوئے تھے۔ دوسرے نفلوں میں کیا اسے کچھ تو نہیں ہو گیا

اسے متاثر نہ ہو کہ فون پر وہ فہرماں فرما رہا تھا۔ کیا۔
بظاہر جائزہ لینے کے باوجود میں ہوسف کے ڈائریکٹ
سے کوئی اعجاز نہیں لگا۔ ہوسف بات ختم کر کے فون بند
کر رہا تھا جب میں نے اس کی طرف پرکھ گیا۔ میری آنکھیں دھار
کے دور اسے پر ایک جانی بچائی صورت نظر آئی۔ یہ غور
شارب ہائی تھی لیکن اب وہ اپنے جیسے جیسے جی کر کوئی اس کے
اصل چہرے کا تصور نہیں کر سکتا تھا۔ اسے اپنے گھر کے لیے ایک
بیکات اس طرح اس نے سن کا مڑ کر گئے تھے۔ ایک شقی
شال نے نہ صرف اس کا سراپا چھپا رکھا تھا بلکہ نصف چہرہ کی
اوجھل کر رکھا تھا۔ اس کے کندھے پر بھی کچھ تھا۔ میں پہلے
ہی ہوسف سے کافی فاصلے پر تھا، مزید احتیاط کے لیے ایک
ستارن کی اوٹ میں بیٹھ گیا۔

مجھے ہرگز توقع نہیں تھی کہ شارب ہائی جوں اپنے کا
کی عمارت کے لیے اس پر تاجیہ ہسپتال میں میں آئے
گی۔ شارب کے ساتھ ایک ڈرائیور تھا۔ دوسرا موٹی
موٹی آنکھوں والا ایک بھلاؤ تھا۔ ہوسف نے اسے جانوں
اور دھاری دار شرت بھلاؤ کی کی رنگ سرخ پہنچا دیا۔ بتا
نہیں کہیں مجھے لگا کہ شارب ہائی کی طرح یہ بھی کوئی "بھٹی
فہمیت" نہیں۔ خاص طور سے اس کی آنکھوں میں ایک
عجربانہ شق چمک رہی تھی۔ یہ لوگ تھوڑی دیر ہوسف کے
بستر کے پاس کھڑے ہو کر باتیں کرنے دیے۔ وہ اس نے
رات کو فون آنے والے واقعے کے بارے میں جو چہرے
تھے۔ اس ساری جھگڑے کے دوران میں میری آنکھیں بار
دھاری دار شرت والے شخص کی طرف اٹکی۔ وہ وہاں پر سے
دھیان سے ہوسف کا جائزہ لے رہا تھا۔ جیسے کھانوں کا لہو ان
میں اسے تول رہا ہو۔ ہوسف پہلے اصرار نہ کرے گا کہ مجھے
واپس نہ دیا۔ پھر اس نے سبیل فون کے ذریعے مجھ سے رابطہ
کرنے کی کوشش کی۔ لیکن میں اس کے سامنے آکر اپنے
پاؤں پر کھڑی رہا جس کا جانتا تھا۔ شارب ہائی نے فوراً
بھگان گئی۔ وہ اپنے بالا خانے پر مجھے "چوہدری عمران" کے
ساتھ اس کے عہد اور دوست کی حیثیت سے دیکھ رہی تھی۔
بڑی لڑ بڑ ہوئی۔ کچھ دیر ہوسف ہائی اور اس کے دونوں
سائی ہوسف کو خدا حافظ کہہ کر چلے گئے۔ میں نے پہلے
کھڑکیوں میں سے بھاگ کر یہ سبلی کی کہ وہ گاڑی پر چڑھ کر
رخصت ہو گئے تھے، اس کے بعد ہوسف کے پاس چلا گیا۔

سہرے کے وقت عمران ہسپتال آکر ہوسف کی عمارت
کر رہا جانتا تھا کہ میں نے اسے فون پر منع کر دیا۔ میں نے
اسے بتا کر شارب ہائی کی بات کی، میں سمجھنے سے کہ اس کا

ہوئے ہوں۔" میں نے کہا۔

”لیکن اس میں ڈراما کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ لوگ ڈاکٹر سے سیدھے سیدھے کہہ سکتے تھے کہ ہم ڈاکٹر راج بونا جاتے ہیں۔“ عمر ان نے کہا۔

میں اور عمران کو فوراً اسپتال کے لیے روانہ ہوئے۔
عمران نے اپنی عمران کار اسپتال سے کچھ فاصلے پر ٹھہر
کی۔ میں اندر جا گیا۔ ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر جس تیس سال کا
نچیدہ و سائنس تھا۔ اس نے بتایا کہ ابھی تک مریض کا کچھ پتا
فہم نہیں۔ ذی کوئی فون وغیرہ آیا ہے۔ میں نے کہا: ”ڈاکٹر
صاحب! آپ کو ان کی حالت کا پتا تھا۔ آپ نے انہیں اس
طرح جانے کیوں دیا؟“

وہ بلا۔ "مخمر" ایک کم کوڑھتی روک نہیں سکتے۔ آپ جانتے ہی ہیں، یہاں سریش کے داخل ہوتے ہی مجھے رقم ڈاؤن میں منع کر لی جاتی ہے۔ اس ڈاؤن کے ہوتے ہوئے ہمارے پاس کوئی مجاز نہیں رہ جاتا کہ ہم سریش کو کھڑک سے دیکھیں۔"

"لیکن ڈاکٹر صاحب امریش کی جسانی حالت ہی تو ہوتی ہے۔ آپ جانتے ہیں اسکی ان کے ڈرم کی اسٹیک بھی نہیں ڈاؤن ہے۔"

”نہیں اسلچنگ تو ہو چکی ہے۔ یہ دیکھیے... یہ سب کچھ کھٹا ہے ٹائل میں۔ اس کے باوجود میں نے انہیں باہر جانے سے منع کیا تھا۔“

اسی دوران میں مجھے اسپتال کے مبین درد اور اسے پے
جسٹ کے دوست ویم اٹو کی صورت دکھائی دی۔ وہ خواص
پائنتہ تھا اور اس کا رنگ پیکا پکا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ سیدھا
میری طرف آیا۔ ”کچھ بتا چلا جسٹ؟“ اس نے چھوٹے
ہی پرچھا۔
”کیا میں اس حرم سے کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے پاس

تو تم تھے۔" میں نے کہا۔
 "میں صرف آج صبح مجھے کے لیے گیا تھا۔ مجھے اپنے
 بچے کو کالج سے لے کر گھر چھوڑنا تھا۔ واپس آیا تو پوسٹ میں
 تھا۔ ڈاکٹر صاحب کوئی اور کہانی سنا رہے تھے۔ پوسٹ کا
 فون بھی مسلسل بند جا رہا ہے۔"

”اب تم کہاں سے آرہے ہو؟“ میں نے پوچھا۔
”یہاں پاس ہی دو تین اور پرائیویٹ فیکٹریاں بھی
ہیں۔ دیکھ کر آج ہوں کہ شاید وہ وہاں شفٹ ہوا ہو۔ اسلجنگ
کے باوجود اس کا خون ریں رہا تھا اور وہ پاؤں کو کس محسوس کر رہا

مجلسه ۱۳۴۴

اس دوران میں عمران نے اسپتال کا نمبر معلوم کر لیا۔
میں نے اس نمبر کے ذریعے ایکرجی وارڈ میں رابطہ کیا۔
میرے دوست نے بتایا کہ بٹ نمبر 6 پر کوئی مریض موجود

نہیں ہے۔ ”انہوں نے روم میں شفت ہوئے تھا۔
آپ دیکھیں، روم میں تو نہیں ہیں۔“
کاغذ کے الٹ پلٹ ہونے کی آوازیں آتی رہیں، پھر
تس نے بتایا۔ ”نہیں، وہ کی روم میں شفت نہیں ہوئے۔“
”تو کہاں جا سکے ہیں وہ؟ دواں روم وغیرہ میں تو نہیں
ہیں۔“

فرس کے بھائے ڈوئی ڈاکٹر کی مردانہ آواز سنائی دی۔ ”آپ بیٹہ نمبر ۶ کے ایسٹ فاروقی کے بارے میں پوچھنا چاہ رہے ہیں؟“

”جی ہاں۔“ میں نے کہا۔

”آپ ان کے کاتھتے ہیں؟“

”میں ان کا دوست ہوں۔ میں ہی انہیں لے کر آیا تھا۔“

ڈوئی ڈاکٹر نے کہا، ”ہنس صاحب کیڑ بھجھا رہے ہیں۔“

”مطلب؟“

”مطلب تو ہمیں معلوم نہیں تھی۔ ان کے دوسرا جی“

آئے تھے۔ دو انٹیم ویل جینز پر باہر لے جا رہے تھے۔
 میں نے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اس حالت میں؟ کہنے
 لگے سائنس کا نئی تک جا رہا ہوں۔ ابھی پانچ منٹ میں آجاتا
 ہوں۔ میں نے کہا کہ ان کو اس حالت میں جانا فحش ہے۔
 انہوں نے کہا کہ جمہوری ہے۔ اب دو گھنٹے ہیں، ان کا
 کوئی جائزہ نہ۔“

میں نے فون بند کیا اور عمران سے کہا۔ ”یہاں بھی کلوڈ ہو گئی ہے۔ یوسف اسپتال سے کہیں چلا گیا ہے۔“

”کہاں جا سکتا ہے؟“ عمران نے پُرسوجھ لہجے میں کہا۔

جوابی ہوا۔ ”بھئی روم۔ اسپتال بند کر دیتے وقت

میں نے اسے دیکھا تو اس نے کہا: "یہ بھی تو کیا
 ہو سکتا ہے کہ اس نے ہسٹ کو کوئی مشورہ دیا ہو۔
 یہ بھی تو کیا ہو سکتا ہے کہ اس نے ہسٹ کو کوئی مشورہ دیا ہو۔"

کے بعد، مقررہ ہوا۔

”گامزدی تو میں نے بھی دیکھی ہے۔ ابھی تھوڑی دیر
وہ بے گیران میں چھوڑ کر گئے ہیں۔ ایک طرف سے
آئی ہے۔“

”یعنی آپ کو تو زنا پر آمادہ تھا کہ جیسے ملاں
برہان چکے موجود ہوگا۔ کبھی آپ کا کوئی دوست اس کا
خبریں کر رہا تھا؟“

”اس بارے میں جنہیں بھر تھیں سے بتاؤں گا
میں۔ ابھی ایک دو اور ضروری کام کرنے ہیں۔“

”میرا صرف ایک بات بتا دیجئے تاں ہماری کیا
 بات کوئی چیز بنی خود مجھے کیا ہوا تھا؟“
 ”جس میں کیا لگے؟“
 ”مجھے تو اس سے بڑھ کر کسی ایسے کام کی توقع نہیں ہے۔
 کہ ایک اور چکر میں آجائے۔“
 ”کم از کم مجھے اس چکر کا پتہ چلے۔ میں وہی چکر ہوں
 جس کا وہ چکر ہے نہ تھوڑے سے۔“

”اُس کا نام اتنی عزت سے مت لیں تاہیں بھائی!
بت ہوئی ہے اس بندے سے۔ باقی اس کے لیے
نہیں ایک اثاثے کی طرح ہیں۔۔۔ اور وہ اسے اس

سے ہر قسم کا فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور.... اور
آپ کو اب بھی مجھ سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ اگر
آپ کا کوئی دوست اس کا پتہ لگا کر بے خوف ہو کر آپ
ساتھ ہوں گے تو دو رات کے اس پیڑھی میں خود بخود
حقانیت کوئی اور کام دکھا رہا تھا۔“

”کیونکہ کہتا ہوں اصرار! تبھی ان کے دروازے پر
مطر ہے۔“

میں نے صحت سے مشکل بچا ہوا ہوں۔

میں نے اس کا ٹھکانا ملا۔ نکل ہوئی رہی مگر
میں نے اس کا ٹھکانا ملا۔ نکل ہوئی رہی مگر
میں نے اس کا ٹھکانا ملا۔ نکل ہوئی رہی مگر

سما کی بلالڑا رہی تھی اچانک میں سوجھ بوجھ دھندلے دوڑوں
 ہر صف کی تجربت اور ذہانت کے سلسلے میں ان سے ایسی
 سادہ سادہ باتیں کہ جس سے ہر شخص کو دلچسپی ہو
 غرض اس سلسلے میں اصل جو ہو گیا ہے وہ دونوں طرف کے
 جو پیش کیے گئے ہیں اور دونوں کا کوئی بھی نقصان پہنچا
 ہے۔ لہذا اختلاف باہمی قانونی کارروائی کے بجائے مک
 ہوئی ہے۔ اس لیے یہ گریڈنگ اس میں تاخیر نہ ہو جائے
 ہر صف کی کارڈنگ میں دیکھیں اس کے سرکاری پتے بھی
 ان کے ذریعہ سے تعاون پر ہر صف کے عمران کا کام
 اور اس کی ادارت میں اور ان میں ہر صف کے سرکاری پتے کا کام
 ہر صف کے اس کے آئے کے اور جس کے سرکاری پتے کا کام

کئی کئی گھر میں دروازیں جاکھن اور پکڑے اور قیر و جل
میں سے پیسے کے ساتھ تک دروازیں کا چھو گیا اور
تو انھوں نے شرم و گھر کے دروازیں آگیا۔ عمران اور
بھی وہیں موجود تھے۔ یہاں پہنچتے سے پہلے ہی
حالیہ پیر محمد بھٹا تھا۔ بہت سے لوگ قتل کی
رہائی بھی کر معارف قتل اداکاروں کے ہم فعل
تھے اور انھیں استعمال کرنے کا سہرا سے منتظر تھے
جا رہا ہے۔ یہ کام انھوں نے گروپ کے لوگ کر
تھے۔ اگر لاج کی حیدری پر عمل کرتے ہوئے جاوا
تھے اور ملے سے ملے جاتے تو انھوں نے ان کی دلی
روڈ والے گھانے سے پہنچتے تو ہمیں بھی دلی

فول والے معاملے کا پتہ نہ چلا۔
آغا زہور باغا کا کھمکھم قسم کے لوگ "فلینٹ
طرز کی مہم پر نکلے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ اشتہار بازی
و سلسلے سے معروف چروں کے ہم کھل چرے تلاش
ہیں۔ ان کی چھاننی وغیرہ کی جاتی ہے اور آخر میں کچھ
شہ کے کچلے سرطیں پہنچا دیے جاتے ہیں۔

میں نے کہا جو کرکڑے بدلے۔ خوب بھوک لگ
 حمران نے قرعہ بازار سے گرم نان، سرخ چنے اور
 خشک ریڑی میڈ کھانا منگوایا۔ سویت دھن کے طور
 ی قانونہ تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر میں برتن سیٹ
 بچے سے سل فون برصرت کی کال آئی۔ ”ایلو“

”اس کا کیا حال ہے؟“ میں نے پوچھا۔
 ”میں جاگل ٹھیک ہوں بھائی جان! لیکن یہ آپ نے
 چلا ہے۔ باقی بتا رہی تھی کہ جو سب کا کوئی ٹروٹی
 ہے اور چوٹ آئی ہے اسے... کھائی؟“
 ”اس کا ایسا ہوا تو ہے۔ اس کی کڑھائی ہو گئی تھی“

یاد رکھو! اچھے اثرات سے ایک طرف بنایا۔
 بہت کم دور گریوے دیش چلے گئے۔ وہ روشنی کے اعزاز میں
 بنایا۔ وہ دیش کی رات کے چمکنے والا معاملہ تو نہیں۔
 جن لوگوں نے سہل کا بھڑا ہوا تھا، وہ اسے اور اڑھار کا کرنا
 بنایا۔ کھڑے کر کے ہوں گے۔
 میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اسی دوران میں میرے
 فنون کی تین ہونے لگی۔ میں نے چنگ کر دیکھا لیکن یہ
 سہل کا فن ڈھول کا گھبراہٹ۔ گھر سے نکل کر سب میں رہے
 کے بعد میں نے کمال رہی ہوئی۔
 بعد میں خاموشی ہی پھر ڈھول سے پریشان آواز میں
 کیا۔ کیا بات ہے، سہل فنون کیوں ایٹھ نہیں کرے؟
 چمکنے دیکھنے کے کوئی کر رہی ہوں۔
 ”وہ دراصل مجس نہیں گھبراہٹ تھا۔ ڈاکٹر نے چنگ کا
 انکشاف کیا ہے اور ڈھول کو زبردی ہے۔ وہ سو گیا ہے۔“ میں
 نے سوچی آواز میں کہا۔
 ”آپ اس وقت کہاں ہیں؟“
 ”اپنا محل میں ہی ہیں۔“
 وہ ذرا توقف سے ہوئی۔ ”میں پریشان ہوں۔
 کہیں... آپ لوگ مجھ سے کچھ نہیں تو نہیں رہے۔ آخر...
 آپ جانتے ہیں کہ کچھ آپ اپنا محل میں ہیں؟ آخر...
 چھاپے والے کوئی بات ہے؟“
 ”مجھے اپنے والی کوئی بات نہیں۔ سہل کا خیال تھا
 کہ وہ چار ٹھکانوں میں اسے کھڑے ہی جاتا ہے پھر کمروں کو
 تخلیق، اپنے کا فائدہ۔ ابھی وہ جاتا ہے تو میں اس سے اپنا
 ہوں کر کہیں فنون کر لے۔“
 ”ٹھیک ہے... میں... اسے انکار کر رہی ہوں۔“
 ”اوکے... میں نے کہا۔“
 بات ختم ہوئی کی میں فنون بند ہونے کی آواز نہیں
 آئی۔ میں نے فنون کا سنے لگے رکھا۔ شاید وہ کچھ اور بھی
 کا ہوا تھا۔ چند کچھ ابھی اس کی آواز ابھری۔ وہ بدلے
 ہوئے کچھ میں بول رہی تھی۔ ”تاہن...“
 ”ہاں۔“
 ”مجھے حاف کہہ دیں۔ میں نے آپ کو بہت دکھ دیا ہے۔“
 ”یہ کچھ ہے نہ کہ زیادہ عزیز ہنر ڈھول۔“
 چند لمحے خاموشی ہی پھر وہ دل گیر آواز میں ہوئی۔
 ”میری ایک بات مان میں تاہن... آپ شادی کریں۔
 میں نے آپ کے لیے بڑی دعا مانگی ہیں۔“
 ”میں نے آپ کے لیے بڑی دعا مانگی ہیں۔“

ہے، آپ کو بڑی اچھی لڑکی ملی۔ وہ آپ کے پردہ کو
 میں بدل سکتا۔ مجھے یقین ہے۔“
 ”مجھے میرے حال پر رہنے دو ڈھول! میں اچھا
 ٹھیک ہوں۔ اور نصرت کی باتوں پر نہ بنایا کہ وہ دو کچھ
 کہتی ہے، وہ اس کی اپنی سوچ ہوتی ہے۔ میرا اس سے کچھ
 تعلق نہیں ہوتا۔ وہ بچہ تم پر کوئی دانا ڈالے تو خود مجھے
 بڑا لگتا ہے۔
 وہ دہریا کی آواز میں ہوئی۔ ”اگر آپ بادل میں ہیں
 تو مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ آپ ٹھیک نہیں ہیں۔ کیا میں
 دل پر ہوتے مجھے حاف کرتا ہے۔ میں میں خود کو کچھ
 میں بڑا محسوس کرتی ہوں۔ کچھ تاہن... کچھ... کچھ... کچھ...
 کر رہی۔ مجھے آواز کر دین اور میں تب ہی آزاد ہوں گی۔
 جب آپ ٹھیک ہوں گے۔“
 میں نے کہا۔ ”اگر آپ اور گوری بی بی موجود ہیں
 پریشان کرتی ہے تو میں دور چلا جاتا ہوں۔ کوئی کرتا ہوں
 نہ کہیں دکھائی نہ دوں۔“
 اس نے کچھ نہیں کہا۔ میں اس کے سامنے کی دم آواز
 آتی رہی۔ چند کچھ اگلے دن سے بھر گیا۔
 میری پریشانی میں اضافہ ہوتا تھا۔ ڈھول سے
 سہل کے سہل کے فنون کا انکار کر رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا
 تھا کہ اپنی غمزدگی دیش میں سہل سے رابطہ کرنا تھا۔ لیکن
 سہل میں نہیں تھا۔ وہ اپنا محل سے تپ ہو گیا تھا۔
 وہم اور اس صورت حال سے پریشان تھا۔ میں جب
 فنون پھر ان سے بات کر رہا تھا وہ نہیں کہہ سکتا تھا۔
 اس نے چاہا تھا کہ آپ پر معاملہ نہیں جانے دے۔
 وہاں اس کے پاس تھا۔ کچھ چاہتا تھا۔ لیکن اسے یہ دیکھ رہا ہوا
 کہ سہل کا بچہ کچھ جانے گا اور چاہا جانے گا کہ کچھ رات
 وہاں تھا۔
 میں حیران کے پاس گاڑی میں بیٹھا۔ اس نے پوچھا۔
 ”تمہارے چہرے پر ہوا کیاں کیوں آ رہی ہیں؟“
 ”براہی اس سارے معاملے میں طرے میں
 ہوں۔ ڈھول کو پتا ہے کہ سہل کے ذہنی ہونے کے بعد اس
 کے ساتھ میں تھا۔ میں اسے اپنا محل سے لے کر گیا تھا۔ اب وہ
 سہل کے بارے میں بات مجھ سے پوچھ رہی ہے۔
 تو کوئی بات نہیں مجھ کو اعراض لیتے ہیں اسے۔
 امید ہے کہ اسے جانے گا اور اگر نہ ہی کچھ حاف سے
 اچھا رہی ہے۔“

ڈھول کے ذہن میں کئی اچھی سی بات آتا ہے۔
 میں اور حیران اپنا محل کے سامنے سے سہل کی
 حیران میں روانہ ہوتے۔... کچھ قریب چار گھر سے میرے شری
 میں... کچھ گھر سے گھر سے۔ کچھ اپنا محل میں گئے۔
 حافوں وغیرہ میں پتا کرنا تھا وہ سب میں نہیں دیکھیں
 حیران سہل کے پاس جانے کا ارکان ہو سکتا تھا۔ ہم گھر
 میں غائب ہو گیا تھا۔ میں نے سہل کی خادمہ میں سے
 حاف سے سہل کے ایک اور دوست اور کچھ پتا چلا دیا اور
 پھر ان کے بارے میں پتے میں اور کئی ایسے مکان سے پتے
 سہل کی موجودگی کا امکان تھا۔ اس ساری بھاگ دوڑ کے
 دوران میں میں اپنی طرف سے بھی قضا رہتا رہتا تھا۔
 صرف دو دن پہلے میں گاڑی میں لوگوں پر چڑا کے فنون
 سے ہمارا گھر پر کرنا ہو چکا تھا۔ وہ لوگ ابھی اس پاس
 موجود ہو سکتے تھے۔ میرا حال، اس وقت میں بھی غافل نہیں
 تھے۔ حیران گاڑی کے کچھ خانے میں ڈھول داخل اور
 گاڑی روانہ تھا۔ کالی ایٹھ نہیں تھی۔ قضا کی طور پر میری ہم
 پڑی حیران چار گھر۔
 حیران کی طور پر سہل کا کوئی کھوج کا اور ڈھول کی
 طرف سے کوئی رابطہ کیا گیا۔ اس دوران میں میں چار گھر
 ڈھول اور نصرت کے کالو میرے کسٹون پر آگئی ہیں۔
 میں نے انہیں ایٹھ نہیں کیا۔ میری حیران میں کچھ نہیں کو
 حیران حیران کر رہی تھی۔ میرا حیران بار بار شری پانی کی
 طرف چارہ تھا۔ اس ہمارا حیران سے کسٹون کو تو نہیں تھا
 حیران پر حیران ہوا۔ لیکن حیران میں شری پانی کی
 طرف روانہ ہونے سے پہلے میں نے ڈھول کا کرنا
 حیران کیا۔ رابطہ ہوا اور وہ پریشان آواز میں ہوئی۔ ”سو
 آپ کہاں کر رہے ہیں؟ میں حیران جان کال رہے لگا؟
 آپ سہل سے رابطہ کر رہی ہیں؟“
 میں نے غصے سے ہونے نہیں کہا۔ ”ڈھول میں
 نہیں ہیں۔ بارے میں کچھ ہوتا تھا چاہا ہوں۔ وہ دیش
 تو اب ٹھیک ہے لیکن ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔“
 ”کیا ہو گیا ہے؟“ ایک حیران پانی کی حیثیت سے
 ڈھول کے کسٹون میں آئے۔
 ”وہ اپنا محل میں نہیں ہے۔ میں نے کچھ دے کے لیے
 کچھ دینے پر نہیں کہا تھا۔ ابھی آتا ہے وہاں چاہا تھا۔“
 ”چاہا تھا؟ آپ خود دیکھ لیں کہ وہ وہاں نہیں ہے
 تھے۔“ ڈھول نے قریب چاہا تھا۔
 ”فون کی ڈھول ہمارا ہے کہ وہ دے گئے تھے۔ وہ

پہلے سہل سے باتیں کرتے رہے۔ پھر سہل ان کے
 ساتھ کچھ جتنی میں دور دے کے اس کی طرف چلا گیا۔ اس
 نے کہا کہ وہ کچھ جتنی میں جتنی دے رہا ہے لیکن
 وہ آئی نہیں۔“
 ”اووگا ڈھول میری کچھ میں نہیں کہتا۔ آپ نے کو
 باتیں کر چھ آپ کہاں؟ کس اپنا محل سے بات
 رہے ہیں؟“
 اس سے پہلے میں جواب میں کچھ کہتا تھا ڈھول سے
 فون کی اور نے لے لیا۔ یہ ایک بھاری بھاری کسٹون
 آواز تھی۔ یہ چلا کر یہ سہل کے والد قادیرو صاحب
 تھے۔ وہ دسے سے حیران آئے جتنی شری پانی
 تھے۔ انہوں نے پتے ہونے لگے میں مجھ سے موجود
 حال دریافت کی۔ میں نے وہ سب کچھ بتا دیا جس سے
 پہلے ڈھول کا تھا۔ انہوں نے اپنا محل کا نام پوچھا۔ میں
 نے اپنا محل کا نام بتا دیا۔ وہ بولے۔ ”میں چندہ میں
 حیران اپنا محل کا کرتا تھا۔“
 میں نے انہیں بتا کر کہ میں اپنا محل میں نہیں ہوں۔
 سہل کے ایک دوست کے ساتھ ہی اس کی تلاش میں لگا تھا
 ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ ڈھول کی موجود ڈھول انہیں
 ساری تفصیل بتا دے گا۔
 ڈھول کے گھر والوں کا اپنا محل میں سے خود
 قندے کے کسٹون کیا۔ میرا حیران بار بار شری پانی کی
 طرف ہی چارہ تھا۔ وہ سہل کے لپا ہونے سے صرف وہ
 حیران پہلے اس سے ہے۔ اپنا محل میں۔ پھر وہ
 حیران کے کسٹون میں لیکن یہ بات کو کچھ نہیں تھی۔
 شری پانی اور سہل کے درمیان صرف کا اور کا کچھ
 تھا۔ وہ شری حیران قندے چاروں پہلے وہم اور دے
 ہی استوار ہوا تھا۔ پھر میرا چاروں اٹھکوں والا حیران
 کی یاد اور حیران شری پانی کے ساتھ سہل کی حیران
 بری کے لیے آتا تھا۔ اس کی آٹھوں میں سہل کے لیے
 غیر معمولی توجہ اور دیکھی تھی۔ میں نے یہ سب کچھ حیران کے
 گوشہ ذکر کیا۔
 وہ بولا۔ ”بات کچھ نہیں آ رہی۔ شری پانی
 میں کچھ جتنی میں کوئی کتبہ کا تب کر سکتے ہیں لیکن سہل
 قادیرو کی جیسے جیسے ستاسی سالہ بندے سے انہیں کچھ نہیں ہو
 سکتی ہے؟ پھر یہ کچھ فون اور تانہ والا معاملہ میں کتب
 رہا۔ اس میں ہی بات کی طرف دھیان جاتا ہے۔“
 ”کیا؟“
 ”کیا؟“

[illegible]

”تمہاری بات خارج الزمان نہیں عمران... لیکن تمہیں کیوں مجھے ایسا نہیں لگتا۔ اپنا دل کھینچے کہ کچھ ہی دور بعد یوسف نے ان پر اپنے ہمراز دوسم سے ہونے پر بات کی۔ اسی لمحے اس کھٹکے کے دوران میں، اس جگہ کا سلسلے پر سونو کا غماں میں بڑے غور سے یوسف کے چہرے کا جائزہ لیا۔ ہر بار مجھے کھٹک حاکم شاید دوسم سے شاربہ پانی کی دھوکا دیا ہے۔ اسے ہمارے سونو کی بات کرتے لیکن مجھے نہیں لگتا کہ اس نے اپنی بات کی ہو۔“

میری اور مرغان کی کھٹکے کے بعد یہ ضروری محسوس ہوا کہ کم از کم ایک بار شاربہ پانی سے بات کریں اور اس واقعے کے بارے میں اس کا دل کا معلوم کریں۔ ایک بار پھر قہار کرم سید سے شاربہ پانی کے بارے میں پہلے پہلے پہلی بار شاربہ پانی کے کوئے پر پہنچنا ہمارے لیے ایک ناطہ سے غائب ہو گیا۔ بات ہو آقا۔ وہاں جاوا کا کوئی مرگ کا سوچو دھارا۔

میں نے سید کیچان لیا تھا۔ وہاں سے آگ ہمارے پیچھے آئے تھے جس کا نتیجہ ہوئی کہ لڑائی کے زور اور لڑائی کی صورت

ہو گیا تھا۔

دوسری صورت ہے جس کی کہ خود باوجود اس میں جاتے
ہے جیسے جبریلہ فرشتہ شارب پانی سے رابطہ کریں اور اس
پانی کے ذریعہ میں مرنے کے پاس شارب پانی کے پانا کاٹنے
کے بعد فرشتہ سوجھ دھکا۔ وہ گاڑی میں بیٹھے جیسے اس نے کال
کرنے کی کوشش کی۔ پہلے دو عین باتوں کی سے خون اٹھایا
پانی پھر کئی دال کے پانی سے کئی اینٹوں کے سے پھانچا
جانے سے لے کے پانی بول دیا تھا۔ مرنے سے اس نے
کے کہ حیثیت سے بات کی اور اسے کہا کہ وہ شارب پانی کو
نہ پے پائے۔۔۔ اس نے پانی سے لاکھ بیٹھے پے ہاتھ رکھا اور پھر
لے کے مرنے کے پانی سے لاکھ کہ وہ وہ داکھا کہ سوسہ تھیں۔ اس
سے پہلے کہ مرنے کی طرح کی "آزگوینٹ" کرتا خون
اس سے بند کر دیا۔

عمران نے دوبارہ کوشش کی۔ اس مرتبہ بھی تین

چار مدت بعد کال اینڈر ہوئی۔ پہلے وہ کلا دیو جی میں
بکٹ تھا۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ بدشعری سے بولا اور
لوٹن بدکرہ...
عمران نے اسے قاتل نہ دینا چاہا۔ وہ سنیں جو اس میں
ملتا ہے اسے انکسپر سے رابطہ کیا... یہ وہاں کا ایس اے انجی
تھا۔ عمران کے ساتھ اس کا خلاف راجا جاسے جھگڑے سے
ان میں ہوا تھا۔ جانی سے شوکت نے جی ایس انکسپر کو
پری مادی صورت مالی بتائی اور اسے کیا کوشش کرے گا
کوئی ہے۔ پھر اسے اور انڈازو کے لئے کیا کوشش کرے گا
کیا کوئی ایسی چیز ہے جو انکسپر کو اس کے خلاف
تیس اور کرے تو کہاں تک ہے۔ انکسپر شوکت نے جین ہند
کیا تھا اور خاصا حال جس کی تھا اس نے کہا کہ وہ مکمل
بے ہوشی کے ایک بندے کو کرنا کہہ رہا تھا جسے اب یہ
بے ہوشی کے کسی صاحبزادے کی جگہ ہے اور ایک ہونڈا
میں اسے بند کر دیا تھا۔
تم انڈوزو کے خلاف گھر واپس آ گئے اور اے قمری
اسے انکسپر کے لون کا بھی اکر کرنے گئے۔ اس دوران میں
اسے پھر شوکت کی کال آئی۔ لیکن جسے شوکت کی بہت نہیں
پہنچا۔ پھر اس میں تھا... اس کی باتیں سنیں پھر جی جی کو
دور اور محسوس کر رہا تھا۔ قمری نے جگہ سے ہٹ کر انکسپر کو
فرمان کے پکڑ کر کال کی۔ عمران نے انکسپر کو کہہ
کر کسی بھی انکسپر کے ساتھ ہونے والی گفتگو میں
انکسپر نے کہا۔ ”عمران صاحب! یہ بڑا بڑا دھمکی
کر رہا ہے۔ اسے اس کے ساتھ اسے شعل سے بچا لے۔ اسے
بات کا انکسپر سے اس کی گھبراہٹ والی کوئی ہے میں
نے بکھڑوں نے اس کے اس کا ایک پتہ مقرر کیا ہے۔ اسے
پہنچا لے۔ اسی سے وہ پتہ دھمکی کی حمایت کے لیے
پہنچا لے گا۔ یہ پتہ جیل اور اس بات سے داخل انکار ہے
اسے پتہ ہے کہ میں اس سے اس کا کوئی گھر ہے۔ اس کا
اسے کہہ دینی چھوٹی سے میں ہی کیا ہے... وہیں
پہنچا ملتا ہے۔ مگر میں تھا، وہیں سے کہہ کر اسے اور
داخل ہو گیا ہو۔ اسے امید ہے کہ وہ جگہوں میں
طرف سے کوئی فوننگ نہ کرے گا۔
عمران نے بچہ چاہا۔ ”وہ بندہ تھا جو میرے
اس کے ساتھ تھا؟“
”اس کا نام شہر ہے۔ وہ بازار کی کا بندہ ہے۔
اسے ایک بازار بھیہہ پر لایا ہوا ہے۔ میں اس سے بھی
پہنچا لے گا۔ اسے اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ

عمران نے اسے قاتلانہ دو حملے میں ملوث نہیں سمجھا۔
 ملتان کے انچارج پولیس کے رابطہ کار... یہاں کا انکوائری آفیسر
 قاتلانہ حملے کے ساتھ اس کا تعلق یا رابطہ ملتا ہے۔
 اور اس میں ہوا۔ عمران نے خود کو انچارج آفیسر کو ملوث
 نہیں سمجھا۔ یہی صورت حال ہے اور اسے کیا کہہ کر ثابت ہو جاتی
 ہے کہ وہ اپنے ساتھ قاتلانہ دو حملے میں ملوث نہیں ہے۔
 قاتلانہ حملے کی ایک صورت کی گمشدگی والے معاملے میں ہے۔
 ملتان اور کراچی کے پولیس کے ایک ایک ہے۔ انچارج آفیسر خود ملوث
 تھا اور خاصا معاملہ حل نہیں تھا۔ اس لیے کہ وہ دو حملے
 میں سے ایک سے بڑے کو کرنا کہہ کر جارہا تھا لیکن اس پر
 پولیس نے کہہ دیا ہے کہ یہاں پر انکوائری ہو چکی ہے اور ایک دو حملے
 میں ملوث نہیں ہے۔

تم اندرون دروازے سے گھر واپس آئے اور فریادی
سے اچکلے کے کون کا اظہار کرنے لگے۔ اس دوران میں
باب درخت کی کال میں آئی لیکن جیسے ہیستے کی جست میں
ہوئی۔ اسے قصور وار نہیں سمجھا۔ لیکن جب اچکلے کی چڑچڑی ہوئی
موراد کے موراد پر کھڑا۔ قریباً اچکلے کے لیے بعد اچکلے شوکت
فرمان کے موافق ہی رہا۔ فرمان کے استیذان کرنا
کے میں بھی اچکلے کے ساتھ ہونے والی گفتگوں سکون
اچکلے نے کہا: "عمران صاحب! اشارہ پائی واقعی دروازے

[illegible]

”اس کا نام شیر احمد ہے۔ وہ بازاری کا بندہ ہے۔
 نے ایک چائزا اٹھکے پر لیا ہوا ہے۔ میں اس سے بھی ملا
 ہ۔ وہ کہتا ہے کہ تو بونہی شاد۔ بالی کے ساتھ گڑی میں

[illegible][illegible]

گمراہے گا جو عمر بھر تک قید لگا کر قتل ہوا وہ اور اس کے شوہر سے
 سے ہی کیا تھا۔
 اور اس وقت درویش بڑا دلکش تھا۔ وہ ایک صاحب قریب سے
 "جی ہاں۔ یہ ہم یونین سے نہیں، امریکا سے لایا گیا تھا
 "جی تو یہ درویش بڑا دلکش تھا۔ وہ ایک صاحب قریب سے
 کرتے رہے۔ اس کے منظر پر اپنے "خدا دہلی" پر اس
 سٹیل میں ایک لپٹا چڑھا خوشامد۔ ہم میرا مطلب ہے،
 پروگرام چھوڑ دے والا ہوں۔ اس کا "ڈی بی" کرنا آئے
 دیکھ، وہ بتا رہا تھا کہ وہ بول دے گا اور یہ کہتا ہوں
 نہیں کہ اس کی عمر چھوڑ دے گا۔ اس کے پہلے میں بتا رہا تھا
 "جی ہاں۔ اس کے منظر پر اپنے "خدا دہلی" پر اس
 رہے ہو۔ جان کنہا میں واقعی بتا رہا تھا کہ ہوں۔ حضرت
 تو میرا کا امتحان دے رہی تھی۔ اس کا بتا رہا تھا کہ یہ چاہتا ہے۔ اس
 کی عمر کی کتاب اچھی میں پڑی تھی۔ میں نے بتا رہا تھا
 بدل دی اور اس کی جگہ اپنے ایک کی بتا رہا تھا۔ نتیجہ یہ
 لکھ کر وہ اس کی سرکشی نہ رہی اور وہ بھی ہوں سے
 لپٹا ہوئی۔
 "جی ہاں۔ والے اپنے ارد گرد والوں کی دعا ہی ملے
 کرتے ہیں۔ یہ بتا رہی تھی اور ایک کھڑا ہوا۔ وہ
 شریک ہو گیا تھا اور اب یہی کس قسم خرابی سے بچنے کا
 جواب داتے کے بچنے والے تھے۔ یہ ایک اور
 ایک ایڈی کی رات تھی۔ خوش گوار اور پارٹی میں اس اور
 عمران جیانی کی لڑائی ہوئی ایک سوسٹ میں بیٹھے اور شریک
 چاہتے کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہم پورے انتظام کے ساتھ
 جاتی تھی۔ گاڑی کے پیچھے میں ٹریفک نور اگل اور
 اس کا دفتر ایجنسی موجود تھا۔ ہم دونوں کے پاس میرے
 ہونے میں تھی۔ میرے پاس وہ لوگ بھی تھے جو
 چند روز پہلے میں نے ٹیکسٹر میں عہدے سے حاصل کیا تھا۔ اس
 کے علاوہ میرے پاس ایک اور ایک تھا اور اس جگہ اس جگہ
 حاصل کر کے جو میرے انتظام میں اضافہ ہوا تھا۔
 وہی جاؤ تھا جسے جانچ کر نامزد کیا تھا۔ یہ جاؤ وہ عہدے
 حاصل کر چکا تھا جن کی اس کے پاس ایک ایک ہے۔ میں نے
 بتایا میں تھا۔ وہ اس جاؤ کے حاملے سے بھر کر کھری
 چاہتا تھا۔ میں نے یہ کہہ کر دیکھی کہ عمران نے میں نے جڑ
 خواہ پہلے دے تھے۔ حیران چار چار انگلی سے دے لیے
 اور راجا نے جاؤ اور دیکھ کر دیکھی کہ اس کے
 ہمارے عہدے کا کیا تھا۔ وہ بالکل دوسری ٹاپ کا بند
 تھا۔ اس کے علاوہ وہ دیکھ کر قریب ایک اور بند

افراد بیٹھے ہی سی آر پر اٹھیں ناچ گانا دیکھ رہے تھے۔ اچھے
جمہور تھا۔ یہ تھا اور سکرٹن بھی نکدے تھے۔

(۱۹۷) اکتوبر ۲۰۱۲ء

سنا چائے غارت بھی تھا جہاں لٹری کی چمپوں پر مزدور غارت
جاسوس ٹانجیٹ

ہو گی حرا سزا دی۔ یہیں کہیں جس کے قلعی ہو گی۔

اپنے مالک کے پاس۔ بہت بُرا انداز ہے۔ مہم...

جی اسی بہت جیسی کہ اسے افکار نکلیں۔ شاید کسی بھی جگہ اسی بہت نکلیں۔ وہ جیتا کرتا ہے دوسروں کا۔ خواص زاوی کی انھوں میں آنا آگے۔

”وہ کون؟“ میں نے پوچھا۔

”تم... مجھے نام کو تو فیک ہے جنکس۔ اسے بھائی بھائی کہتے ہیں۔ بڑے بڑے پال رکھے ہیں اس نے۔ میں صدمہ کھاتے ہیں اس کی کال کی کوئی ہے اس کی۔“

”تو تم اس کے در سے بھاگ آئی ہو لیکن آج کی رات تم جی بھی تو کل گھر بھارے لیے مصیبت آجائے گی۔“ میں نے کہا۔

”ہاں، تو ہے۔“ اس نے مری مری آواز میں جواب دیا۔ ”اس کے لیے تو ہر ایک کھڑے کی کھلی کی طرح ہے۔ بڑے لیے بھائی ہیں اس کے۔“

”مرحمان نے سڑک سے ملگتے ہوئے کہا۔“ اس کا کوئی اتنا چہرہ بھارے پاس۔

”لوکی نے افکار میں سر ہلایا چکر دیر تک سوچ کر بولی۔ ”آپ کی کارو سے؟“

”تم دیکھی ہو کیا کرتے ہیں۔“ ”مرحمان نے قس نے لے کر کہا۔

”نہیں۔ لیکن وہ بہت خطرناک ہے۔ آپ کو لوں کے اگاز سے سے زیادہ۔ بڑی ہانکا۔ بھائی کئی ہانکا اسی سے دھکی سول نہیں لے سکتی۔ سارا بازو رات ہے۔ آپ تو بس۔“ اتنا کر بھی۔ کچھ گئے ان گیلے سے باہر نکال دیں۔ بڑی سڑک پر بھٹ کر گرنے کی دھمکی سے رکشا لے لوں گی۔

”بھڑک کر دئی؟“ ”مرحمان نے پوچھا۔

”اس کا سبب یہ نہیں تھا۔ وہ دوسری آواز میں بولی۔ ”اور کچھ نہ ہوا۔ تو۔۔۔ وہ کہتے کچھ خاموش ہو گئی۔

”بھڑک کر؟“

”تو کوئی زہریلی چیز کھاؤں گی۔ چاہتوں جیسے کی۔۔۔ یا کم از کم کچھ دلوں کے لیے اسپتال تو کھلی جاؤں گی۔“ وہما کا دھرو دی۔

”مرحمان نے کہا۔ ”دیکھو تم ہماری پتا دوش آئی ہو تم نے ہم سے مدد کی ہے۔ ہم کچھ بچے تھے دلوں میں سے نہیں تھا۔ جس کا ساتھ دیتے ہیں، اس کے لیے جان دے دیتے تھے جس اس بندے کا اتنا پتا نہ۔ تم نہیں دیکھتے دلوں سے ہیں۔ تمہارے کوئی تصمان نہیں ہوتے دینی گے۔ اگر کچھ ہو گا تو کادہ ہی ہوگا۔“

”وہ تذبذب میں تھی مگر وہ مرحمان ہی کیا جس کی کے

تذبذب کو اپنی جاو جانی سے دور نہ کر دے۔ میں نے کئی اس کا ساتھ دیا۔ وہ دین صدمہ بھروسہ مضامین نظر آئے تھے اس دور میں اس نے اپنا پتہ غلط بتایا۔

رات اپنے چوک پر تھی۔ آسمان شفاف تھا۔ ایک سمت ہوا چل رہی تھی۔ یہ دور اس پر تھا لیکن اس کی کوئی رشتہ نہ تھا کسی بھی۔ دور ایک کھڑکی کے درستی پر دے پکے بار بار ایک تادم سے لے کر بازو دکھاتے تھے اس کی دست و پان سالی دھکی دھکی۔ رات میں ایک جیسے لڑکے گئے یہ ”سپ سبک“ کر رہی تھی۔ موسم نے عافیت دیا۔ پائیسے میں اے دل کیسے اسے ان کو چھوڑا۔

طولی گاؤں میں تھی کوئی ٹیڑھ طوائف نے اپنے جیلے گھر بیان میں جاو ڈالا اور ایک چھوٹا سا خوب صورت فون ڈھکی لال لال اس میں ایک ٹیڑھ زبون کر اس نے مرحمان دکھایا۔ ”ایک گھر ہے اس کی۔“ وہ بولی۔

”مرحمان نے وہاں بیٹھے بیٹھے اپنے سبیل فون پر ٹیڑھ کر اس کا دوسری طرف سے ایک کرفت آواز ابھری۔ ”کون ہے؟“

”مرحمان نے کہا۔ ”شارہ جی کے اڈے سے یہ مل رہا ہوں۔ بھائی سے بات کرو۔“

”سلطان بھائی ہے؟“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”ہاں۔۔۔ ہاں۔“ ”مرحمان نے کہا۔

”سلطان کے نام پر میرے ساتھ ساتھ مرحمان کی قدر سے چلا۔

”تم جی صدمہ ہو ایک بھاری دنگ آواز دین کے آتیکر پر ابھری۔ سخت کڑوے سے کہیں پوچھا گیا۔ ”کون ہے؟“

”میرے جیسے میں سننا بہت دھڑکی۔ شیبے کی کوئی گھنٹا گھنٹا دھکی رہی تھی۔ سلطان نے کئی ہی آواز دہمکی۔ مال روڈ ہوا تو میں میں مرحمان نے کئی لوں میں اپنی کئی سوراخ کر دیا تھا اور اس پر سحر تہ تیہ دیا تھا کہ اس کی ”کچھارہ“ سے کچا کر صاف کھل آئے تھے۔ وہ اب تک صدمہ ہوتا جا چکا تھا۔

”ایک گھر اس کی کرخت آواز دین پر ابھری۔“ ”یہاں کیوں نہیں۔“ ”کون ہے؟“

”مرحمان نے اطمینان سے کہا۔ ”میں تمہارا حق مر رہیے دار ہوں۔ تمہاری والدہ کا قصہ۔“ یعنی تمہارا باپ۔۔۔ مرحمان رات۔

دوسری طرف چند لمبے ستارہ رہا۔ اس وقت کے بعد سلطان چلا ہوا تو اس کی آواز میں کچھ بھوک رہے تھے۔ ”میں نے مرحمان پر رات دینا ہی آپ پر ہوا چکا ہے۔ آپ مجھے مارتے ہیں۔ میرا دھم ہے۔ میرے کھن کھن لاش نہیں۔ کی میں بھوکے ہوں جس کے جن کے بارے میں ڈی این ٹی ٹیسٹ دے دیا جائے کہ یہ یہ فلاں خراجہ دے کے ابھر جائیں گے۔“

”پلاس اس کی فیلوٹ کر دے گا۔ کیا تو یہ سب کچھ پہنچے ہی رہتا ہے۔ عیار سے فی الحال میں تم سے ایک ر بات کرنا چاہتا ہوں۔ ایک گھر کرنا کرتی ہے تم سے۔“ ”مرحمان نے۔

”میں تمہارے منظر سے پہلے ہر ایک سوا یک بار ملت ہوتی ہوں۔“ دار کے کھن کے بعد تم نے کچھ بھڑکی ہے۔ اس کی فیلوٹ تمہاری موت پر ہوتا ہے۔ تم نے برسوں رات کوٹنے اور تیرے دونوں پاؤں نے لالہ زار ہوں گے بھاکر جان جاتی ہے۔ یہاں جس میں بھوکے نہیں تھے وہاں کے اور صحت ٹھیک گھر باری کمال اتار گیا۔

”پاس میں نے کہا ہے کہ اس کی فیلوٹ آئے یہ ہو جائے گا۔ فی الحال تم سے ایک بات کہی ہے۔ میری درخواست ہے کہ تم مجھ سے بات مان جاؤ۔“

”کیا کیا چاہتے ہو؟“ سلطان نے زہر کا گھونٹ لی کر کہا۔

”ایک لڑکی ہے ظہیر۔ وہ یہاں میرے پاس بیٹھی ہے۔ بے چارہ بہت پریشان ہے اس وقت۔“

”کیا؟“ ”ظہیر؟“ ”سلطان کی آواز کو لڑکھائی۔ ”پیارا وی ظہیر جس کے بازووں پر تم نے کھن ڈالے ہوئے ہیں۔“ ”ظہیر ظہیر کیا ہوا ہے۔“ ”شارہ بے کوشے بڑھتی ہے۔“

”چھ کیڑی کی عوامی کے بعد سلطان چھٹکارا۔“ ”وہ کیا دل کر رہی ہے؟“

”اس کی بات کو چھوڑو۔ جو میں کہہ رہا ہوں اس پر حقوڑا مارا کرو۔“

”ایک کچھ چاہتے ہو؟“

”اس کو صاف۔“ ”درد یا بارود بہت ڈری ہوئی ہے تم سے۔ کیا اس کے زہر کو لو۔“

”پہنچا تو یہ بات ہے۔ کئی کئی ہے وہ تمہاری؟“

”سلطان نے کالج کو چھوڑا تھا۔

”کچھ گھر ضروری ہیں ہوتے۔“ ”اسانہ جی ایک رشتہ

”ہے۔“ ”مرحمان بولا۔

”پہنچا تو انہاں صاحب انہاں کی کوئی چیز ہے۔“

”جپ سوار ہوا چاہے۔“ ”پہری تم کی رسلو کر لی جاتی ہے پھر کچھ بولی ہو دینی پڑتی ہے۔“ ”شارہ پانی نے کئی دن راتوں کے بارے سے کچھ کچھ دھول کے ہوئے ہیں اس خراجہ کی کے۔“ ”تو اب آج ہی پڑے گا۔“

”مرحمان نے بدستور دیکھے کچھ نہیں کہا۔“ ”رقم واپس کر دینا ہو نہیں بلکہ اگر کوئی جرات نہ کرنا بھی ڈالنا چاہو تو ڈال لیتا۔“

”تم قس دلال تمہاں ہو۔ اگر وہ۔۔۔ کتنا تمہارے پاس سے تو اس سے بات کرنا ضروری۔“

”مرحمان کا وہ ضمیر ہوا۔“ ”مجھے کئی دیکھ رہا تھا۔ وہ پہلے ہوئے کچھ نہیں بولا۔“ ”سلطان نے اخذ نہ کرے یہ کوئی نہیں جانتی ہے۔“ ”اس کا اور میں نے کچھ نہیں سنا یا کچھ نہیں ہے۔“ ”خود جواب کو زہر حارہ ہے میرا۔“

”بات بڑھ بھی ہے سلطان۔۔۔“ ”اگر تو نے خد نہ چھوڑی تو میری آج کی رات میں۔“ ”آئے دانی بہت سی راتیں پر بارود ہوا۔ بہت بچتا ہے گا تو۔“ ”میرا نیز افریق کر دوں گا۔“ ”مرحمان کا پارا چہرہ چکا تھا۔

”کیا کر چکا تھا؟“

”تو کچھ نہیں کروں گا۔ میرا کچھ بھاروں کو خون خون پر کھڑے ہو کر کئی سڑکوں پر۔“ ”مرحمان کی آواز میں دل ہلا دینے والا گھبراہٹ۔ وہ ایک ”بڑے بڑے دھماکا“ ہے۔ بڑے بڑے دھماکا کے کچھ سے بات کرنا تھا۔ پھر کچھ کرنا کچھ تھی۔ میں بھی سنی محسوس کرنا تھا۔

”بوش سے بات کر رہو۔“ ”سلطان نے کئی آواز قدر سے دیکھی پڑی۔

”بوش سے بات کر رہا ہوں اور تیرے ہوئے میں فکارتے لگا دیا گا۔“ ”مرحمان ہلا۔“ ”اس کو اور یہاں نہ ہو لیکن مجھے پتا ہے کہ تیری ایک کھلی شادی تھی۔ اس میں سے وہ بڑیاں ہیں جن کی ایک بچہ شاز جی یہاں سوائی روڈ کے ایک گھر میں اپنی پہلی کے پاس رات ہے۔ دوسری خانہ جو وہاں میں ہے اور وہاں کا شاز جی پڑتی ہے۔ یہ بہر شاز ہے، اس کے پاس میرے بندے ہیں چاہے چاہے صدمہ کے اندر اس کے جا میں گے اور وہ دوسری کو تو نے دہی کیا ہوں گے۔ اسے وضو نہ بھی کچھ دینا ان سے زیادہ نہیں گئیں گے۔ اب خود حق لے چھو کیا کرنا ہے۔“

عمران کو آنکھ سے اشارہ کیا اور باہر نکل گیا۔ اس کے دو
کا کھیل بھی باہر چلے گئے۔ ایک طرح سے اس نے ہمیں
شار۔۔۔ سے تنگ کر دیا تھا۔

میں جانتا تھا کہ عمران نے جو آخری جملہ کہا ہے، وہ دراصل اندھیرے میں تیر چھوڑا ہے۔ اسے ابھی کچھ بتائیں

چند روز بعد میرے فون پر نصرت کا مہینچہ موصول ہو گیا۔ اس نے لکھا تھا: ”ابا بھائی بھائی جان! یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ مجھے بے سب سے کم ہونے کا لازماً دکھ نہیں، تو کہ اس بات کا پتہ کہ باہمی، اس کی کشمکش سے پریشان ہیں۔ وہ ایک بے خبر کے لئے نصرت ہے۔“

شہر پہ چلائی۔ "میں دریاں اترادوں گی کہ سمندر
 تپش میں حار ہوں گی۔ میں کوئی کراٹے کی کھوپڑی میں دھن
 کرتے والی ہنسی نہیں ہوں، میں شارب پانی ہوں۔ ہزار
 سب سے بڑی ڈانس اکیڈمی چلاتی ہوں۔ مصلحان و
 ہوں کہ لوگوں کو رات دن جہاز سے منہ میں ہڈیاں
 اڑان۔ میں ہزار احمک ٹکس سے نیرا جہاز سے تو بڑے مستر
 ٹکس نہیں ہے اور۔۔۔ اور مجھے کپڑے اتارنے کا کھرا

اور اس کی طرف سے جو جواب دیا گیا وہ تھا کہ:

اس پنکٹر کے نظر کا اب و بچے اور ماہر شہ پنکٹر نے شاہ بابائی کا بیانیہ کردار یا خاص سے بچے کے لیے پانی ملا۔ اس کے بیانیہ منہ میں دو اکل ڈھب پر آئی۔

اس پنکٹر کے ہم دونوں کو کمرے میں داخل ہوا تو شاہ بابائی نے بیانیہ طور پر شاہ بابائی کو دیکھا اور کہا کہ:

نظر کا بچہ جس کے بیانیہ شاہ بابائی اور اس شاہ بابائی

۱۲۵

میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔ ساتھ اور ایک اچھری پشت پر بیٹھ کر کتا بن کر غرا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب سی ہنسی تھی۔

میں تجھ کو اس کے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ حسود سب انہیں ہمارے عقب میں مسخرہ ٹھوکی رہی۔ عمران نے ہمارے سوال انہیں فریاد کو سمجھا دیا۔ "انہیں کتنے سب سے پہلا سوال ہی یہ تھا۔" یہ عمل انہیں دیر لگاؤ والا کام کہہ رہا تھا۔

"مجھے شک ہے کہ تم انہیں لیکن ڈیوڈ دوسال تو ہو گئے۔" "وہ اپنے بڑے بھائی کی پشت سے آگے بڑھ چکا کر رہا۔" "یہ کام تمہیں فرسوسا ہوا؟"

"میں قسم کھاتی ہوں، مجھے اس بارے میں شک نہ تھا۔ میرا قصور صرف اتنا ہے کہ سلطان چلنے کا میرے کوٹھے پر آتا جانا تھا۔ ایک دن... وہ ایک بڑے دم بھاری کوٹھے پر آئے۔ اس نے بتایا کہ میں ڈان جا رہا ہے۔ انڈیا کی کم کمائی میں اس کا دل آڑا سر ہوا۔ مجھے میری ہونٹوں سے اس کے ہاتھ لیے جواہر دیوانہ وہاں سے چھڑنے کے کام کر رہا تھا۔ سب پاکستان سے بھی لوگوں سے بھی اس کے تعلقات بڑھ رہے تھے۔ وہ یہاں کی کسی ٹورین کو انڈیا میں کام دلانے کی بات کرتے تھے اور لڑکیاں اس کے آس پاس رکتی تھیں۔ مگر ایک روز سلطان چلنے سے بھی بتایا کہ پاکستان کی ایک دو تاپ کلاس میں ہونٹوں سے ہمارے چہرے پر دایلی ہو گئی۔ عمران نے اس کی طرف سے کام نہ سنبھال رہے تھے۔ اس نے مجھے بتا کر عمران کی ایک کمرہ پر لڑکی کا ایک اچھے سے کفن کر کے کوٹھ ایک مشہور برائی کے ساتھ وقت گزار رہا تھا۔ میں فوراً اس کے پیچھے نکل کر آئی تھی جب وہ دن سب اس سلطان پر اپنا کھانچ کر دکھانا تو مجھے حیران کر دیا۔ آپ سب جانتے ہو، میرا تو پیشہ ہی بیانی ہے۔ گا کہ اور لڑکی کے درمیان رابطہ کرنا۔ اگر لڑکی کہے پر راضی ہو تو پھر ہمارے پیشے میں سب جا کر ہے۔

"لیکن یہاں تو دوبر کام ہو رہا تھا۔ کیا تمہیں پتا نہیں تھا؟" "انہیں کتنے پتے تھا۔"

"میں اسی طرف آ رہی ہوں۔ چار پانچ کا ایک بھگت نے جو میرے ملازم حنیف کوٹھ ہو گیا کہ وہ دوسرے کام ہو رہا ہے۔ اس کی بات اس کی کہ... مجھے لپٹا لیا کہ میرے کام نہیں کریں گے۔ لیکن جلد ہی میں پتا چل گیا کہ اب ہم کچھ نہیں بہت سکتے۔ جواہر میں آسانی سے پہچانے والا نہیں تھا۔ اگر ہم زبردستی چلے گئے تو نقصان اٹھاتا۔

جاوا... میں نے اس کی گائی دی کہ اگر کسی کوئی کاٹنے کا طریقہ نہ ملے گا تو سلطان وغیرہ اس سے خوش نہیں اور میرے پیاسی بھائیوں پر کوئی دھمکاؤں کے آئے۔" "میں اس کی بات نہ کر رہی تھی۔ اگر وہ میرے لیے فرما دیا ہمارے دیکھو، اچھا خاصا پاسنگی کتا رہی اور یہ صرف قادیانی جیسے موٹے مرنے سے بچا رہا تھا۔"

"میں نے بتایا ہے، جا، میں جا رہا ہوں۔" "میں نے تمہیں اس کی کتاب سے بھی ہوا۔"

"میں کچھ پورا نہیں ہے کہ یہ صرف کوٹھارہ سفر لگاؤ پتا چل گیا تھا۔ اس کے ساتھ کیا کیا ہے تم نے؟" "انہیں نے پتہ چل گیا۔"

"میں بڑی سے بڑی قسم کھاتے کو قہار تھیں، مجھے اس بارے میں شک نہ تھا۔" "وہ دوسری ہو کر رہی۔" "میں نے عمران سے کھنگھن میں چھپتے ہوئے کہا۔" "مجھے کتنے ہے انہیں اس کے ایک آدھ کھٹے کے لیے لپٹی ہوئیں کے حوالے کر رہی، بنا چاہا ہے۔"

"مجھے بھی اس کی لگنا ہے۔" "انہیں نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ سب انہیں انداز میں دو کمرے کے آگے شربت کا رنگ جلدی ہو گیا۔" "میرے ساتھ جیسا مت کرو۔" "لیکن ہم کچھ ہو جاتے تھے۔" "عمران نے کہا۔" "یوسف وہ اپنا دل لے گئے۔ اچھا کیا، کیا نہیں لکھا گیا۔" "میں سب معلوم ہے کہ تمہاری عمرانی کر رہی ہیں۔" "میں ان کے آگے اور چڑھتا ہوں کہ میرا سر ہی کہتے پر غور کرنے والوں نے اسے دودھانی کی تھی کہ وہ بھول چکا ہے۔"

ٹاپر شک ہو تو بڑے زبان بکھر کر رہی۔ عمران کا حیران رہنے کا حال تھا۔ حنیف سے حاصل کی کی معلومات میں ہمارے کام آ رہی تھیں۔ انہیں فریاد کوٹھ لے گیا۔ "تم مجھے پتا چل گیا کہ تمہارے سے نقل جائیں اور سب انہیں میرا کام کر رہے ہیں؟"

"وہ ایک دم رونا لے گئی۔" "دننگ عورت تمہی حالات کے مجھے سے ہیں اگر اس کی آن باں سارے پندرہ سیرت زور دیر ہو رہی تھی۔ وہ دھمکی۔" "جواہر بڑا خاگر نہیں ہے، اس کے سامنے میری کوئی چیز نہیں چل سکتی۔ وہ جہاں ہے، مجھے کرتا پتا ہے۔" "میں اپنی اور اپنی بھائیوں کی جان کے سوا کچھ نہ پتا ہے۔ اس کے جان کے میں نہیں سمجھتی۔ میں کوجر جانوں؟ کیا کر رہی؟ اس کا کتا وہ سلطان بڑے ہر وقت موت کے فرشتے کی طرف ہمارے سر پر سوار رہتا ہے۔"

"انہیں کتنے کہا۔" "قہار ہے وہ ادا میں بعد میں میں نے۔" "چکہ ہے تاکہ کہ یوسف کے ساتھ کیا کیا کرتے ہو گئے؟"

"میں قسم کھاتی ہوں۔ مجھے پتا نہیں کہ اس کی بات کیا ہے۔ بس اظہار ہے جواہر کا آرزو تھا کہ یوسف کو اپنا دل لے گئے۔ یوسف کو گھانا ہے۔ پہلے میرے طرف سے آیا تھا۔" "وہ ایک بندہ بھیسا گیا تھا۔ وہ ان کا قہار جواہر کی طرف سے آیا تھا۔ میں نے اسے کتلی باری رکھا تھا۔ میں اس کا دھمکنا نہیں تھا۔" "وہ میرے ساتھ اپنا دل لگا رہا تھا۔" "یوسف کو کتا تھا۔ جب اس کی کوئی قوت سلطان چلنے کے کوئل سے ان کا قہار ادا رہا۔" "اسے اپنا دل لے گئے۔ وہ اسے ویل چنیز بڑے آئینوں دین تک لائے اور پھر آئینوں دین میں داخل کر دیے گئے۔"

"وہ آسانی سے چلے گیا تھا۔" "میں نے پتہ چل گیا۔" "وہ آسانی سے کتلی کیا۔ انہوں نے اس پر متزل تانا ہوا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ کتول ایک پرکے کے لیے چلے گا اور کسی کو کتھر نہیں آ رہا تھا۔ انہوں نے یوسف سے کہا تھا کہ آئینوں میں میں ایک بندہ ہے جو اس سے دو چار سوال پ پتا چاہتا ہے کہ اس نے چاہا ہے کہ وہ اسے دین میں داخل کرے۔" "وہ رادی کے پتلے پر بڑے کتا دنی کی وجہ سے اسے جس جگہ کتھوں کے لیے میری طرف کمر والی کتھی میں دکھا گیا، اس کے بعد اس کے گئے۔"

"کہاں؟" "میں نے پتہ چل گیا۔" "مجھے شک ہے کہ تمہیں پتا نہیں۔"

"جواہر جاتا ہے، ان کا کتا تانا۔" "میں نے کہا۔" "وہ لوگ ان کا کتا تانا تھے، چنا ضروری تھے گئے تھے۔" "میری بات کا تمہیں کتا، میں شرم سے جھوٹ کر لیل رہی۔" "میں نے اس باتوں میں تفسیر و تفسیر والا کام نہ تھا۔" "تو یہ تو میری نہیں پتا کہ؟" "تفسیر والا، کتلی شرم ہے یا پندھڑ ہے۔ میں نے سلطان سے پوچھا بھی تھا کہ اس نے بات پتلہ دی۔ میں سمجھتی کہ وہ کتھوں سے تانا گئے۔"

"میں راضی ہوں کہ وہ لوگ یوسف کو کتھر والا تھی کہ اس کے گئے ہیں؟"

"مجھے بھی لگتا ہے لیکن اب اگر آپ لوگ جاہو کہ میں نے کوئی دودھ تو لوں تو انہیں ہونے کے وہ بہت غریبے لوگ ہیں، بہت ہی زیادہ خوشیوار۔ انہیں چل چلا گا کہ کہ نہیں شک ہے کہ گرتی ہے۔ اب وہ کچھ مرے

تک مجھ سے کوئی تعلق نہیں رہیں گے۔ اور کتھوں کے کہ بڑا بڑی کسی اور صورت سے وہی کام لینا شروع کر دیں جو میں کرتی ہوں۔" "میں چاہتی ہوں، مجھے تو ان کی طرف سے جان کا کچھ خطرہ ہے۔"

"عمران نے کہا۔" "تم قتل رکھو۔ انہیں صاحب قہار ہی حفاظت کا پورا انتظام کریں گے۔ بڑے امریکی اس میں میں پہری لڑکی کے لیے کتا لینا شرط ہے کہ ہم تم سے کچھ بھیجا دیت۔"

"وہ ایک بار پھر رو رہی ہوئی۔" "میری بات کا تمہیں کیوں کتا کرتے ہو... کیوں نہیں... مجھ سے جو پتا تھا، میں نے بتا دیا ہے۔ اب میری جان کتلی لالہ لوگے تو مجھ سے کچھ نہیں چھپ سکتا ہے۔ میرے پاس اب بتانے کو کچھ ہے نہیں۔"

"عمران نے گہری سانس لیے ہوئے کہا۔" "جیسا، چلو انہیں صاحب کو کتلی بتا دو کہ جواہر کے پاس کتلی ہر دن کتلی کی کتلی لڑکیاں ہیں۔"

"مجھے صرف وہ پتا ہے۔ ایک تو کتلی جس کے لیے یوسف نے بات کی تھی اور تم لوگوں نے بھی۔ دوسری وہ کتلی ہر دن کتھوں سے۔"

"یہ لوگ ہم کتھوں سے تلاش کس طرح کرتے ہیں؟" "انہیں کتنے پتے تھا۔"

"وہ کتلی۔" "ایک پتہ عیبت ہی وہی کتھوں سے تھا۔" "میں کوئی کتا نہیں لے گا کہ اس میں ہر پتے میں جواہر ایک بڑا کامیابی چھپتا ہے۔ میں اس امر اور مشہور لوگوں کے ٹانگہ لڑاؤ سے جانتے ہیں۔ زیادہ دھمکی لوگ ہوئے تھے انہیں کتھوں والے اخبار میں بھی اخبار دیتے تھے کہ انہیں انہیں فضیلت کے ہم کتھوں کی ضرورت ہے۔ پتھل پتھل مشہور چڑھتا ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی صورت کی مشہور چڑھتا ہے (سلیپر ٹی) سے ملتی ہے تو ہم سے رابطہ کریں گے۔"

"قہار صاحب ہے کہ جواہر وغیرہ کا رابطہ اس چھپن سے ہے؟" "انہیں کتنے پتے تھا۔"

"میرے خیال میں تو ایسا ہی ہے لیکن اس کے علاوہ بھی ان کا کوئی طریقہ ہو سکتا ہے۔" "شارپ نے بانی سے جواب دیا۔"

"قہار کیا خیال ہے؟" "میں نے پتہ چل گیا تھا۔" "عمران نے پتہ چل گیا۔"

"مجھے شک ہے کہ تمہیں... وہ... شارپ کہتے

اس وقت میں آپ کے ساتھ نہ ہوں۔"

"میں تو زبردستی چل رہا ہوں۔"

وہ ذرا توقف سے ہوئی۔ "آپ نے کچھ بولنے

ہے۔ میں کچھ ہی کہوں گی۔ مجھے آپ کی طرف سے نہیں

آپ کے دوستوں کی طرف سے کچھ بدگمانی ضرور تھی۔

ان کو جانتی تھیں۔ نصرت نے بتایا تھا کہ وہ بار دہا کر

والے لوگ ہیں۔"

"انگرم ان سے ملو گی تو تہااری راستے بدل جائے

ثروت۔"

"میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتی تاجن ہوں۔۔۔

ایک بار پھر کہوں گی۔ ہماری ملل ملاقات جتنی کم ہوگی

ہمارے لیے بھتر ہوگا۔ میں اب شادی شدہ ہوں تاجن کی

سے وابستہ نہ ہو سکتی ہوں۔ جینڈر... جینڈر... آپ میرے لیے

کوکاٹوں میں نہ ٹھہریں۔ میرے لیے وہ زندگی کا سب سے

خوشگوار دن ہوگا، جب آپ شادی کریں گے۔"

میرے دل پر گھونسا سا لگا۔ میں نے کہا۔ "انگرم جی

میں ابھی بس کو کرنا تھا جس؟"

اس نے سر جھکا لیا۔ رشتی رہنماؤں پر وہ آنسو رینک

گئے۔ "سوری۔" اس نے بھی اٹھا لیا۔

... بھادنگر سے ہم نے ایک گاڑی بکائی۔ اس میں

کی حالت زیادہ ابھی نہیں تھی۔ اسے سے نکلے کھینچے بھی

نے تقریباً ایک گھنٹہ لگایا۔ ایک دو بار عرصہ کی کال آئی لیکن

میں نے ریسپونڈ نہیں کی۔ میں ثروت کے سامنے اس سے بات

کرنا نہیں چاہتا تھا۔ ایک بار نصرت کی کال بھی آئی لیکن میں

نے جواب نہیں دیا۔ ہم آٹھ بجے کے قریب بارون آباد کی

گئے۔ یہ ایک چھوٹا شہر تھا۔ اس کی آبادی ایک لاکھ سے

زیادہ نہیں تھی۔ مرکزی جامع مسجد کے چار دورے میں

آ رہے تھے۔ اس کا شمار بھادنگر کے اہم شہروں میں

ہے۔ ہم ایک خوب صورت لہر کا نظارہ اپنی نگاہوں سے

سموٹے ہوئے منزل پر پہنچ گئے۔

بیس اسٹینڈ پر اترتے ہی ہم نے ایک قریب

ریستوران میں پکا پھلکا ڈنکا کیا۔ ثروت نے جانے کے

ساتھ ہسٹ لپے۔ میں نے اقل روٹی کے ساتھ اٹھنے کا

اعلیٰ کیا۔ بارش جہاں بھی ہو رہی تھی۔ یوں گنگا

وہاں میں دور دور تک صبح ابر اکو ہے۔ ناشتے کے فوراً

ثروت نے یہ امو قانوی صاحب کے گھر پر کال کی۔

ریسپونڈ ہوئی۔ ثروت نے امو قانوی صاحب کو اپنا نام بتایا۔

انہوں نے فوراً ہی کچن لیا اور غائب دلی سے بات کی۔ ثروت

اورا ہم نے اسے گوریا جیسے لوگوں کی کھینک اور وہ تہاارے گھر کی

برہادی۔۔۔ وہ سب کچھ میرے جتنے پر انگاروں کی طرح

دیک رہا ہے اور دیکتا رہے گا۔ مجھے اس پر نصیب وقت نے

دیا ہے ثروت جو ہمارا سب کچھ اپنے ساتھ بھا کر لے گیا۔

اب میں وہ تاجن نہیں ہوں۔ ابھی ابھی تو میرے لیے خود کو

بچانا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔"

"کسی سے انتقام لینے کے لیے اپنی زندگی کو تباہ کر لینا

کوئی اچھا طریقہ نہیں تاجن۔"

"اس زندگی کے تباہ ہونے سے مجھے کچھ فرق نہیں

پڑتا ثروت۔ میں اب اس سے کافی آگے نکل گیا ہوں۔۔۔

غیر پھوڑو ان باتوں کو۔ میں اپنی ساری توجہ اس کام کی

طرف مرکزی چاہیے جو ہم کرنے جا رہے ہیں اور یہ کوئی آسان

کام نہیں ہوگا۔"

"جین... پھر بھی میں چاہتی ہوں تاجن کہ ہم جو

کریں۔ قانون کے اندر رہ کر کریں۔ ہم... مجھے اس بات

سے بے رنگ رہا ہے کہ آپ نے اپنے پاس ہتھیار رکھا ہوگا۔

اس کا انٹرنس وغیرہ ہے آپ کے پاس؟"

"انٹرنس بھی ہے۔ اس کے علاوہ صرف اپنے بھاء

کے لیے ہے ثروت اس کا کوئی لگاؤ استعمال نہیں ہوگا۔"

"اٹھ کرے اس کا کوئی استعمال ہی نہ ہو۔ ایک

شریف شہری کے خلاف جرم ہوا ہے، اب حقاری پریس کی

وسے دہائی ہے کہ اس کو ہاربا ب کرائے۔ ہم نے قانون

ہاتھ میں نہیں لیا۔"

"ہاں۔ اسے داری تو پریس ہی کی ہے۔" میں نے

خطی سانس لی اور پھر موضوع بدلے ہوئے کہا۔ "ثروت! "

مجھے ایک بات کچھ... جینڈر۔"

"تھک... کیا؟"

"تمہارے دل میں کوئی شہ تو نہیں میرے بارے

میں؟"

"کس حوالے سے؟"

"ہسٹ کے حوالے سے۔ اسپتال میں آخری وقت

میں ہی اس کے پاس تھا۔"

اس نے ٹھہر کماں نظروں سے مجھے دیکھا اور ہوئی۔

"کیا میں آپ کو بھائی نہیں ہوں؟"

"لیکن تم غوری تو کہتی ہو، میں بہت بدل چکا ہوں۔

جب بندہ بدل جاتا ہے تو پھر اس کے بارے میں کچھ بھی

اعمالہ لگانا مشکل ہوتا ہے۔"

اس نے غوری سانس لی۔ انگریزی بات ہوئی تو پھر

جابر

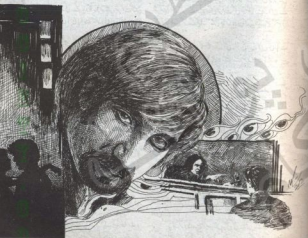
اپنے ہی حیر سے فکر ہو جانے والے فنکاری کا نام ہوا رکھیں۔۔۔

وہ کل کا یہ مقدمہ دو دن پہلے ختم ہو چکا ہے۔

”خبر شربت“ میں نے اسے دے دیا۔ ”ہم پر کس کا... دوسری دوپہر والے لوگ اب یہاں پہلے میں آگئے ہیں۔“ شربت نے خوشگوار لہجے میں جواب دیا۔ ”ہم پر کس کا... دوسری دوپہر والے لوگ اب یہاں پہلے میں آگئے ہیں۔“ شربت نے خوشگوار لہجے میں جواب دیا۔ ”ہم پر کس کا... دوسری دوپہر والے لوگ اب یہاں پہلے میں آگئے ہیں۔“

”مجھے تو بالکل بھی بھوک نہیں، آپ نے کھانا ہے تو
میں منگوا لیں۔“

”تمہیں، بھوک تو تھو گئی تھی۔“ میں نے کہا اور پھر راز کو بولا۔ دوسو روپے پر لٹ کنی۔ آواز دہرا کر میں آئی تھی جسے میں تھاکر دھرت سے کان لگا کر طرف لگے ہوئے ہوں۔ بارش کی آواز آواز سنائی دے رہی تھی۔ دھرت کا بچہ معلوم نہیں تھا کہ اس آواز میں ہمارے ساتھ کون لوگ موجود ہیں۔ یہ سفاک مجرم اور ظالم کا قاتل تھا۔ پیسہ کی مشرکی سے اس نے کان لٹھلی میں سدا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ دھرت کی گلی میں آگے آگے نکلتے ہوئے رہا۔ میں نے اسے اپنی اور دھرت کی موجودگی کی یاد دلانے سے



خطروں کے دائروں میں سفر کرنے جانناڑوں کی
استان کے بقیہ واقعات آئندہ ماہ ملاحظہ فرمائیں

رہا پھر اس نے اپنی نظر پڑا، چاروں گمراہوں پر عداوتیں
 نہ جانے اس کے انداز میں کیا بات بھی کہہ دی اور انہیں
 کرسی سے ٹک کر چلے گئے لیکن دونوں میں سے کوئی بھی
 غصہ نہیں پڑی تھی۔
 ”میں ناچ کر ڈنکا توڑا ہوں کہ کہاں سے مجھے یہ موقع
 فراہم کیا۔ یہی احوال ہے کہ میں جس سے گناہ ہے اور اس نے
 ذلیل واکس کو نہیں کیا۔ اس کے لیے میں پہلے بھلا صفت
 کروں گا، کوئی غلطی نہ دے۔ جب میں نے کہاں سے کیش
 بھی لے لیا اس کی نظر میں کیا تو میری ذرا سی گھٹکی
 بلکہ اس کی بنیاد چھوڑ کر ہے جو میرے ہم میں ہیں۔ مجھے
 یقین ہے کہ آپ ان لوگوں سے میں صفت میں سولات کر کے
 اصل قاضی کو یہ خطاب کروں گا۔ آپ اس میں سے کوئی
 میرے سے اولوں کا ذکر نہ دیتے چاہئے تو یہ میری اپنی بات تو
 ہوئی اور میں اس کے بعد بھی اپنی کوئی جادی رکھوں گا۔ یہ
 کوئی دھمکی نہیں ہے۔ میں آپ میں سے کسی ایک کو نہ دیکھ
 بنا رہا بلکہ قاضی کو یہ خطاب کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور
 بیٹھنا اس میں میں کامیابی ہوگی۔ آپ ان لوگوں کا حکم
 کے بعد جو اس کا کام ہے، یہ میری دیکھنی نہیں کہ ان کو
 مجھے یہ یہاں رہنے کا کہیں نے اپنی طرف سے پوری
 کوشش کی۔ آپ اس میں سے کسی ایک سے ذلیل واکس کو
 کیا ہے جس کے مجھے ہے آپ مجھے بھلا سہیں۔“
 ”جیسا کہ میں نے ان کے بعد سے چاروں گمراہوں کی
 جگہ پر چڑھ کر اور ان کے درمیان ہونے والی مکرگیاں
 بھی دیکھیں۔“
 ”آپ کو یہ بھلا ہے ہوں گے کہ کوئی بھلا
 رہا ہوں۔“ ”جو میں نے اپنی بات جاری رکھیں ہوئے
 کہا۔“ ”ساتھ شروع ہونے کے ابتدائی چند گھنٹوں میں
 ہی میں جانا کیا تھا کہ میں سے گناہ ہے اور میرے ذہن
 میں ایک دھندلا سا خاکہ تھا کہ اس طرح اصل قاضی کو
 خطاب کیا جائے۔“
 ”گمراہ واکس اس سے دیکھ رہی تھی۔ جو میں اس
 سے خطاب ہوتے ہوئے ہوئے۔“ ”میں جو کہہ رہا ہوں، کیا
 جیسا اس سے انتہاف ہے نام؟“
 ”ہاں۔“ ”کہہ کر اس کے ہاتھ سے ہاتھ ہوتے ہیں
 لیے۔ اس کی جیتنا میں برسی کی۔ شوہر کے گمراہوں
 مقدمے کی کارروائی نے اس پر واضح اثرات عرصہ
 تھے۔ اس کی آنکھوں کے گرد دھندلے دھندلے تھے اور چہرے
 پر ایک سنگین اور غمناک سی نظر آ رہی تھی۔

قہار دو گمراہ سے اس کی کوشش کو فروخت کرنے کی کوشش
 کر رہے تھے لیکن ان کی کامیابی واکس کے گمراہ کے گمراہ کے
 بعد ہوئی۔ کئی گھنٹوں کے بعد وہ کئی گمراہ کے گمراہ کے
 جس کی مثال تھا۔ اسے صرف ایک ٹیڑھی کی فروخت سے
 قاضی کا کارروائی کی آہٹ ہوئی اور اس کے گمراہ کے گمراہ کے
 قہار ہو جانے تو وہ پر دم کی خرچ نہ کر پاتا۔ میں یہ سب باتیں
 جیسے کہ باقی باقی ہاتھ کاٹنے کے لیے آگیا۔
 عداوت کے کمرے سے چوری اور وہاں موجود
 دوسرے لوگوں کو ہڈیاں کیا تھا۔ میں یہ سب معلوم کارروائی
 بننے کے لیے ایک دوا دے کے پہلے چھپ گیا۔ وہاں
 صرف دونوں ذلیل اور پاکی کا دورہ تھے۔ ان میں سے
 ہمارا کئی شہت پر ایک ساتھ بیٹھے تھے۔ لیکن کئی تیز
 واکس، انہیں دیکھ کر یا پھر انہیں دیکھ کر شوہر
 جس جہان سے آگ بھڑا ہوا تھا۔ جس بستر کے
 میں پہلے ہی پانچا ہوں یہ گمراہ واکس، محتول ذلیل واکس کی
 بیوی کی آنکھیں دیکھ کر اس کی آنکھیں آگے بڑھ کر
 کو کمر کی ایک جگہ یا دوسرے میں ہی بی بی کی
 ان لوگوں کے ساتھ کہ جہان نہ کہ میں سے جس کے
 سوال کرتے تھے لیکن اس نے سماعت کے دوران میں بھی
 گمراہ نہیں دیکھی اور میرا خیال تھا کہ وہ اب بھی اس سوال کا
 جواب نہیں دے گا۔ بظاہر یہی گمراہ تھا کہ وہ عدالت کرنے
 آیا تھا لیکن اور جیسے کے سوالوں کے جواب میں غامضی
 اختیار کر رہا۔
 ”مجھ نے جیسا کہ آنے کا انتظار کیا مگر پانچوں
 گمراہوں کو یہ جواب دے کر گمراہ ہوئی کہ اس نے صرف
 انتہاف کے خلاف تھے، گمراہ کے گمراہ کے گمراہ کے گمراہ کے
 سوال کے بعد کیا جواب دی ہے لیکن ان کی طرف سے
 ایک رضامندانہ اقدام ہو گا۔“ ”تو تیس سو سال کے دوران
 میں نے اپنی اپنی گمراہوں کی دوسری عدالت میں اپنا
 سنا دیا لیکن میں نے جیسا کہ آپ مسٹر جو میں کی
 ساتھ سے بھی طرح سے عدالت ہوں گے، عدالت میں اس کے
 سال کرنے کا موقع، دوسری ہوں لیکن یہ عدالت کے
 کارروائی کی کارروائی کا حصہ نہیں ہو گا۔ آپ میں سے کوئی
 بھی ان عدالت کو جواب دینے یا عدالت میں موجود نہ پنے
 پانچوں کے
 میں نے گمراہ واکس اور انہیں دیکھ کر چہروں پر
 سے گھٹکی کے آثار دیکھے اور اس کا مجھے وہ دے کر عدالت
 سے ہٹا دیا چاہی ہو، لیکن مجھے یہ بھی پتہ تھا کہ ان کو

صورت میں چوری سے ہاتھ باندھ گئے۔“
 ”تم کیسے کہتے ہو کہ میں کوئی ڈراما کر رہا ہوں؟“
 وہ گمراہ سے بولے۔
 ”لیکن میں جانتا ہوں کہ اس میں ڈرامہ کرنے کے
 لیے کتنے ہی گمراہ تھے، یہ گمراہ نام نہاد تھے اور وہاں جس
 کے خلاف میں بھڑکے ہوئے گمراہ سے بھڑکے تھے۔“
 ”گو یا تم پر کیا ہوا ہے کہ میں کوئی غلط ڈرامہ
 کی خاطر انصاف میں غلط ڈال رہا ہوں۔ جہاں الزام
 دلایا ہے، اسے برقی نہیں ہے، یہ عدالت ہمارے
 ہوں، اس کے برقی نہیں ہے، یہ عدالت ہمارے
 میں جھگڑا ہے، یہ گمراہ کے گمراہ کے گمراہ کے گمراہ کے
 ”کہانی اس کو سنا کر جہاں چالوں کو نہ کہتا ہو۔“
 ”میں صرف جہاں مولانا کی جگہ بگڑا رہا ہوں اور مجھ
 سے زیادہ نہیں کیا میں جانتا تھا۔“
 ”میں گمراہ تھیں روز کے دے کہ یہ ہم سے عدالت
 خواہ ہوں۔“ ”میں عدالت کے آگے نہیں جاتا۔ آپ
 کو دیکھتے ہو کہ۔ وہ یہاں سال کی عمر میں بھی کافی
 غرض تھا کہ اسے اس کے ساتھ اس کا مولانا کی بھی
 ہائی وڈیو کے لیے جا سکتا تھا۔ لیکن وہ بھی کہ میں اس
 پر قہار ہوتی تھی۔“
 ”کوئی حق نہیں تھا کہ تم پر پانچ ہزار سال کا۔“ وہ
 اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ ”جس کا مجھے انیسویں
 ہے۔“ ”میں انیسویں کی سماعت سے پچھڑا رہا ہوں۔ تم میرے
 بارے میں غلط انداز سے سوچ رہے ہو، میں نے گناہ ہے
 اور مجھ نے مجھے پانچ گمراہوں سے جہنم کرنے کی اجازت
 دے دی ہے اور اس میں اس وقت کوئی قسم نہیں اٹھایا تو
 اصل قاضی کے خلاف کے گمراہ سے نہیں آگے گا۔ مجھے
 اس موقع سے فائدہ اٹھانا ہے۔“
 ”تم نے کیسے کہا کہ میں گمراہ ہے۔“
 ”میرا گمراہ رہا، میں جانتا ہوں کہ میں بھی اس کی کٹلی
 پر بیڑا دو سوس کے بارے میں معلومات حاصل کرو جس میں
 قاضی اور اس کا گمراہ تھے۔“
 میں نے یہ معلومات مقدمہ شروع ہونے کے پہلے دن
 ہی حاصل کر لی تھیں۔ وہ ایک پہلی کی بنیاد پر فرمی جو
 وہ سب سامنے کی کر دی نہ جانا ہے۔ یہ سو فٹ چار
 ہے۔ لیکن میں نے اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ
 تھی۔ تیس سال کا چھپا، ایک تیس سال اور اس کا چھپ کر بنا
 تھا۔ میں نے جگہ میں نہیں۔“ ”عدالت میں اس کے ساتھ

چوری کا کمر مقرر کر دیا ہے۔ سماعت جاری رہے گی اور یہ
 بھلا جانے کیش سے کسی سے کوئی سوال نہیں کیا۔“
 ”لیکن اس وقت چار ڈال تھے سے گناہ۔“ یہ اپنے
 اعتقاد سے اس کے ساتھ عدالت خالی کر رہا ہے اور اس
 سے مقدمے کی سماعت میں ڈھونڈ رہی ہے۔
 ”جس نے گمراہ انداز میں بیٹھ کر اس کی طرف دیکھا
 اور بولا۔“ ”میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کارروائی کا مقدمے کی
 سماعت سے کوئی تعلق ہے۔“
 ”میں نے چوری کے دوسرے امکان کے سامنے
 کیا ہے یہاں شہادت کا اقرار کیا؟“ ”مجھ نے چھپا۔“
 ”اس بارے میں ان سے بھی پوچھا جائے۔“
 ”بیٹھ کر جواب دیا۔“
 ”یہ حق ہے۔“ ”مجھ نے اعتراف کیا۔“
 ”بیٹھ کر اس کا جواب دے کر ہونے چاہئے۔“ ”آپ کو
 اس میں کی طرح یہ جو کہ میں کرنا چاہئے ورنہ یہ مقدمہ ایک
 تباہی بن کر رہ جائے گا۔“
 ”میں ہمتی ڈال، اس تمام کارروائی کے دوران میں
 خاصوں بیٹھ رہا لیکن وہ بھی نہیں جانتا تھا کہ میں اس کا نام ہو کر
 چوری سے گمراہ ہوں اور وہ ایک ایسے کمن سے عزم ہو
 جاتا تھا کہ میں اس کو یہ قصور دیکھتا ہے قہار ہونے سے
 باز نہ رہا۔“ ”میں وہیں اس وقت تھی۔ میں مسٹر
 جو میں کی چوری میں واکس بھیجنا تھا اور مقدمے کی
 سماعت جاری رہتی چاہئے۔“
 ”مجھ نے جیسے کہ خلاف کرتے ہوئے کہا۔“ ”جہاں
 توجہ نہ تھی۔“ ”کہہ کر اس نے قانون اٹھا کر اس سے
 نظر ہٹا دی۔ اس کے بعد وہاں بیٹھ اٹھا اور میں جو میں
 انتظار کا وہ نہیں کیا۔ میں بھی چپکے سے اس کے پیچھے ہولیا۔
 جب ہم دونوں کو کھلی ٹھیک ہوئی تو میں نے دھڑکی کا
 اظہار کر دیا۔“
 ”میں بھی سوچ رہی تھی کہ میں اس کا حق اپنی حرکت کر
 گئے۔ جہاں ہوں کہ ڈرامہ کرنے کے لیے کتنے ہی جہنم ہو
 لیکن اس کے لیے تم نے جو طریقہ اختیار کیا اور وہ کھادی پر
 تھی ہے لیکن تم نے اس سے یہ کہنے کی چوری سے انگ ہونا
 چاہتے ہو کہ اس کے انداز میں شریک ہو کر کوئی قسم
 عدالت کا الزام اٹھاتا ہے کہ میں نے جہنم میں کیا جگہ
 تھے۔ چنانچہ تم کو یہ گناہ نہ کہنے کا ڈراما چاہا
 لیکن تم نے کہہ کر اسے تباہ کر دیا۔“ ”وہاں کی

اجازت نامہ

ایک سید کے اراکین مجلس متعین اجماعی تھے۔
تقریر اور گفت و گو عزیمت تھے۔ وہ در بات میں
اجازت کے لئے عرض کرتے مگر ہاتھ نہ ہٹاتے تھے۔
جب ملائے کے حضور خط لے کر باہر گئے تو
اپنے کردار میں کچھ بڑا آقا کے خدمت دین کا شوق
چلا۔ اس نے سہامات سے قاضی حافض صاحب
صاحب سے رو کر کہا کہ انور خورشید صاحب
کے لئے پیش کیا گیا۔ حافض صاحب نے کہا کہ
انور صاحب کے لئے بات کر کے بتائیں گے۔
اجماع انصاف میں جب یہ بات پیش ہوئی تو
سب نے کانوں کو ہاتھ لگا کر دیکھا کہ اسے اس ناسور کو
سے دور رکھنے پر آمادگی کیا اور اسے قاتل خدا میں شامل کیا
سب کہا۔

اگلے روز باہر ہوا کے انتظار پر حافض
صاحب نے کہا کہ میں اسے انتظار کرتا ہوں۔
میں چل کر حافض صاحب کے حضور حاضر ہوا۔
عدائی حافض سے اسی لیے باہر ہوا کے لیے بھی بھڑ
ہے کہ وہ براہ راست خدا سے رجوع کر کے حق
ہے جو ہوا۔ اگر اہل بیت نہ ہوتے تو حق کو
اعتراف نہیں۔

ایک دن چلی امام صاحب کی سرمد طاقت
باسو ہوئی ہے۔ ہوتی تو انہوں نے انتظار کیا۔
میں... اجازت نامہ حاصل کیا تھا۔
باسو ہوئی ہے سرمد براہم کر کہا۔
صاحب لیکن اللہ میں کہنے... ہوش کے نام
لے باسو... جب یہ یہ ہوئی ہے انہوں نے کہنے
اس میں کچھ نہیں ہو سکتا۔ اجازت نامہ دیا گیا۔

(علاش) غلیل احمد انجم، وطن سیدان کمار لیاں

وہ جسے نے وہاں کے مریا کے بیٹے کی شہادت پر حارہ
قائیں میں نے ڈیل کو لیں کیا۔ پھر ہوا کہ اسے جو
بکھو دیکھا وہ کوئی نہ تھا۔
"جنگ" سے کہا گیا۔ "مگر وہ جو بکھو دیا وہ اس
سے غائب ہوتے ہوئے ہوا۔" کیا انہیں اس معاملے کا
مطلب ہے؟

گھوڑے کی نئی سر ملایا دینا ممکن ہے کہ وہ بھٹ
ری دی ہو۔ اگر اسے اپنے شوہر اور بیٹی کے ساتھ
کام ہو تو وہ اس کو لے کر اپنے ایک مضبوط ہزار من
کا۔ اس طرح انہیں ان کے پاس دیا اس کو لے کر
عمر موجود تھا لیکن میں سوچ رہا تھا کہ ان دونوں میں
سے ایک نے داس کو لے لیا ہے تو میں دوسرا میں
کہاں سے گیا؟ اگر کوئی ہاتھ میں پکڑے گا میں بھڑا ہوا
غائب ہو کر ہوا ہوا۔

جیسا کہ میں نے بیڑی طرف دیکھا اور بولا۔ "کیا
تم جانتے ہو کہ اس کا معاملہ تھا کہ وہ بیڑی میں
سے مل رہا ہے؟"

بچنے کے لیے انہوں نے جیسا کہ بکھو دیا وہ اس
کا وہاں تھا جس کے سر کے بال غائب ہو چکے تھے اور
وہاں سفید بالوں کی ایک جھالی نظر آرہی تھی۔
"میں نہیں جانتا۔" میں نے کہا۔ "آپ نے
اپنی ذاتی بات کو ان کے ساتھ دیکھا ہے۔ وہ انہیں کو
بے خوف بنا رہا تھا۔ یہ حال، میں اسے اسے زیادہ نہیں
جانتا اس لیے میں نہیں سمجھتا تھا۔"

"میں سمجھ گیا۔" جیسا کہ تھا۔ "میں نے وہ
سال پہلے انہیں دیکھا تھا۔ انہیں نے وہ کیا کیا
ہے کہ وہ اس کے لئے سے کوئی نئے پتہ میں
فردت کے بارے میں گفتگو کو لے کر آ رہے تھے
اور حقیقت ہے کہ انہیں اس دوران ایک پیش پیش ہوئی
تھی کہ انہیں اس دوران ایک پیش پیش ہوئی

پتہ نہ تھا۔ میں نے ہوا۔
"لیکن وہ اس کے لئے سے کوئی نئے پتہ میں
نے پتہ فرودت کرنے کا معاہدہ کر لیا۔ اس کی کیا ہوئی؟
میں نے کہا۔ "میں نے ہوا۔
کوئی تہہ نہیں ہوئی لیکن وہ اس کے ساتھ ہو گیا ہوا اس
کے بعد سے سوچا کہ اس کے ہاتھ میں ہے۔"

"میرے نزدیک ایک غیر معمولی واقعہ ہے کہ

اس نے ایک اور اس سرکھٹ کے ساتھ اپنے شوہر کی
طرف دیکھا جس نے کوئی نہ دیکھا تھا۔ پھر وہ اس
طرف سے ہوتے ہوئے۔ "میں نے ہوا۔
اور اس پارٹی میں اس نے شراب لی۔ اس کی لہذا میں کوئی
تھا جانا نہیں جانتی تھی۔ وہ دیکھ گیا کہ اس نے اس کا اور
اپنی گرفت میں لے کر کوشش کی لیکن میں نے جلدی اپنے
آپ کو اس کی گرفت سے آزاد کر لیا۔ یہ کہنا تھا کہ
میرے اس کے ساتھ تعلقات تھے۔

"میں نے جو دیکھا وہی تھا ہے۔" انہیں
"بہت خوب۔" جیسا کہ تھا۔
"اگر تم نے کچھ دیکھا تھا تو اس کا مطلب تھا کہ وہ
شور ہی تھا؟ اس کا نام اپنے کئی بار فرودت کے دوران بکھو کرنا
جانتی تھی۔"

انہیں اس کے ساتھ غائب ہوئی لیکن وہ اپنی بات پر
تعمیر کی۔ "وہ وہی تھا کہ بکھو دیا ہوا تھا۔
"لیکن اس طرح انہیں ملازمت نظر سے میں نے
نکلی تھی۔ تم نے یہ دیکھا کہ اس نے ہوا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔

میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ تھا اور
میں نے ہوا۔ "میں نے ہوا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔

میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ تھا اور
میں نے ہوا۔ "میں نے ہوا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔

میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ تھا اور
میں نے ہوا۔ "میں نے ہوا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔

میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ تھا اور
میں نے ہوا۔ "میں نے ہوا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔

میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ تھا اور
میں نے ہوا۔ "میں نے ہوا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔

میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ تھا اور
میں نے ہوا۔ "میں نے ہوا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔

میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ تھا اور
میں نے ہوا۔ "میں نے ہوا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔

میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ تھا اور
میں نے ہوا۔ "میں نے ہوا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔

میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ تھا اور
میں نے ہوا۔ "میں نے ہوا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔

میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ تھا اور
میں نے ہوا۔ "میں نے ہوا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔

میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ تھا اور
میں نے ہوا۔ "میں نے ہوا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔

میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ تھا اور
میں نے ہوا۔ "میں نے ہوا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔

میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ تھا اور
میں نے ہوا۔ "میں نے ہوا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔
"میں نے ہوا۔" جیسا کہ تھا۔

اس کی نگاہ پر اس کی گلی جانب دوڑتے چلے گئے۔
 جس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور تانے میں سر
 ہلا دیا۔ اس کے بعد جو کچھ وہاں واقعہ میں گذرا، وہ ان کی
 اپنی نگاہ سے اسی لئے ہوا جس نے اس کی طرف
 بڑھی۔ میں جانتا تھا کہ ریا یا کا بچہ نہیں کاؤتھی بڑا ریا
 دوپٹے میں ڈالنے کے لئے بڑے اور ہلکے بے کاری کا کر گیا۔
 وہ کسی دیکھ سانب کی طرح بھڑک رہی تھی۔

☆ ☆ ☆
 "اس بار بھی تو چمکی کا ڈیڑھ رکھل رہے ہیں اور چمکی
 جال میں پھنس گئی۔" میں نے تھک کر جیڑس سے کہا۔

"تم کیسے کہہ رہے ہو ارگیا؟"
 "جیڑس جانتے ہیں کہ میں جس سے گناہ ہے اور یہ
 کہ اس کی بیوی اصل کی طرح ہے۔ میں نے سماعت سے دوران
 پوری کارروائی کا بخیر باخبر کیا اور انہماک سے اپنے اس واقعہ کا
 یہ حقیقت جان سکے تھے جو میری سے لٹکانا چاہ رہے تھے۔
 "تم نے تم کو اس دیکھنے کے پاس بھیجا تھا کہ تمہارے ساتھ
 ایک کالی لائی کہانے جہاں ایک قسمت انہماک سے کہ سب کچھ دیکھ لے
 ہی دیا جیسا تم چاہ رہے تھے۔"

میں نے دیکھا کہ کمر آنے کے بعد اس کا موٹو خاصا
 خوشوار ہو گیا تھا۔ اس وقت بھی وہ ایک بانی کا انتخاب کرنے
 میں مصروف تھا۔ میں نے اس کی گردن اپنی گود سے ساتھ ڈال کر اس
 کے ساتھ ساتھ آ کر وہ ایک بانی پسند کرنے میں کامیاب ہو گیا اور
 آئینے کے سامنے غور سے ہونے ہوئے ہوا۔

"ارگیا، میں کوئی ٹیلی فون مہل پر تھا۔ مقدمے کی
 کارروائی شروع ہونے کے بعد میں نے جہاں کیا تھا
 کہ کیا وہاں ایک بانی ہو گا۔"
 "جیڑس، میں آئی آئی ٹیلی فون مہل پر تھا۔ مقدمے کی
 کارروائی شروع ہونے کے بعد میں نے جہاں کیا تھا
 کہ کیا وہاں ایک بانی ہو گا۔"

جیڑس نے نظر اٹھا کر دیکھا کہ میں نے اس کی طرف
 بڑھا کر دیکھا۔ "اب میں جانتا تھا کہ میں نے اس کی طرف
 کی خدمت کی غرض سے نہیں بلایا تھا جیسا کہ تم مجھ سے
 ہو۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں تھی۔ ریا نے اس کو گول کرنے کی
 نیت سے اسے اس گلی میں بلایا۔ تم کہتے ہو کہ میں نے
 اس دیکھ کر کوئی حاکمات میں بلایا ہے جس نے یہ سوچا کہ
 کیا تھا۔ اگر تم جانتا ہو اسے بچھڑے ہو تو تمہاری بیوی نے
 اس معاملہ کے بارے میں اس سے مشورہ کیا تھا۔
 تم نے اپنی بیوی کی کالی آنکھوں کے ساتھ جیڑس کی آنکھ

کے تھے؟"
 اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "میں جس کو
 اپنے بیٹھ کر دیکھا کرتے کا انہماک کر دے سکتی۔ اس نے کالی کو
 بہت وقت دیا تھا اس کی اس کے کسی بہت بڑا ہوا تھا۔
 "اس معاملہ کے بارے میں اس کے گھر جہاں وہ کسی کا قافلہ
 معافی جرم میں سمجھو اور پھر اسے تو تمہاری زندگی میں لائی ہو گی؟"
 "میں نہیں جانتی۔"
 "تم نے یہ جاننے کے لیے کسی دیکھ سے مشورہ نہیں
 کیا؟"

"کالی نہیں۔"
 جیڑس نے کندھے اٹھانے اور ہولا۔ "یہ ایک
 ضروری سوال تھا کیونکہ اگر اس پر عمل جیڑس کا ہو جاتا
 ہے تو اس کا خیال ہو سکتا ہے کہ وہاں کے دو سے کبھی
 نے زبردہ کا کچھ ہو گا۔ کوئی کہتا ہے کہ اس دوسروں کے
 متعلق میں نہیں دیکھ سکتی کہ اس کے بارے میں وہاں کے
 الزام ہاں کہہ کر اسے کاروانہ اور جوڑو ہوتا۔"

اس سے پہلے کہ ریا کو کوئی جواب دیتی، اس نے
 حالت کاروانہ اور دھوکا اور نام انفرادی ہوا۔ میں اس سے
 دیکھ کر چپک چپ کہ ریا کا چہرہ بھی زرد پڑ گیا لیکن اس نے
 غور سے اپنے آپ پر قابو پایا اور اپنے شوہر سے مخاطب
 ہونے ہوئے بولی۔ "اس میں اس بات مت سنو۔ یہ جہاں سے
 ساتھ چلا کر رہا ہے۔"

"جیڑس، میں رہا ہے۔" جیڑس نے ملاحظہ کرتے ہوئے
 کہا۔ "میں نے ڈیلی واکس کو اس کی میں نہیں بلایا تھا کہ
 اس کے لکھ کر اس میں میں نے تمہارے شوہر کو لکھ کر
 دیکھا بلایا تھا کہ وہ جیڑس کے ساتھ اس طرح کی کاروانہ میں
 کے رہا ہے۔"

"یہ جیڑس بول رہا ہے... میرا کہیں کہ اس کی
 بات مت سنو۔"

جیڑس نے نظر اٹھا کر دیکھا کہ میں نے اس کی طرف
 بڑھا کر دیکھا۔ "اب میں جانتا تھا کہ میں نے اس کی طرف
 کی خدمت کی غرض سے نہیں بلایا تھا جیسا کہ تم مجھ سے
 ہو۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں تھی۔ ریا نے اس کو گول کرنے کی
 نیت سے اسے اس گلی میں بلایا۔ تم کہتے ہو کہ میں نے
 اس دیکھ کر کوئی حاکمات میں بلایا ہے جس نے یہ سوچا کہ
 کیا تھا۔ اگر تم جانتا ہو اسے بچھڑے ہو تو تمہاری بیوی نے
 اس معاملہ کے بارے میں اس سے مشورہ کیا تھا۔
 تم نے اپنی بیوی کی کالی آنکھوں کے ساتھ جیڑس کی آنکھ

لاس کے طور پر چمکا کر تھا۔ وہ میری آواز سن کر جہاں رہا
 اور ہولا۔ "ارگیا، کیا تم جیڑس کے ساتھ حالت کو
 کر رہے ہو میرا؟"
 "نہیں۔" میں نے جیڑس سے ہولا۔ "لیکن میں تمہارا
 پیغام اس کی تک پہنچا سکتا ہوں۔ اس کو کیا کہنا ہے؟"
 "اسے بتانا کہ میں جس منٹ میں کالی کے رہا ہوں اور
 میرے جگ میں اس کے بہت جگ ہے۔"

میں نے اس طرح سے بات جیڑس کو بتادی اور اس نے
 اپنا دھوکا دہا کے ساتھ ہی کے کہا کہ وہ کبھی منٹ سے
 اندر قافلہ کو سامنے لے آئے گا۔ کالی نے اسے ٹھوک لگا دی
 سے دیکھا جیسے اسے جیڑس کی بات پر متاثر ہوا۔ یہاں
 سے اسے باہر لائی کہ وہ کالوں پر کمر چاہی رہے۔
 جیڑس نے اس بار دیکھ کر اس کو کالی سے کہتے ہوئے
 کہا۔ "جیڑس اس بات کا قائل ہو کہ اس تمہارے دونوں
 مستقبل کے ساتھ ساتھ کاٹ ہے؟"

گھر کا اسے قلمی کر رہا اور وہی کر رہا ہے۔ وہ کبھی کے
 صرف یہ جانتی تھی کہ یہ اس طرح کی کر رہا ہے۔ وہ کبھی کے
 لیے بہت کچھ ہے۔"

جیڑس نے اپنی بیوی اور اپنی گلیوں کوئی
 اعتراض نہیں کیا پھر وہ انہماک سے دیکھ کر جیڑس سے ہولا۔
 "ارگیا۔"

وہ گھر کی لکھنے اس کے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہ تو
 نے ایک ٹھیکہ میں اس کی میری اور اس کی سوال پر اس سے
 کالی اس نے اس کی بات سے ہلائے ہوئے کہا۔ "میں جس نے
 گھر سے اپنا قافلہ میں چلنے کی تمہاری اور وہی میں جس میں اس
 سے زیادہ کچھ نہیں جانتی تھی۔"
 "تمہاری شادی کو کتنے عرصہ ہو گیا؟"
 "دو سال۔"

"مثنوی سے پہلے وہ دب سے اس کبھی کے لیے کام
 کر رہا تھا؟"

اس کے چہرے پر ابھی اس سحرناہ کبھی گئی تھی۔ وہ
 کہنا چاہ رہی ہو کہ یہ سوال اس کے شوہر سے چمکا جائے
 لیکن گھر اس نے غور سے بتا دیا کہ وہ شروع سے ہی اس کبھی
 تھا۔ "میں نے اس کو دیکھا ہے۔"
 "جیڑس ان کا بیٹھنا تھا؟"
 "گو یہ دو سات سال سے وہی کام کر رہا تھا۔"
 "میرا خیال ہے کہ اس کا ساتھ ہو گیا ہو گا۔"
 "اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ پہلے اسے سمجھا ہے۔"

کبھی کبھی ہوا جہاں اس کے بعد بھی خریدار کے لیے
 اس سے سے میں کشش پاتی ہے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ
 کوئی کبھی کبھی ہوا جہاں اس کے بعد بھی خریدار کے لیے
 اس سے سے میں کشش پاتی ہے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ

بڑا ہوا تھا۔ یہاں وہ اپنی گلی میں دیکھی تھی۔ اس کے لیے یہ
 بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ ڈیلی کے ساتھ کیا ہوا۔"
 جیڑس نے اپنی نظر اس کے چہرے پر جمادی
 اور ہولا۔ "کیا یہ جگ نہیں ہے کہ ڈیلی واکس جیڑس سے
 کرنے کے خلاف تھا؟"

بڑا ہوا تھا۔ یہاں وہ اپنی گلی میں دیکھی تھی۔ اس کے لیے یہ
 بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ ڈیلی کے ساتھ کیا ہوا۔"
 جیڑس نے اپنی نظر اس کے چہرے پر جمادی
 اور ہولا۔ "کیا یہ جگ نہیں ہے کہ ڈیلی واکس جیڑس سے
 کرنے کے خلاف تھا؟"

بڑا ہوا تھا۔ یہاں وہ اپنی گلی میں دیکھی تھی۔ اس کے لیے یہ
 بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ ڈیلی کے ساتھ کیا ہوا۔"
 جیڑس نے اپنی نظر اس کے چہرے پر جمادی
 اور ہولا۔ "کیا یہ جگ نہیں ہے کہ ڈیلی واکس جیڑس سے
 کرنے کے خلاف تھا؟"

بڑا ہوا تھا۔ یہاں وہ اپنی گلی میں دیکھی تھی۔ اس کے لیے یہ
 بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ ڈیلی کے ساتھ کیا ہوا۔"
 جیڑس نے اپنی نظر اس کے چہرے پر جمادی
 اور ہولا۔ "کیا یہ جگ نہیں ہے کہ ڈیلی واکس جیڑس سے
 کرنے کے خلاف تھا؟"

بڑا ہوا تھا۔ یہاں وہ اپنی گلی میں دیکھی تھی۔ اس کے لیے یہ
 بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ ڈیلی کے ساتھ کیا ہوا۔"
 جیڑس نے اپنی نظر اس کے چہرے پر جمادی
 اور ہولا۔ "کیا یہ جگ نہیں ہے کہ ڈیلی واکس جیڑس سے
 کرنے کے خلاف تھا؟"



ہے۔ اس کے ہوش وہ جیسا فذ کرنے میں کامیاب ہو گیا جو درست تھا۔

”اس نے شوہر کو کہا تھا؟“

”مجھے تمہاری صلاحیتوں سے انکار نہیں لیکن اگر تم غور سے متفکر کی کا کردار کی کا جائزہ تو اس بارے میں اجماع نہ لگائے گا۔ میں کامیاب ہو جاؤں گے لیکن اس کے باوجود جو کچھ میں ہوا وہ اس طرح تھا۔ مجھے اس کی کوئی وجہ نہیں آئی کہ وہ اس کا چاہے وہ ان کی میں کیوں کیا تھا ہوا ہے اس کے کہ کوئی اسے بخاند کی کوک پر وہاں لے جاتا کیونکہ میں جس دور اس کی دونوں کی کا نہیں اس کے قرب بھڑکی پائی گیا۔ اس لیے میں سمجھا جاتا کہ اس کے وہاں لے کر گیا ہو گا۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ وہ اس نے اس عورت سے اس کی میں لے کر کیا کیا تھا تو ایسا بھی ممکن ہوتا ہے جس کی اس کی میں شرماتا اگر مارا یا اسے فون کر کے وہاں جانے کے لیے نہ کہ تم کی ازم متفکر کی کا کردار کی تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ جس کے حق میں کوئی دینے والا کوئی نہیں تھا اور نہ ہی اس نے عدالت میں اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی۔ اگر اسے ایسا ہی کرتا تھا تو اس نے عدالت میں مقدمہ شروع ہونے کے بجائے کسی سودا کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟“

اس نے اس بارے میں سوچا لیکن کوئی جواب کچھ نہیں آتا۔

”تھیک وہ کسی بھڑکے کی امید کر رہا تھا۔“

”کچھ۔“ وہ اپنے آپ کو بے گناہ سمجھتا تھا اور اسے امید تھی کہ کوئی اس کا قصہ شروع ہو کر کہہ گا اور وہ بولے گا۔

”میں شادی سے پہلے ہوئے والے معاہدے کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔“

”مجھے پہلے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ اس لیے میں نے عام ڈیوٹی لگائی کہ اگر ایسا کوئی معاہدہ ہے تو اسے تلاش کیا جائے اور اس کو ملے گا۔ ساتھ ساتھ آئے ہیں لے کر معاہدہ کھنڈا تھا۔ میں اس معاملے میں اسے اختیار سے خوش قسمت رہا۔ دیکھتے تو اس کے دلیل کا پتا نہ تھا۔ کچھ مشکل تھا۔ لیکن ابھی بات یہ ہوئی کہ بارہا اس سے مشورہ کرنے پہنچ گئی اور اسے میری غرض تھی کہ وہ کوئی اسے دیکھتے ہی دھمکا گئی کیونکہ زیادہ امکان اس بات کا تھا کہ وہ عدالت کے سامنے سے بھاگ رہی ہوگی کہ اسے کارہائے اس سے اس معاہدے کے بارے میں کوئی مشورہ کیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ ان دونوں کے درمیان پہلے ہی سے کیا تھا کہ وہ اس بارے میں اپنی زبان بند کرے گا اور اس کے غور بارہا سے

مغرب میں مرد اور عورت کے درمیان تعلق ایک عام سہمی بات ہے۔ ان کی گہری صحبتیں اس وقتی تعلق کو دیرپا و رشتہ میں بدلنے میں ناکام رہتی ہیں۔... جبکہ مشرق میں فقط ایک ملاقات دور تک چلی جاتی ہے اور یہی اصل محبت... اور انوث بدشہن کن نشانہ ہے۔...

سلسلہ سرگم کے خان

اس شخص کا لیے جس نے اپنا جی ایک جرم زدہ کیو کا تھا

جی سائن میرے سامنے بیٹھا پر اگر کارانی سے انصاف کر رہا تھا۔ اس نے سچ جیک سے پتا نہیں کیا تھا اور اس کی نڈے دھار کی بیوی کی جوگی اسے وقت پر پتا نہیں دیتی تھی۔ آج سب اسے اجڑا ہوا چھوڑ کر پختہ کی طرف بھاگتا رہا تھا۔ میری دونوں ایک میں سب ایک بار کے کی آئے تھے۔ جی کے سامنے میں اسے لے کر میری گارڈ اس کی کا ہے ساتھ اسے ملے سے بار بار ساتھ ساتھ وہ بدشہن جیک کے بارے میں اسے عوام کا اعلان کر رہا تھا

”کیونکہ اس صورت کی وجہ سے مجھے چاروں تک اپنے گھر واپس اور شرب کے گڈیٹر سے دور ہونا پڑا اور ان جگہ دونوں میں شہر صرف اس وقت سے کہ کاروانی سٹاپ کی جگہ ایک ماحول ہوئی میں تمام جی پر ڈرا۔ اپنا کچھ برواشت کرنے کے بعد میں اس طرح انصاف کا خون ہوتے دیکھ سکتا تھا۔ جیوری کے لیے کچھ شیشے سے مجھے فائدہ ہو کر مقدمے کی کارروائی سنا تھی۔ جب میں نے دیکھا کہ جس کا وہ اپنے دفاع کرنے کو نہیں نہیں سچا اور وہ اصل بیوی کو بھانپنے کے بعد زبان پر مل گئے بیٹھے تھے مجھ پر غرض تھا کہ اگر پڑا جس کے شیشے میں دور دورہ کارروائی کا طریقہ ہو گیا اور ہم اس کا مل تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔“

اب میرے پاس بچنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ سب کچھ واضح ہو چکا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ اگر جیوں کے پاس قانون کی ڈگری ہوتی تو وہ سرخ رماں ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب وکیل بھی ثابت ہو سکتا تھا۔“

کتاب اس سے مزید کیس دہارے سر قوسے کی کوشش
کی تو وہ باپ چھوڑ دے گا یا نہیں جب کہ کوشش چھوڑے گا۔
یہ یاد رکھنا چاہیے کہ باپ کا ارادت میں سائل ہیجے۔ اس کے ترحین
شعبہ دار ہے۔ لیکن نہ کہ باپ کا کتاب یا اس کے ارادت میں
شعبہ دار ہے۔ یہ جانا ہی نہیں کہ اس وقت قادیانہ قادیانہ
میں۔ جو کہ اس کے سائل کے لیے۔ قادیانہ میں
اس انسان کی طرح کی سوت ہے۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ اس سوت کی
وجہ سے اس کو انسان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سائل میں دیا
ہوئے سائل ہوتا ہے۔ میرے اردو کی اس کے پاس چاہے

رپورٹ جاری ہے۔⁴⁹

فیاض نے اس میں جانب کھینچی تھی۔ کارڈ کے سطح کو دوبارہ کھینچ کر
اچھڑھی۔ لیکن جبکہ نے میں سواں بجے کال کی گئی اور ہم
چندہ دست میں یہاں پہنچے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ شیران
تقریباً دو بجے فوت ہوئی تھی۔ اس کی تصدیق لطف کے
بارودی کا بھی پورے تھی۔ اس کا نام ایک تھا۔ دو تقریباً تین
سال کا ہو رہا تھا۔ جی کا سواڑ تین تھا جس نے سوالات کا
کام میں نے سنبھالا۔ ”یہ واقعہ کس وقت پیش آیا؟“
”عینک دس بجے تھے میں تین منٹ پر۔“ ایک نے تصدیق
کے کیا۔ ”اس سے دو یا تین سیکنڈ پہلے میں نے لطف کی کھڑی
کی طرف دیکھا تھا۔“
”کس نے کہا؟“ میں نے پوچھا۔ لیڈ لڑکی کو کھڑی کیا گیا۔ کیا
”جس نے قاتل کو دیکھا؟“

تھے، ان میں تین عورتیں اور چار مرد تھے۔ اس وقت ہم چالیسویں منزل کے پاس تھے۔ اچانک لفٹ کو جھٹکا اور وہ روک گئی۔ اس کے ساتھ ہی اندر اُتار دیا گیا۔ یہ اندھیرا مشکل سے آدھے منٹ کے لیے تھا۔ تقریباً سب گھبرا گئے تھے اور عورتیں چیختے چیختے کسی بھر ایک عورت کی آواز آئی...

باقی منزل عمارت میں لطف نام کی ایک چھوٹی سی عمارت کے مجبور سے ہمارے پیسوں کا رازدہ ہے، جب تک کہ اس کے عین ایک سو کم پیسوں میں وہ ہے۔ کچھ بھگتے کہ وہ کا رازدہ ہر بار سے میں کوئی خاص طرح جب ہم سے اس کے سوالات سے جگہ آ کر آئے، بتایا کہ شیران کا رازدہ ہو گیا ہے اور ہمیں اس کا بارمٹھ کو دینا ہے۔ وہ یہ سنا ہوا ہو گیا اور شیران نے ہمارے ساتھ چلے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ اب شیران کے ساتھ ہے۔ ہمارے سوالات پر کہ رازدہ تھا اور اس کا اتھارہ کر رہا تھا۔ اس نے ہمارے یہ ماسٹر کے شیران کے بارمٹھ کا دورہ دیکھا۔ میں اور میری بی بی احمد آئے تھے جب شیران نے احمد آئی کہ کوشش کی تو میں نے اسے روک دیا۔ "کھانا کھو۔۔۔" میں نے کہا۔ اور میری بی بی احمد نے اسے اتھا رہا دیکھا۔

[illegible][illegible]

مسوادی اور ذریعہ برائی کا نمونہ تھی۔

”بارہ چار چھبیس سات۔“ بھری نے کہا۔ یہ مسوادی

پائل رات کے چار بجے رہی تھی۔ بارہ بج کر آٹھ بج تک یہ مسوادی

فصل دروازہ کھول کر اندر آ کر اپنے پیچھے اپنے خطروں

سے چاروں طرف دیکھا اور پھر تیزی سے اندر چلا گیا۔ وہ

مٹکل سے تین سینکڑہ روزانے سے روکھا تھیں اتنا وقت کافی

تھی کہ وہ اس سے اسے پ آسانی حاصل کر لیا کیونکہ یہ

مارے اٹھانے کے خوف اور اس کے پیشانی پر لکھا تھا۔

بھری نے بھری طرف دیکھا تو میں نے سر ہلایا۔ اب ایسی

بیڈروم والے کمرے کی اسی وقت کی مسوادی لگا رہا تھا۔ بارہ

بج کر تین بج تک یہ بدعات ک بیڈروم میں داخل ہوتا دکھائی

دیا۔ وہ دلہائیت کے بیڈروم کی تلاش میں بارہ کا قہر دوبار

بار کمرے کی دھند میں آ رہا تھا۔

کیونکہ اپنا منٹ میں تار کی جھکی اس لیے بھری نے

کمرے سے ٹاٹ پر چڑھ کر پوچھ کر پوچھ کر اسے بارہ روکھائی میں

بھی کیا بات سمجھ مسوادی میں سے۔ اس نے تھرا جی نصف بجے

اپنا منٹ میں سے کھینچا اور اس نے اپنی کھانسی کی جھکی

جھکی اس سے بھی دور روشنی میں اس کو صرف ایک چھوٹی سی

بارہ سے کام چلاتا رہا۔ اس کے سامنے بھری نے اپنا منٹ

چلا گیا۔ اس مسوادی کے چھوٹے اور واضح فوج لگواؤ۔

بھری نے ایسی کو دیکھا کہ اس کو ہم پر گھل آئے۔ بھری نے

بھری طرف دیکھا۔ ایک ذرا بچتیں سے بات کر کے لیں

پھر ذرا ٹوکی آجیا تھا۔

جب موقع فوج دیکھ کر بارہ ہماری کار کو دیکھ کر اس

کچھن تک پہنچا۔ بارہ نے خواہش کی کہ اسے ہر دور چلا۔

میں اور بھری بہت خوش تھے۔ اس میں کوئی کام نہ تھا۔ جب تک

میں نے وہاں سے ہٹنے سے پہلے ہی سے چھوٹے چھوٹے۔

ہم جاتے اور دار والی بلڈنگ پہنچتے تو یہاں بیٹیاں سویرے طور

پر شام کے روز بھتی کے چتر میں غائب اور روز بھر بھاگتے تھے

نکلنے۔ بھری نے انھیں ایک کے چتر میں لے لیا تھا۔

دونوں شکر سے کہ میں نے ان کو ان سے ملنا تھا۔

کیونکہ ان کا خلاف توقع بھری نے کوئی ذرا مانی صورت حال

پیدا کرنے کے بجائے فوج کا خلاف توقع لے لیا تھا کہ سامنے وال

دیا۔ ”ان میں کچھ تصاویر تھیں۔ انھیں دیکھو اور یہ بتاؤ کہ تم

نے شرم کو کیوں لیا؟“

ان کو لیا تھا کہ ہر جرم کی طرح اعتقاد اعجاز میں جاسکے

کی کوشش کی تھیں اس لیے کے چتر تھا۔ میں نے ٹانگ

اڑا کر اسے منہ سے مل کر بارہ اور اس کی گالوں کی پ دیا۔

سریرات

سکیم انور



بعض اوقات مختصر سی ملاقات میں قربت کا کبیرا احساس ہو شیدہ ہوتا ہے... اور کبھی زندگی کی کئی ماہ و سال ساتھ بٹانے کی بار چوڑا ایک ہوسنے کے مزاج و عادات سے ناواقفیت ہی رہتی ہے... ایک دوسرے سے وابستہ کی جان والی توقعات کا شامساں...

ایک چاند دیکھتے والے انتظام سے حرم... جرم اور محبت کا کوکھا انجم

سیریکہ کون تھا وہ اس وقت تک کہ اس نے بارے سے...
ساہنہ آج بھی کی میر پر بیٹھا بیان سے اخبار چڑھا
تھا۔ چینی کان ہونے کی وجہ سے...
تھیں کی... وہ کرشن پٹیل کا کم لڑائی کے سہرا صاحب چکا
تھا اور آج چینی کے دن عمل آرام کرنا تھا۔
اس کی بی بی سنی میں تھا تیار کرنے میں صرف تھی۔
اکی شب غرابی کا لباس بھی تبدیل نہیں کیا تھا اور رینگ
کا دن پہنہ ہوئی۔ یہ ان دونوں کے لیے ایک مخصوص
چینی کا دن تھا۔

”آج تمہارا کیا پلان ہے، سنی؟“ اس نے اظہار

تھا۔ درحقیقت وہ ایک سطر تھا اور لوگوں کو لکھتی سٹین کے
لے استعمال کرتے وقت اس کی قافی اعتراض دینے کا تھا۔
اور پھر انہیں ایک سٹیل کر کے ہم وصول کرتا تھا جو درخواں
شیرن سے پہلے اس ہو گیا۔ اس نے ذرا کو کھڑا ہوا تو کہاں
کردہ اس کا راز قافی کر دیں کی اور وہ قانون کی گرفت میں
آجائے گا۔ وہ اب تک بڑی خاموشی اور معافی سے اپنا کام
کرتا تھا۔ کبھی پاپتا تھا کہ اس کا کسی بھی قسم کا بھرا
ریکارڈ نہیں کی گھر میں آئے اور وہ جس جاسے۔

اس نے باقاعدہ منصوبہ بندی کی اور دونوں لوگوں کو
ایسی تندرست دیکھ چکا ہے کہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت
کے کے اس نے وہ صاف کیا اور پچیس کو دونوں لوگوں
کے قافی کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ شیرن کا معاملہ ایک خط
ذرا کی اس سے طاقت اٹھاتی ہوئی تھی اور بظاہر اچانک
صرف اپنی سٹین کا سامان کیا تھا۔ شیرن کو ایک سٹیل کرنے کا
اس کا ارادہ نہ تھا کیونکہ اسے علم تھا کہ شیرن دولت مند
ہے۔ وہ صرف اس کے سٹین کی وجہ سے اس کی طرف مائل ہوا
تھا اور ان کے شیرن بھی سطر سے قاف ہو گئی تھی کہ شیرن
اچانک اپنے سامنے پا کر اس کے اسامان خطا ہو گئے اور وہ
کشش میں مبتلا ہو گیا۔

شیرن کا شاید ایک کوئی ارادہ نہ ہو لیکن طبع و چراگیا
کے طور پر تھا۔ اس نے کوئی خطرہ مول نہ لیا تھا۔ سب
گھما۔ اسے سطر محسوس ہوا کہ شیرن کا کہا ہوا ایک نقطہ ایک
اشارہ تھی اسے تیار کرنے کے لیے کافی ہو گا۔ غصے کو
سامنے دیکھ کر وہ آنا دھواں ہوا کہ جب اچانک نقد کی
لائی تھی، اس نے رتی اور اندر اندر اچھا ہو گیا تو اس نے بے
اختیار غصے کے پائل سے جوڑا ایک ٹاکر اس کی بیٹی
میں محسوس ہوئی۔ وہ جان دیتے ہوئے رو رہا تھا اور اپنی
سٹین کی قرار دے رہا تھا۔ اسے اسے موت ہوا چینی
تھی۔ اس کی زندگی صرف ایک ٹکڑی کی وجہ سے ختم ہو گئی تھی
اور وہ کوئی کن گرفت میں آ گیا تھا۔

”سوچے مجھے یہ قدم اٹھانا آخر طاقت معیت کا
باعث بن جاتا ہے۔“ سنی نے کہا۔ ”مگر وہ رائل سے کام
لیتا اور شیرن کے دو کھلے اندازہ کرتا تو میں گھٹے سے اس کی
کی موت میں نہ آتی۔“
میں نے سوچا، یہی ایک کبیرا تھا کہ ان میں جب انسان
کا مانی کے پیچھے انحصار نہ تھا کہ ان شروع کرتا ہے تو سب
سے پیچھے روک کا دان ہی تھا سے پھر رہا ہے۔

بغیر اٹھائی اس کے ہاتھوں میں ڈال دی۔ اگر میں اسے
گرنے کے بجائے براہ راست روکنے کی کوشش کرتا تو مجھے
خاص جہاد چڑھنا پڑتی۔ ظاہر چینی قافی انھوں نے سارا
مندر کھینچا۔ جیسے ہی میں نے ذرا کو کھڑکی پر پہنایا...
کرکی پر پیچھے پیچھے ہوش ہوئی۔

☆☆

”بے چاری لڑایا۔“ میں نے جی پر چری کا ساتھ
دیتے ہوئے اسوں سے کہا۔
”بے چاری کہاں سے؟“ سنی ایک دگر برگر کا سٹاپا
کرتے ہوئے پوچھا۔ ”اس کی تو سمت ابھی کی کہ وہ چینی
دو ذرا دیکھے تھے۔“ سنی نے کہا کہ سٹاپا کے بعد اس کی دولت
کا ساتھ اٹھانے کے لیے اس کی لڑائی کرتا تھا۔ اس نے شیرن
کو گھات میں مارتے ہوئے کہا تھا۔ اس نے اگلے چھ سے
جوڑا ایک ٹکڑی۔ شاید اسی وقت شیرن نے کہا تھا کہ یہ کیا کر
رہے ہو اور اس نے زیادہ کی اسے مہلت نہیں کی کہ نہ تو
ی ذرا دے دو اور اس کی چینی میں اتار دی گئی اور وہ
بغیر آواز کے باخبر ہو گئی۔ تم اندازہ کر سکتے ہو کہ اس نے
کتنی قوت سے دیر کیا ہو گا۔“

ذرا دیکھتا تھا تو رادی تھا۔ اس کا اندازہ مجھے اس کو تو
کرتے ہوئے غریبی ہو گیا تھا۔ اس نے گھر تھری کے بعد
دیکھ کر پوچھا کہ مجھے وہ اسراف جرم کر لیا۔ کاپی ایک
پول کی کر کرشن سویم کر میں شیرن چلیاں گزارے ہوئے طور پر
کی تھی۔ وہ ہر سال کرکی کی بیٹیوں میں کھیل جاتی تھی۔
غور کیا میں اس کی طاقت ذرا دیکھتے ہوئی اور دونوں
عامی مشق میں مبتلا ہو گئے۔ دونوں نے میں دن میں
دوسرے کے ساتھ نہایت خوش فہمی گزارے۔ اس کے بعد
شیرن دابھ آئی اور اپنی جانب میں گھٹ گئی۔ سنی نے دگر
برگر کا قاتل کرتے ہوئے سر آہ بھری۔ ”میرا اور تمہارا
اندازہ ظلمات ہوا تھا۔ شیرن چٹ جانے والی صورت نہیں
تھی۔ وہ ذرا کے ساتھ صرف وقت گزار کر رہی تھی۔
واپس آ کر وہ اسے بھول گئی تھی، ایسا وہ ہر گز میں
کر گئی تھی۔ اس طرح وہ بغیر کسی سیکڑل کے اپنے فطری
تھامے پورے کر لیا کرتی تھی مگر بد قسمتی سے جب ذرا نے
ظاہر کا کھنڈا اور اس سے چینی کی کرنے میں کا سیاب ہوا تو
غصہ میں شیرن سے سامنا ہو گیا۔
ذرا کا ہنسی بھی صاف نہ تھا۔ وہ اس سے قتل دو
لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔ اس کا اصل مقصد
لوگوں کو اپنے مشق کے جال میں پھنسی کر موت کا حصول

ہمارے سماج میں قانون کتابوں میں لکھا ہوا ہے جب اس کی باگدور بااثر سماج کے روایتی نظام تک پہنچتی ہے تو اس کے معنی ہی بدل کر رہ جاتے ہیں مختلف طبقات میں تقسیم اس نظام قانون کے بھی کئی رخ ہیں ، بالا تر طبقہ کی خوشنودی ہی قانون کی اصل تعریف و تشریح بھرتی ہے بہتشریع کتابوں میں نہیں روایتوں میں تحریر ہوتی ہے ... ایسی روایتیں جس میں قانون سب کے لیے ایک جیسا نہیں بلکہ سمندر اور جال کا سب سے جمل طاقتور مچھلی جال کو توڑ کر اور کمزور مچھلی بچ کر نکل جاتی ہے ۔ بہشتناوی ہے جو درمیانہ طبقہ سے ہو ۔ محبت نہ تو روایتوں کو مخالفتی ہے نہ طبقوں میں تقسیم معاشرہ کا تجزیہ کر کے محبوب کا انتخاب کرتی ہے ، یہ تو میں ہو جاتی ہے ۔ دل حقیق کی پروا کرتا ہے اور نہ ہی طاقت اس کا راستہ روک سکتی ہے البتہ اسے آزمائشوں سے ضرور گزرنا پڑتا ہے ۔ زندگی کی ہنسنا طاور وقت کے دھارے میں قسمت کی باتیں اور مقدر کی چالیں ہیں ... کبھی باقی بچت بھی جاتی ہے ۔ بیٹا وقت لوٹ تو نہیں سکتا مگر مقدر ساتھ دے جاتا ہے ... اس وقت تک بچوں کے نیچے سے ہتھ پائی گز چکا ہوتا ہے ۔ جرم ، افسر شاہی ، جاگیر داری اور پیار کے محور کی گرد گھومتا آزمائشوں کا ایک ایسا ہی لامتناہی سلسلہ

تبدیلی کی فسون گری ، قسمت کی چالمازی یا مقدر کا کھیل ... مطلب اور جوہر حلسہ و لور کی کہانی



اور سماج کا تعائن سے قطع رکھتے دلا خیر مار عادل ایک بڑی بڑی جوان ہے جس کی بھروسہ مستند شہر کی ایک سنگ جاتی ہے ۔ اس کے ذریعہ میں سے سب سے بڑے سے جوان آزاد کا چھری کاخ اور عالم ٹو ایک دوا کی جائیداد ہے جو خیر مار کو اپنے اوپ پر چالے میں آگیا ہے ۔ وہاں وہاں کے دو مردوں کے درمیان کھسکا آقا اور ہوتا ہے ۔ چھری کی طاقت پندہ کی بھروسہ آٹاپ سے خیر مار کو کر گیا ہے ۔ وہ آزاد کو خلق کی فریاد سے خیر مار کاخ اور جب وہ آزاد کو دیکھتا ہے اس کی اس کا دل آٹا ہوتا ہے اور وہ وہاں کی قربت پاؤں کر کے اس کو قتل کرتے ہے کیوں وہ چھری کے چال سے لگے میں کامیاب ہو جاتی ہے ۔ گور اس کا آٹاپ اچھے اس میں مورا کا لکھتے ہے ۔ وہ چھری کو دوا آزاد کاخ کے در سے راجھ لٹا ہے ۔ اور کھسکا آٹاپ کے نیچے پر چلی پھرتا ہے ۔ وہ آزاد کو بھروسہ کر لیا کہ اس کے پاس کئی چال ہے ۔ خیر مار کاخ پر مرد کو گولہ لگا کر کے قتل میں آگیا ہے ۔ آج کل کے لڑو دے ہے ۔ وہ آزاد کو اس کے در سے خیر مار کی لڑائی کی اطلاع ملتی ہے ۔ وہ کم کو لڑائی کی آواز دیتا ہے ۔ چھری آٹاپ اور کھسکا آٹاپ کے کاخ میں آگیا ہے ۔ اور وہ آزاد ، آٹاپ سے اس سے بھاگ لگتے ہیں ۔ اس کے ذریعے سے پرے چل کر کام کی کو گولہ کر کے آگیا ہے ۔ کام کاخ پر آٹاپ کی قاتلانہ قتل میں ہوتی ۔ اور چھری کاخ اور کھسکا چھلکے اور بھروسہ کی کامیابی کے لیے سب کے کام دالے حلقہ سے بے کر ہوتا ہے ۔ حلقہ میں قاتل وہاں تک کر گیا ہے کہ وہ سے قتل سے حلقہ سے مالا مال کر دے ۔ خیر مار کاخ کا قاتل بھروسہ کر دے ہوتی ہے وہاں سے آٹاپ سے ایک ایک آدمی قاتل کام کر لیا کی ہے اور وہ کھسکا میں قاتل ہو گیا ہے ۔ یہ لوگ ایک کمال دلی بھائی کے طور پر چل کر گزرتے ہیں ۔ وہاں کی قتل قتل کو دوا آزاد کو قانون میں قبول ہوتا ہے ۔ وہ اس سے ایک خود کشاں کی ہے اور اس سے قاتل کی خبر سنا کر اس سے اپنے قاتل کا قاتل کاخ سے بھاگے کے لیے اس کی مدد کرتا ہے ۔ خیر مار کو کھسکا پر قاتل کے ذریعے قاتل دلا کی کھسکا اچھے کے کھسکا کے چالے کی اطلاع ملتی ہے ۔ خیر مار کھسکا کے ذریعے دیاں کا رو دلی کر دتا ہے اور کھسکا اس کے کھسکا قاتل دلا کھسکا ہے ۔ وہاں اسے بھاگے کر اس کی جاسوسی کی جا رہی ہے ۔ وہ اپنے کھر میں جا رہی ہے ۔ بے اشتغال ہوئے دلی قاتل کی کو اور لڑتا ہے ۔ خیر مار کو بڑے خیر ہوتا ہے ۔ مار لیا اور اس کے لیے قاتل ہے جو خیر مار پر قاتل کی کو اس کی



ماتے کھڑا ہو گیا۔
 "مومن اپنی کسی بھی طرح سے اپنا مذہب کوٹنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ تم اس سے بچو کہ تم کو کچھ جانتی ہے۔"
 مستحق آئے والے سے قاطب ہوئی۔
 "خیر ہے میڈم! میں اسے بھی اس کے ساتھی کے ساتھ لگا رہتا ہوں۔ جب ہم سے کمال اترے گی تو سب

ہوتے تھے۔ اور اس مصلحتی ہیہ یہاں۔

”اسے“ انتصاب کی امان دے، جسے جس سے کہیں
خواب نہ ہو، اسے کسی خاص کام کی اجازت دے، اور یا اس کی کوئی
اور کیا جاتا ہے۔ کہ کتنا عرصہ صحت معلوم کرے۔۔۔ یا کھان
اس کے ساتھ اور کھان میں شب معلوم کرے۔۔۔ یا کھان
پلے کو توڑ دے۔ اور اس کی کوئی۔۔۔ دو سلا کی یا انتصاب
تھی۔ اس کی بات سن کر شازدین نے ہڈیاں اٹھائی جیسے
”اے کچھ نہیں معلوم۔ میں کچھ نہیں جانتی۔“ لیکن
وہاں موجود لوگوں نے اس کی بات کو بھروسہ نہ کر کے
سوچنے پر مجبور ہو کر اس کے لیے اور کڑو اور چڑا کی طرح پڑتی
ہوئی کا وہاں پر لطف قاتل انتصاب کی اجازت دے کر اسے
دیا۔ اس کی موت سے اس پر انتصاب کی تھی۔ اسے انتصاب
آگ میں جلی شایہ پر اس کی موت سے انتصاب میں شازدین
تھی۔ اس کی شازدین سے انتصاب میں شازدین کی شازدین
تھیں۔ پھر آقا۔۔۔ سوچنے سے شازدین کے ساتھ ہی آواز کرنے
کے اہل کے ہڈیوں کی آواز سے آواز کیا۔ وہیں اس انتصاب
میں اس سے انتصاب ہی نہ ہوئی۔ اس کی کوئی اور کچھ

”خدا کے لیے چھوڑ دو۔ میں تیرا کہہ رہی ہوں۔“
 مجھے کچھ نہیں معلوم، میں اتنا جانتا ہوں کہ میری، خدائی کے
 کہہ رہی ہوں کہ میں تیری جہنم کی اور یہ معلوم کرنے کی کوشش
 کر رہی ہوں کہ کیا وہاں کبھی شعلہ لگتا ہے یا نہ ہے۔ اور میں
 معلوم ہوا کہ خدائی کو میرا خواہر جاکھن جادے ہو جس کی طرف
 اور اس کے لیے کہ اس کے لیے اور اس کے لیے کہ اس کے لیے
 مجھے نہیں معلوم، میں اتنا جانتی ہوں کہ میرا جہنم کی طرف
 اور میری جہنم کی طرف میرا جہنم کی طرف میرا جہنم کی طرف
 نکال کر اس کی کھال، اور میری جہنم کی طرف میرا جہنم کی طرف
 لیکن میرا جہنم کی طرف میرا جہنم کی طرف میرا جہنم کی طرف
 اس نے اس کی کوشش کی کہ میرا جہنم کی طرف میرا جہنم کی طرف
 ”مگر،“ اور میرا جہنم کی طرف میرا جہنم کی طرف
 کاروائی کر رہی تھی، اور اس کے لیے میرا جہنم کی طرف میرا جہنم کی طرف

شازمین کا چہرہ غصت سے سرخ رہا، وہاں اسے اس بات کا
 اندازہ بھی ہوا کہ اس کے سامنے کبھی بستی کی معلومات غلط
 کی ہیں اور اسے زبردست معلومات رکھنے والی شخصیت کوئی عام
 عورت تو ہو جس سے کئی چیزیں غلط ہو سکتی ہیں اس کی انہی باتوں
 سے قاضی کے خلاف چالوہی اور اس کے سامنے برسرِ پیکار
 تھے۔

ہمیں برصغیر میں کسی ایسے شخص کے بارے میں معلوم ہوا کہ
 وہ اپنے آپ کے پاس دینی کے علاوہ کسی جوت سے دوسرے
 خواجہ سرا کو سوزوئے جتنیں بازو رکھنے میں بھی ضروری نہیں
 سمجھا۔ دینی بھائی میں سے کسی کو اپنے کمرے میں چھپانے کی
 بھی ضرورت نہیں پڑی تھی۔ کوئی بڑے چوتھے یا پانچویں میں دوسرے
 خواجہ سرا کے ساتھ کسی طرح کی بولی نہ بولتا تھا۔ اپنے آپ
 کی تکرار اور دعا کے لیے جسے ہر سال کا خواب دینی دینی میں
 ایک کی عمر میں جتنا کہ جائے براں کا کچھ نہ ہو سکا۔

”چرا غریب میں نہیں آئے اس کے سامنے میری طرف سے
 کیا ہے۔ یہ کہیں کہیں آگئی۔ اس نے بھی ایک کمال کرتے
 کے بعد ہی تسلیم کیا تھا کہ وہ بھی جس شخص سے ملے
 اس کا ہی نہیں، اس کی خفیہ اس بات کے لیے۔ اب یہ بتاؤ
 کہ وہ بھی کون سی ہے اور اس کے وقت کا بتاؤ
 ”۔ ”میں نے اس کے نام کو دیا تھا اور اس کی بنیاد پر اس
 کے ساتھ جلتے تھا، اور نہ جیتے پر ہی کہ وہ راجہ کی بہن کی
 اور جو اس کے ہاں رہا اس سے بھی کسی کو گواہی کی اور
 اس کے لیے جان دے دی اور کبھی شہر میں نہ لے لیا دیا۔“

و اسے سچے دل سے دعا کرتا تھا۔ اس نے اس کی ساری
 راتیں غلامی میں گزار دی تھیں اور شاید یہ بھی سچے غلامی
 کی کوئی اور مثال ہو جائے۔ اس کے نام اور اس کی ساری غلامی
 سے وہ بھی سچے غلامی کے ساتھ ساتھ رہا۔ اس کی ساری
 والے کلمات میں اس کی یہ خوش بھی دھری رہا۔ اس کی ساری
 ایک کروڑوں کی کے ذریعے زیادہ معلومات حاصل کر سکتی

”یقین کرو میں تم کو کچھ نہیں جانتی۔“ شام میں اسی انفرادی کے سامنے ڈیڑھ گھنٹہ بعد ازاں وہ بخون میں لٹ پڑے جسم تمام پہنچا خود کو اسی تکلیف ہی گزرنے کے خیال سے وہ دھشت زدہ ہو کر کھڑی۔

”تھوڑی دیر میں تم خودی فر فراتے لگو گی کہ کیا کچھ جانتی ہو۔“ مستحقا کے سر دھری سے جواب دیا اور اپنی کرسی کے تختے کے ساتھ ششک ایک پیش دیا۔ فوراً ہی کمرے میں

ہمارے عزیز کا کیا نام ہے اور وہ کس وجہ سے
داخل ہے؟ اسے کتنا عرصہ ہے؟
نہا۔
ن کا نام مل ہے۔ وہ کئی حادثے میں زخمی ہو گئے
تین نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا اور جی
سب جہازات دینے کی کوشش کر رہی تھی۔

ہمارے یہی صاحب کلام کرتے ہیں؟
 "بلکہ میں ہیں۔" شاذین نے سئل سے قہقہہ
 جواب دیا۔ "یہ آپ جھوٹ بولتے ہوئے اس
 شہر کو دیکھتے۔"
 "بلکہ میں کرتے ہیں وہ؟" سٹھکیا اسے ذرا بھی
 ڈر تو تھا نہیں تھا۔
 "یہ تمہیں کہ جس معصوم۔ اصل میں ہمارا آپس
 وہ دیکھنا چاہتا ہے۔" اس بار وہ دہرائی سے جھوٹ

[illegible]

ایک ہے۔ جس جہاڑی یہ بات مان لیتی ہوں۔ تم
 کو اسے چروں کے چوٹی کے (دین غرضی) کوئی
 اور وہ سوچے پھر مجھ کو بتائی کہ کبھی سامنے بھی

نے جواب میں دہریہ کی بات کا "اے
 ستمیہ مجھے تو ہے کھوس بولی۔
 یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ میری کون
 میں نے ایک بار پھر سنبھال لی تھی کوشش کی۔
 یہ جلدی بھول گیا اپنے معاشقہ کی دل تھی
 نے گئے اس حسین سراور کا تھے بعد میں تھے
 میں بڑا ہوا تھی۔" ستمیہ کے جواب پر جہاں

[illegible]

ان ہوم لوگ اور نیو سٹار میں اٹھایا بنا دوڑا کرے
 ساتھ ساتھ یہ سوچ کر کیا ہے؟ شازمین نے خوف زدہ
 ہوا۔
 آواز میں اس سے بچھا۔
 ... دیکھو، سوال صرف میں کروں گی جن
 کے جواب دینے کو ہے۔ ورنہ سناں کی
 کسی حیل میں ہوتی ہوگی۔ صورت جو کہ سناں
 چھوڑے نہ ہوگی اور اس نے قہر برساتی آواز
 میں کہی۔

ابھی سے یہی کیا چھاپا ہوا ہے کہ
تاکاؤں کو اس شخص سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے
ایک ڈرامہ ہے۔" شازین نے ادا خانہ کے
لوگوں سے تعلق نہیں ہے یہی اس شخص سے ضرور
سے ہے نہ ہسپتال کی گئی۔ مجھے اس شخص کے
تاکاؤں سے کچھ نہیں ہے۔ شازین نے ایک کرسی پر بیٹھ کر
لوگوں سے اس شخص کے بارے میں اس سے کچھ پوچھا
کر ڈرامہ ہے۔ یہی کہ مجھ پر بھی کرنا شازین کو کسی

[illegible][illegible]

میں اس نے ڈاک اہام شازین کا وہ محرر ڈاکٹر اس میں
چھپنے کی کتبہ بھی نہیں رہی۔ سبھی گزرا ہی اس کوئی کے
سے بھول جاتے ہوئے برکٹی اہم جس کا نام وہ اس بات پر
نہیں سے محو رہی تھی کہ اس بات پر جانے کے باوجود
شازین سے اپنی پسند کی معلومات حاصل نہیں کر سکتی تھی۔
”گھنٹوں کرتا رہا وہ اس کے سامنے کوٹھلے سے جا کر
چپک رہا۔“ وہ ایک فزٹ پری فزٹ شازین کو نہیں
جانتا وہ دوسرے ڈاکٹر اور جی سم صدار کیا جیسے انسانوں کو نہیں
عاموں کو نہیں دیکھ سکتے کی کوٹھلی کے ساتھ وہ جتنا
مسلمانوں کو کبھی بھی نہیں۔ مسلمانوں سے غصہ میں رہتی
ہوئی فزٹ سے بچنے کے انتقام کے ساتھ اس کے لئے وہ آگ
پر جاتا۔ وہ اپنے اندر کی آگ میں سب جگہ پر کھم کر دیتا
چاہتی تھی۔

شازین کا وہ اہم دوسرے رنگ جاوہری سے پیٹھ نہیں
رہتا تھا۔ شازین کو دارالامان ڈراپ کرنے کے بعد
ڈراپ کرنے سے بد وقت پر بد وقت نہیں کی تو اس نے اس سے
رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ اس کوشش میں جاوہر اس نے
دارالامان کو ان کو کیا تو وہاں سے معلوم ہوا کہ شازین وہاں
فیس نہیں لگتی ہے۔ فزٹیں زندہ ہو کر اس نے فوراً کرانی پوٹ
کے انجانوں کو اطلاع دی اور اس نے اپنے ساتھی کو بروئے
کار کر دیا اور اس کے لئے کاروبار ایک ڈاکٹر میں خالی کھرا
در یافت کر دیا۔ خالی گاڑی نے شازین کے ڈراپ دوسریت
الو کو کھڑا کر دیا۔ بد وقت حال سامنے آئے اس کی فزٹ
کا انجانوں کا ٹیکو ہو گیا۔ اس نے ایک طرف شازین اور
ڈراپ کرنے کے خواہ کاروں کے بارے میں تحقیق حاصل
کرنے کے لئے بہتر تہیہ کی تو دوسری طرف جاوہری کے
تھکنے کے لئے بھی سرگرمی رکھائی۔

”میرا اندازہ ہے کہ اس کوئی کے ڈراپ دوسرے
طرف تہیہ دارا پر گنگے ہیں اس لیے میں بھی فزٹ
خود پر اپنا اپنا شازین کے شہد کاروں میں۔“ یہ جتنے
کہاں کی نہ کی خود تہیہ کرانی ہو رہی ہو کر اس میں
پاتے ہی وہ ڈراپ کر پڑا تھا ڈاکٹر کی کوشش کریں گے۔ اس
نے شازین کی طرف سے طے نہیں میں جگا جاوہری سے
کہا تو اس کا فزٹ شہد شہد سے انجانوں سے کہے
کہ وہ اس کی فکر کرنے کے بجائے شازین کو باز
کرانے کی کوشش کریں گے۔ نہ کہ ان کو شہد سے معلوم تھا
کوٹھوں کے ڈاکٹر میں اس کی جڈا بہت کی کوئی نہ تھا

”میرا اندازہ ہے کہ اس کوئی کے ڈراپ دوسرے
طرف تہیہ دارا پر گنگے ہیں اس لیے میں بھی فزٹ
خود پر اپنا اپنا شازین کے شہد کاروں میں۔“ یہ جتنے
کہاں کی نہ کی خود تہیہ کرانی ہو رہی ہو کر اس میں
پاتے ہی وہ ڈراپ کر پڑا تھا ڈاکٹر کی کوشش کریں گے۔ اس
نے شازین کی طرف سے طے نہیں میں جگا جاوہری سے
کہا تو اس کا فزٹ شہد شہد سے انجانوں سے کہے
کہ وہ اس کی فکر کرنے کے بجائے شازین کو باز
کرانے کی کوشش کریں گے۔ نہ کہ ان کو شہد سے معلوم تھا
کوٹھوں کے ڈاکٹر میں اس کی جڈا بہت کی کوئی نہ تھا

”میرا اندازہ ہے کہ اس کوئی کے ڈراپ دوسرے
طرف تہیہ دارا پر گنگے ہیں اس لیے میں بھی فزٹ
خود پر اپنا اپنا شازین کے شہد کاروں میں۔“ یہ جتنے
کہاں کی نہ کی خود تہیہ کرانی ہو رہی ہو کر اس میں
پاتے ہی وہ ڈراپ کر پڑا تھا ڈاکٹر کی کوشش کریں گے۔ اس
نے شازین کی طرف سے طے نہیں میں جگا جاوہری سے
کہا تو اس کا فزٹ شہد شہد سے انجانوں سے کہے
کہ وہ اس کی فکر کرنے کے بجائے شازین کو باز
کرانے کی کوشش کریں گے۔ نہ کہ ان کو شہد سے معلوم تھا
کوٹھوں کے ڈاکٹر میں اس کی جڈا بہت کی کوئی نہ تھا

میں جیڑا تو اس کا کوئی نہ رہا جس کے قریب چلا آیا اور اسے
سہا جیڑا کا سطرچ سے دور سے اپنا چادر کی ایک سطرچ ایک
پر چڑھ کر اس میں آ گیا لیکن وہاں کی سسکناں بھی سن رہا
تھا اور اسے شازین یاد آ رہی تھی۔ بہت زیادہ دیر تو نہیں
گزری کہ وہ اس کے قریب بھی آئی کی ڈیڑھ دو گھنٹوں
دیکھ کر بری طرح سسک رہی تھی۔ اس کے دھونے پر جاوہری
وہاں پہنچے دل میں شہد بقیہ کھسکی کی اور وہ خود بھی
مات کا کہ جس کا رادہ اس کے لئے سخت تکلیف وہ تھا وہ
آہر ایک کچھ کچھ دیر دشمن کی ٹوہ میں میں چلے ہوئے
دل پر کیا زور دیتی تھی۔ اس کا ایک ایک ٹپا سے پوچھتے ہوئے
گزر رہا تھا کہ وہاں اس کے ساتھ نہ جانے کیا طوفان کیا
چراہا ہو گا اور وہ کتنے اہم حالات سے نہیں ہوتی۔ اسے
تے فزٹیں شازین میں دھکی دھکی کرانی کی جڑا بہت کچھ
سے نہ کر جاتی تھک کا سطرچ ایک کی سبب وہ سبب
لغیائی انجانوں کی وجہ سے تکلیف میں گرا تھا قہمت کے گرد یا
میں آتے ہی گریب میں جس کی بھی اور اس کا سبب جیتنا
جاوہری کی ذات تھی۔ ابھی حقائق کو اس کا سامنے نہ آتے تھے
کہ وہ خود اندازہ کر سکتا تھا کہ شازین کوئی کے سامنے نہ آتے
کیا کیا ہے اور دشمن ایک کھڑو لڑکی کے سہارے اس پر ہاتھ
ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ کھڑو لڑکی کی جڑا بہت کچھ
ہو چکی تھی۔ دشمن کی فزٹیں میں اور خود بھی محظوظ تھا کہ کیا
جاوہری نے اس بات کا کہ شازین پر وہ سبب نہ تھا خود سہارہ
دھکی لئے اسے یوں گنگا پر جاوہری سے پہنچے کئی لاشی
جس سے مل کی طاقت جیتنے کی تھی۔

”یہ ہے اس کا عالم میں اب اسے اب نہیں
کہاں کر کھڑو ہو چکے پر پہنچا دیا گیا، یہ نہیں چلا۔ اس کے
ساتھ اس کے طرف کے لئے نہیں جیڑا اس کو موہنے میں
جیتوں نے اسے ایک کمرے میں آرام دوسرے پر چھل کر
دینے کے بعد رادہ دوسرے کا شرم کر دیتی۔ پر فزٹیں سب
سے اسے ایک کمرے کی طرف باز کرانے کی فزٹیں اس کی
ان فزٹوں میں سے کڑو کر دیتا تھا کہ اس میں اس کی
خود تہیہ کی۔ گھنٹوں کے ساتھ اسے دھم دھم کرنے کے
پہلے اپنی بائیک ادا دیتا دھم دھم کی مثال کر کے دیتی جاوہری
میں۔ اس نے ایک سوئی کا بد وقت اس کے جسم میں چھپا
پر حاضر رہتی تھا۔

”تو جگا پہنچاں میں بلکی ایف بی کا ایک ٹھکانا ہے۔
نہروں میں ایف بی کے ملازم ہونے کے ساتھ ساتھ تربیت
ڈاکٹر میں اس میں ایف بی کے ساتھ ساتھ تربیت
میں جیڑا تو اس کا کوئی نہ رہا جس کے قریب چلا آیا اور اسے
سہا جیڑا کا سطرچ سے دور سے اپنا چادر کی ایک سطرچ ایک
پر چڑھ کر اس میں آ گیا لیکن وہاں کی سسکناں بھی سن رہا
تھا اور اسے شازین یاد آ رہی تھی۔ بہت زیادہ دیر تو نہیں
گزری کہ وہ اس کے قریب بھی آئی کی ڈیڑھ دو گھنٹوں
دیکھ کر بری طرح سسک رہی تھی۔ اس کے دھونے پر جاوہری
وہاں پہنچے دل میں شہد بقیہ کھسکی کی اور وہ خود بھی
مات کا کہ جس کا رادہ اس کے لئے سخت تکلیف وہ تھا وہ
آہر ایک کچھ کچھ دیر دشمن کی ٹوہ میں میں چلے ہوئے
دل پر کیا زور دیتی تھی۔ اس کا ایک ایک ٹپا سے پوچھتے ہوئے
گزر رہا تھا کہ وہاں اس کے ساتھ نہ جانے کیا طوفان کیا
چراہا ہو گا اور وہ کتنے اہم حالات سے نہیں ہوتی۔ اسے
تے فزٹیں شازین میں دھکی دھکی کرانی کی جڑا بہت کچھ
سے نہ کر جاتی تھک کا سطرچ ایک کی سبب وہ سبب
لغیائی انجانوں کی وجہ سے تکلیف میں گرا تھا قہمت کے گرد یا
میں آتے ہی گریب میں جس کی بھی اور اس کا سبب جیتنا
جاوہری کی ذات تھی۔ ابھی حقائق کو اس کا سامنے نہ آتے تھے
کہ وہ خود اندازہ کر سکتا تھا کہ شازین کوئی کے سامنے نہ آتے
کیا کیا ہے اور دشمن ایک کھڑو لڑکی کے سہارے اس پر ہاتھ
ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ کھڑو لڑکی کی جڑا بہت کچھ
ہو چکی تھی۔ دشمن کی فزٹیں میں اور خود بھی محظوظ تھا کہ کیا
جاوہری نے اس بات کا کہ شازین پر وہ سبب نہ تھا خود سہارہ
دھکی لئے اسے یوں گنگا پر جاوہری سے پہنچے کئی لاشی
جس سے مل کی طاقت جیتنے کی تھی۔

100

لیجے میں مراد۔ میرا بڑا دل چاہا رہا ہے اس سے ملنے کو اسے دان سے تو اس لیے نہیں پاؤں گا کی لائی یہاں سے لیکن آج تو وہ کر دے گی لیکن کدات سے سوار نہیں آئیں گے۔ میں عالیہ کے بلوں کو کھینچ کر دے سوار کر کے اسے پاؤں میں رنگ برائے صورت سے مجھ لگاتے ہوئے شاید نہ مراد شاہ سے فرما دیا کی۔

”آئیے آج تو آج چاہا ہے۔ میرا خود بڑا دل چاہتا ہے کہ اسے مگر پاؤں اور اسے اس کے شوہر اور بیٹی کے ساتھ ساتھ سکر لے دوں۔ میرا دل بہت کڑوا تھا اس کے لیے۔ چھوٹی ہونے کی وجہ سے وہ مجھے تین بیڑوں میں سب سے زیادہ پارٹی ہے۔ لیکن افسوس کہ میں اس کی خوشیوں کے لیے نہیں کر سکتا۔ ایک دو بار میرے اپنے ہاں سے بچتے ضرور کیے کہ اگر خاندان میں کسی شہر کے بڑا کو بیڑ میں رہے تو اسے باہر کر دیا جیسے خاندان میں بیاد دیتے ہیں لیکن ابانی میری ایک ذلتی۔ میرے دل میں خیال آیا تھا کہ اسے یہاں اپنے پاس پاؤں کر اسی لیے سے لڑنے سے بچنے سے بیاد دیتا ہوں لیکن شاید ابانی کو اس معاملے میں مجھ پر بھی خفا تھا اس لیے وہ میرے بار بار کے اسرار کے باوجود بھی کدو کو یہاں بھیجے پر رخصتی نہ ہونے۔ اس حالات میں کدو نے اپنے لیے بڑا درد لگای۔ دو کوئی اپنی نہیں ہے۔ شہر ہے کہ اسے اچھا سا ملے گی کجا اس سے قلمس اور ہر مشکل میں ساتھ دینے والا ہے۔“ مراد شاہ نے بیٹی کی فرمائش کے جواب میں منہ پاتی کچے میں اپنے احساسات کو نکھار کیا۔

”تو کبھڑے سے کراچ میں مشور کو اس کی فیملی سمیت اپنے گھر جا رہے ہیں۔“ شاہ نے غصہ سے گھوٹا لیکھ میں کچے ہونے مائل کے اس لیے میں چن کر دودھ کو اس کی کوشش کی تھی مراد شاہ کے خفا کو کدو کو اس کے دل سے پیدا ہوا تھا۔

”خفہ ہے، میں اسے فون کر کے معلوم کر رہا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ ان کوں کی کوئی ذاتی مصروفیت ہو اور وہ دعاری وقت قبول نہ کر سکیں۔ نہ میرے کسٹمر کے لیے کہ بعدی اعلانات کرے۔“ مراد شاہ نے اس سے کہنے ہوئے فون منہاں کیا۔ شروع میں اشتعال کدو نے اسے اپنے گھر میں دیا خاندان کو خود غور تو کیا لیکن باہر سے ان کی رخصتی ہی۔ بعد میں اسے دھماکا ہونے پر اس نے اپنے ذاتی نمبر سے فون کرنا شروع کر دیا تھا چنانچہ میرا مراد شاہ کے پاس اس کا رابطہ کبھر موجود تھا۔

”اسلام! بیٹھ بھائی! کیا حال ہیں؟“ مراد شاہ کا لہجہ دیکھ کر کدو نے خوشی خوشی کال ریسیڈ اور کھٹائی آواز میں

بولی۔

”بیٹھ سلام! اللہ کا شکر ہے سب خیریت ہے۔ میں چھپا کر بھائی کو پاؤں کھانسی یاد دلاتے ہی اور مجھ سے کہنے لگیں کہ آج بھائی کو پاؤں کھانسی کے کھانے پر مشور اور آقا اب کھانا لینے ہیں۔ اگر آج تم کوں کی کوئی مصروفیت نہیں ہے تو دعاری طرف آج آؤ۔“ مراد شاہ نے فون کر کے کاٹھنڈا کیا۔

”لیکن میری مصیبت کے مطابق تو ابانی کی تک دوا نہیں ہیں۔ ادھیاں ہیں۔“ کدو نے جواب دے دیا کہ اگر چہ صریح اس امر کا میں سوچ رہا ہوں کہ اپنے لیے غصے کا باعث بنتی ہے اس لیے ان کوں نے کسی نہ کسی طریقے پر انعام کر دیا ہے کہ اس کے یہاں ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں باخبر نہ رہیں۔

”تمہاری معلومات خفہ ہیں لیکن میں نے آج سے دان تمہاری دعوت کو قیطاس لیے لیا ہے۔ کراچ ابانی کا گھر سے باہر نہیں آ رہا۔ کدو نے اس پر دکر اسے۔ اگر بھر بھی تم یہاں آنا محض نہیں ہیں تو انکار کر سکتی ہو۔ میں اور مراد شاہ باہر بھی نہیں جاتا رہا۔“

”اسکی کوئی بات نہیں بھائی۔ آپ کا ہانا ہر انکھوں پر۔ ہم ضرور آئیں گے۔“ کدو کو کھانسی کی بات مراد شاہ کو آواز کر دیتی ہے اس لیے اس کی دل جاتی کے لیے نور انما ہی بھرتی۔

”خفہ ہے بھر ہم انکار کر دیں گے۔“ مراد شاہ کوں کدو کو اور فون بزرگ کے شاید دعوت سے اپنے اعلانات کرنے کی بدانت کی اور دودھ کے ساتھ باہر لے گیا۔ بہن بیٹی کی کالی باراس کے لیے اسے اسے اس لیے کہ اس کے کچھ خائف کی خیر داری ضروری تھی۔ یہاں دلی کے لیے غریب داری کرنے کے بعد وہ مراد شاہ آیا تو شاید وہاں میں مصروف کی۔ اپنے بیٹوں کی طرح وہ اس کی دگر نہ لگا۔

”شام والے سے پہلے مشور اپنی کئی کے ساتھ اس کے گھر پہنچ گئی۔ وہ اپنے ساتھ کدو اور پھل لے کر اپنے خائف کی لائی تھی۔ شاید اور وہ تو برسوں بعد ملے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو گھنے کا خوب پیار کرنے کے ساتھ ساتھ ایک بھی بھانے گئے۔ بھرک پیار اور ہر ہفت کھانے میں سے ساتھ گزرا۔ کدو کو انکار وہی نہیں ہو سکا۔ بیڑوں کے ساتھ کدو میں کوئی جاتی جاتی کر لیا لیکن کسی بھی کے ساتھ وہ دل بھر کر آگئے۔ کدو کی رسی۔ اسیدہ کی ہاں سے گھر کر بہت خوشی میں اور خوب بھٹا۔ پاؤں مادی کی۔ خوشی سے میری

اس مغل کو بربخاست کرنے کا خیال اس وقت آیا جب نے تینے سے حال ہو کر اپنی بیٹی بکھر چکے تھے۔

”باب! اجازت دے دو بھائی! آج چاہتا ہوں میرا خاقت ہوگی۔“ کدو نے خوشی سے سرشار آواز میں نہ چاہتے ہوئے ادھیاں کی اجازت طلب کی۔

”سب کیا ہے بھائی۔ چاہت بہت ہوگئی ہے۔ نیچے اعزاء ہو گئے کہ ابانی کی کئی کئی دفعہ کراچ میں درون نہیں نہیں بھرا لیتا۔ ابانی دہاں سے چلی تو بھر کر بہت سارے دلی کے لیے میرے پاس رکنے کے لیے آئے۔“ مراد شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے کہا۔ اس خاتون میں شاید وہ چک پیڑ کے لیے جن میں مشور اور آقا ابی کے لیے کیا تھا کہ موجود تھے۔

”سب کیا ہے بھائی۔“ مشور اعزاء ہر کسلی جی کر اس شایک تیار میں خفہ خفا کہ جیتی خفاک موجود ہوں گے اس لیے خود اس کا بھگت کی۔ آقا ابی کے معشوق زبکی لڑائے سے باوجود وہ بچنے کی خوشی میں کلا کلا رہی تھیں کسلی جی اس لیے اسے خفاک لینے سے بھی کر بڑا دل جاتی کھانوں کا خود سے کئے۔

”تم جی ہو کہ ہمارے پاس بیٹے کی بیٹیوں کو خانی ہاتھ دوا میں کھانا کھانا نہیں ہے۔ میں غلام و رواج کی شدت سے خفاک کرتا ہوں لیکن صاحبہ عیبت ہونے کے تے اس رسم کو بھانے میں کوئی حرج نہیں بھگتا۔ لیکن ان خائف کدو کو اس نے اس وقت کی بھی بھانے چاہے کی کدو اس میں تمہارے بھائی کی دعوت کی کمالی کے ساتھ دودھ میں شام کے چرے چرے کائی یا قادی سے دینے رشتے کے اور ابانی کے کدو اور فون میں سے ایک ہونے کے ساتھ ساتھ ابانی میں دم پڑا۔ ابانی کے لیے۔“ مراد شاہ نے نور انما ہی اس کی بھانے ہونے کا سبب بیان کیا چنانچہ اس کی دل جاتی کے لیے کہا۔

”جی ہاں... یہ خوب آپ کی بات ہے۔“ کدو نے اپنے خون کے بارے میں اسے اسے اس کے پاس کر گئے دینے کے لیے کچھ سے توصیف سزا سے موت۔ ویسے بھی ہمارے ہاں تو کدو کو داریت کھنے کا کہاں رواج ہے۔ چاکا ہر تو کدو میں کدو ہوتا ہے۔“ کدو نے آڑری سے کہا۔

”اس میں کیا بات ہے کدو! میں غلام و رواج کا کس شے سے خفاک ہوں۔ جب جاگیر کے معاملات میرے ہاتھ میں ہوں گے تو میں ہر حق دار کو اس حق میں دے دوں گا۔ میری ابانی کے سزا سے موت دینے کی بات تو ابانی کوئی خفا نہیں کہ اسے ان لوں کی زبکی موت ان کے ہاتھ میں

ہو۔ جس اللہ نے آج تک مجھیں اس سے محفوظ رکھا وہ آج کدو کی خفاقت کرنے کے لیے۔“ مراد شاہ کا جواب بڑا نسا تھا۔

”آپ نے بھی اس کی تائیدی۔“

”مراد بھائی خفہ کدو سے لیا مشور... میں اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوں۔“

”سب اب تم لوگ چاہتے کہ آج رات ہوگئی ہے۔ چھوٹی بیٹی ساتھ ہے، خودخواہ ہے رام ہو رہی ہے۔ گھر کچھ کھنے ابانی خیریت کا فون کر دیتا۔“ مراد شاہ نے ایک بار بھراں کے سر پر ہاتھ رکھ کر بڑے بھائی ہونے کو فخر ادا کیا اور وہ لوگ اورادیاں لگاتے ہوئے بیڑی دروازے کی طرف بڑے بڑے مراد شاہ کے لیے خود کے بڑے کران کوں کے دروازہ کھلا۔ دروازہ کھلتے ہی ہر میں اسی حکم کر رہ گیا۔ سامنے ہی چھری تھا کدو خاقت جان کوں ہی کی طرح غوری بڑھل کے طور پر ساکت رہ گیا تھا لیکن اس لیے اس کی آسموں میں خورن آقا ابی اور وہ کدو اس طرف بھی بڑے دیکھ کر خوف زدہ کی قی فارسی۔ باپ سے بھلاوت کر دینے کے باوجود اس کی سفاکی سے واقفیت اس لیے اس وقت اسے دروازہ دروازہ دیکھ کر بے اختیار خوف زدہ ہو گئی تھی۔

”بے غیرت ہے، بے حیا۔ میں حیران خورن کی جاؤں گا۔ میرا اہلیہ کے کہے خود اسے بارے کے ساتھ کچھ میرے ذاتی پھر رہی ہے۔“ اس نے دیکھتے دیکھتے کدو کی راز دہن کوں کے سر پر باپ کی بیڈت طاری کی کہ اس وقت کدو اس کی کدو البتہ اس کی گوش موٹی بیٹی اس اتاد پر جاگ گئی اور قی قی کر دینے تھی۔ اس لیے ابانی اور مراد شاہ حرکت میں آئے اور چھری کو کھینچ کر مشور کو اس کی گرفت سے آزاد کرانے کی کوشش کر کے گئے۔ ان دو دھانوں کے لیے یہ کام خاصا مشکل تھا۔ ابانی خفاک کدو کے ہونے کے باوجود چھری خاصا تو آقا ابی اور کدو تھا۔ اصل اور خود دھانوں کے استعمال میں اسے بڑھاپے میں بھی جراثوں کی سی خفاقت دے رہی تھی اور کدو کمال اس وقت اس کے سوا ہے کسی موجود ان خفاقت کا بھی خفاقت تھے اس لیے اس کے بڑے بیٹی میں آگ بھری تھی۔ آج وہ بڑے سوڈ میں گھر سے لگا تھا۔ ہر کدو اس تھا کہ لڑنے کے ساتھ ساتھ باتے گا۔ ہوش باطلہ کی قربت کے خیال سے ہی اس کے رنگ و ہوش سرور کدو نے کدو کا خفاقت کدو سے لگے شے دھت پر پہلے سے کب کدو نے ہونے کے کدو سے میں بچا کدو تاب کی۔ اس لیے

پر قابو ہو کر کھانا روپ بہت جراب دیا۔

”تف ہے جی رہی انکی روش خیالی پر جس نے مجھے جی رہی روایات بھاری ہیں۔ مجھے دیکھ کر مجھ تک نہیں آتا کہ تو میری ادا ہے۔“ چوہری اسے خاموش کر گئے۔

”اب میں چوہری کی ادا دیکھتا کرتے ہے کے لوگوں پر آپ جیسے معاملہ تو دھانسنے سے رہا، لہذا آپ کی مرضی سے کہ آپ مجھے اپنی ادا دیکھیں یا نہیں۔“ اس نے ہنسنے کو بے جبراس وادار پیمانے سے سناں پر مہربان کر گئے۔ اس نے جیسے ہی اس کی ہاتھ پکڑ کر اس کی ہوتی ہوئی کھڑکی سے دیر برادری ہی کی لڑکی کی لپے چوہری کے حوازی سے ابھی طرح دافنہ کی اور اس کے پیش مراد شاہ کے ساتھ آگے بڑھنے کے بارہو مل کھڑے اس کے خوف سے آزاد نہیں ہوئی تھی۔ اسے مضمون تھا کہ اس کے سر کا پیرا اراک ایک حد سے زیادہ چڑھا تو کھڑا ہو رہا ہے کہ نیچے کو ٹھیک نہیں لگے گا۔

”زبان کو کاٹ دے۔“ دوسرے مراد شاہ اور سب سے طریقے سے مجھے کھڑا کر پاتا دے۔“ چوہری کی پیش پیش بھری بلند آواز نے جھانک کر پیرا زار اور دھڑکنے کی آواز کے ساتھ ساتھ اسے کھلی سی پالی اسکول کے لیے روانہ ہو گئی ہے ورنہ اس کے ننھے ذہن پر بہت بوجھ پڑ جاتا۔

”کھانسی کی معافی چاہتا ہوں ابھی ابھی لیکن سب کی سب ہے کہ مجھے کھڑا کر پاتا مضمون ہے۔“ مراد شاہ نے اس پر اپنا ہنر کرنا کرنا لیکن اسے خوف پر قائم کر دیا۔

”اگر تو نے میری بات نہ مانی تو میں تجھے چاکا دے مافی کروں گا۔“ بے نیکی بہت بھری دیکھ کر چوہری نے اسے دھمکا۔

”کھانسی کی مرضی۔“ میں نے بھی زہین چاکا دے گا۔

”اب چلا جا، تم جیسے کون کے لیے نکلی کر دے والے کو کاپیوں کو زہین چاکا دے گا۔“ چوہری کا دیکھ کر چوہری نے

”ابھی کھانسی سے جو آواز نکلتی ہے اس کے

میں رکے۔“ کھانسی کی کیا حال تھی کہ چوہری کے سامنے ایسا کچھ کر سکتا تھا کہ وہ مراد شاہ تھا اس کی ادا دلوں میں سے واحد ادا دلوں کے بعد اس کی کھانسی سناہنی کی تھی، چنانچہ خون کے ٹھونٹ بھر کر وہ مراد شاہ سے خدا حافظہ کرنا پڑ گیا۔ اس کے پاؤں جاتے ہی چوہری کی کھانسی آواز اپنے کمرے سے واپس گیا اور ادا دلوں کا ٹھونڈا کھڑا تھا۔

”ادو چوہری کا ڈانٹ۔“ ان کی انہر کھانسی دھڑکی کر دات میں اپنے دھڑا پھانسی کر کے اپنی آنی ہوپ کے میری کھانسی کو کھینچ کر اس کی آنی داز دھڑکنے سے اپنے ساتھ لپکے میں پھانسا شروع کر دیا لیکن فی الحال چوہری کو اس کی معذرت سے کوئی غرض نہیں تھی چنانچہ انہر لپکے میں بولا۔

”ابن باقوں کو روکنے دو لہذا۔۔۔ فی الحال میں نے جھینا ایک دوسرے کام سے لڑا ہے۔“

”ابن باقوں کا سام سے جو ہم آتی تھی کھانسی کو کھینچے۔“ لہذا چلا چکی۔

”مجھے ابھی کھانسی کی تلاش ہے۔ دو ہیال لڑو ایک میں موجود ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ اسے انہر تک پہنچانے میں میری مدد کرو۔“ اس نے اپنا مطالعہ خالی کر دیا۔

”دیکھو چوہری آپ پاکستان میں ہے کہ یہاں کوئی بھی لپکے ہو تو ان کی کام آتی سانی سے ہو سکے۔ یہاں میں اپنے کھانسی معاملات میں بہت دیکھ بھال کر چلائے پائے ہیں اس لیے ہم ہم ضروری معاملات میں بالکل میں نہیں پڑتے۔ غور نہیں کیا میرا بھی ضرور ہے کہ یہاں داز کی سونٹیں چھوڑ کر دوسرے غرضوں میں مشغول ہو کر اس میں بھی ڈالو گے۔“ لہذا اسے مراد شاہ دانی بات ہی اسے ذرا کھٹکے اور اعزاز میں بھجوا۔

”تم اس معاملے کو کھنچو جیسے لہذا دیکھو کہ چوہری کا افکار عالم تھا میں ہو میرے یہ زندگی موت کی طرح اہم بات ہے اور میں کھنچ کر غرض ہی آجائے کہ بعد کی طرح اسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اگر تم اس مسئلے میں میری مدد کرے تو میں اس کے بدلے میں اپنا ایک دھوکہ کا مواخذہ چھوڑ دوں گا۔“ ان کا فکری ایک میں بیٹے چوہری نے ایک بڑی دھمکی کی جس پر لہذا سوچنے میں پڑ گئی۔ دم کی تو اس کے لیے اتنی اہمیت نہیں کی لیکن چوہری کو دیر ہارنے کا ایک موقع مل گیا تھا تو اسے نظر انداز کر دینا بھی مناسب نہیں تھا لہذا اس کا سامنے سے بدلے دے دھمکی میں اس سے اپنے دوسرے کی کام لکھ سکے تھے۔

”تم کھانسی کے پیرا زار کے لیے اپنی پیش کر سکتے

کہاں دیکھا تھا میرے جیسے کوئی مشورہ سے کوئی کی۔“ اس نے دیر ذہن کا تو چوہری اسے مکمل بتائے گا۔

”تو کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر تمہیں شہر ہے کہ جہاں مشورہ سے رائے میں سے تو سب سے پہلے ایک کام کرنا کہ اس کے لیے کوئی فی ایل آئی ہو جو سب سے کمزور کرنے کے لیے لکھتے ہو۔ میں اب چوہری کی مدد سے کھڑا کر دیتا ہوں۔“ اس کی شہادتیں ہر کھنچ ہوں۔ اس کا رائے نہیں مل گیا تو میں چوہری کی ایک پائی سے یہ بات کر دلوں کی جہاں اس کے سامنے کر رہی ہے جو کھانا چاہتے ہو لیکن سب میں دانی سے بھر کر رہی ہیں اور کھانسی میں ان لوگوں کی ہوتی ہیں کہ اس کے پیر دھار کھنچنے سے اپنی دونوں کھانسیوں کی کھانسی کاٹ لی ہیں۔ اس وقت وہ اپنے کمرے سے نکلتی اور بہت بھر حالت میں ہونے کے باعث پیرا زار سے وہاں کے کھانسی چھڑا کر لپکے سے چلی گئی تھی۔ دوپہر کے کھانسی کوئی شاز بین اپنی کھانسی سے دیکھ کر اسے اور اسے تمام تر کوششوں کے بارہو دیکھا نہیں جاسکتا تھا۔ شاز بین کے کھانسی سے کھانسی کے والے شہ کا کھنڈ کو کھنڈ کر گئے تھے پتا تھا کہ کھانڈ اور تم کھانسی شاز بین سے اس سے لیے تھے اور یہ بات پتا تھا کہ وہ اسے ذہن میں آئے والے کی شاز عمارت خیال کو کھنچ کر پھیل کر جاتی ہے۔

”ابنا کا کرنے کے بعد اس نے بال بچا کھنڈ کر دیا۔“ اس کے بعد اس نے بال بچا کھنڈ کر دیا۔

”ابنا کا کرنے کے بعد اس نے بال بچا کھنڈ کر دیا۔“ اس کے بعد اس نے بال بچا کھنڈ کر دیا۔

”ابنا کا کرنے کے بعد اس نے بال بچا کھنڈ کر دیا۔“ اس کے بعد اس نے بال بچا کھنڈ کر دیا۔

”ابنا کا کرنے کے بعد اس نے بال بچا کھنڈ کر دیا۔“ اس کے بعد اس نے بال بچا کھنڈ کر دیا۔

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

کھانسی

سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا تھا۔ اصل حقیقت یہ تھی کہ وہ بہرحال ہی لڑی جاتا تھا جسے غاصبوں نے تسلیم کیا تھا۔ اسے باہر لے جاتے تھے اور وہ بھی لڑی جاتی تھی اور جادو جلی سے دل پر ایک سحر دیکھ کر وہ لڑا نہ تھا کہ کوئی لڑی نہ کر جاتا تھا جادو جلی کے لیے یہ صدمہ بہت بڑا تھا۔ شازین جس تیزی سے اس کا چہرہ پلک بپلک اس کی زندگی میں آگئی، اسی تیزی سے لکھ بھی گئی تھی کہ اس کے دل سے جانتے ہی نہ رہتی شامت سے تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ اس نے اپنے دل کا ہاتھ کر شازین بھی اس کے دل سے نہیں لکھ سکے کی اور وہ سادہ زندگی اس دم سے بڑھتا رہا۔

”حوصلہ کر چک ہیں! اب تک کسی بھی درجے پر لڑی جاری ہو، اس میں میرے دل والوں کو ہر طرح کے نقصان کے لیے بہت زیادہ پڑتا ہے۔ کیا جانوں کہ کسی بھی لڑی کے دلا سے سے تمہارے تم کا دوا نہیں ہوگا۔ میں تم سے اس نقصان کے لیے دیکھ کر ہر دے کا مطالعہ نہیں کر رہا لیکن ہوسل ضرور دیکر دے گا کیونکہ بے حوصلہ سپاہی وطن کے دفاع کے لیے ہر ممکن سختی اور شازین نے اپنے خلیہ میں جو آخری غرض خفا کر رکھے ہیں، وہ یہی ہے کہ تم دفاع وطن کے لیے مجبور نہ رہو گے۔“ وہ اس جھڑپ میں خود کو بار بار دھرتے کے باوجود وہ عدالتی ہوئی انھوں نے ایک بار پھر پلٹنے کی کوشش کر رہا تھا کہ نہتہ انھار اس کے کمرے میں کھینچ لیا۔ جادو جلی کا ہوش انتہائی کم تھا کہ اس کی خبر نہیں ہو سکی تھی لیکن جب وہ ادا لڑا تو اسے اس کی طرف متوجہ نہ کر پڑا۔ سادہ سادہ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

”تمہیں ملک میں اور اس اہم جگہ تک والے بھیکنے کے دل پر آکر پڑا ہے۔ سب فرما رہے ہیں کہ تم کو آکر کوئی کام تھا تو مجھے کال کر لیتے۔ آج تم میں پہلے سے بہت بہتر ہوں اور خود بخود آپ کے کمرے تک آسکتا ہوں۔“ آنسوؤں کی نمی کو اپنے اندر اکٹرا کر اس نے بڑے حوصلے سے انھار دیا۔

”مجھے کوئی ذمت نہیں ہوئی۔ میں اپنے اقتدار کو اپنی قیمتی کی طرح سمجھتا ہوں اور اپنے کسی بھی کی بھر کی خبر گیری کرنے میں ذمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔“ انھار نے رمان سے اسے جواب دیا۔

”خیر“ اس نے پہلی بار آپ کو ان کے ساتھ کا کیا اور مجھے باقی لکھ کر کسی کی دوسرے شرم میں اپنے یوت سے ہٹ کر کام کر رہا ہوں۔“ انھار کے صبران دہانے پر اس نے کیلنڈر سے اس وقت کی تاریخ

”شیر اور یوت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ابھی اتل بات کی ہے کہ سب کی اہلیہ کی لڑائی لڑا رہا ہے۔ اس کے لیے کہ کمرے سے لڑا۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ اتل کو لڑا ہونے سے بہتر یہ ہے کہ وہ لڑا نہ کرے۔“ انھار نے کہا۔

”اگر یوت سے لڑا تو جیتاں کا خون آگیا تھا۔ لاہور سے انھار کی ایک کڑی آ رہا ہے جگہ آگاہ ہے اور دوا دوا کرے۔ اگر یوت سے لڑے تو یہاں کھینچے ہیں والا ہوگا۔ تمہارے کاروباروں کی خبر لاہور میں رہی ہے چنانچہ مجھ ذہن میں ملاتی ہے۔“ انھار نے یوت سے ملاقات کا خواہش کیا۔

”میں نے سوچا کہ کہیں پہلے سے انعام کر دوں گا کہ اس کے کھینچنے سے پہلے اپنے آپ کو سنبھال لو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم جیسا دوا دوا کر رہے ہو اس کے سامنے اپنی کمزوری کو غائب کرنا بہتر نہیں کرے گا۔ خصوصاً ایک آگاہ ایکٹ کے سامنے بہتر نتیجہ آتا ہے۔“ انھار نے کہا۔

”جیسا کہ کاروبار سے متاثر اور خوش ہے۔“ انھار نے اسے اپنے دہانے آئے کی وجہ بتائی تو اس کے دل میں انھار کی کڑت اور بھی بڑھ گئی۔ وہ خواہش رکھتا تھا کہ وہ سادہ سادہ جذبات کا بھی خیال نہ رکھے والا آدمی تھا اور ایسے لوگ بڑے ناپسند ہوئے۔

”میں ایک بار آپ کا کھڑے ہوا کروں گا تو شاید بات آپ کو یاد آ رہا ہو۔ میں نہیں لکھ سکتا لیکن اب بھی میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ میں دل کی گہرائیوں سے آپ کا مشکور ہوں اور آپ کو بھیج رہا ہوں گا۔“ جادو جلی سے نہت سے ہاتھ بھر کر لے گیا تھا۔ انھار نے کہنے کے لیے بغیر سکرٹا ہونے پر جتنی انعام اس میں کھائے ہے یہ بھی لگا۔

”آؤ، ہم مل کر اس انھار کی ایکٹ کا استقبال کرتے ہیں۔“ وہ جادو جلی کو لیے باہر نکلا گیا۔

”تمہیں کچھ آگاہی ہے؟“ وہ دونوں جیسے ہی باہر نکلے ایک انکار نے انھار کو اطلاع دی۔ انھار کے قدم پر تیز ہو گئے اور اس نے جادو جلی سمیت باہر کا رخ کیا۔ جادو جلی بھر رہے تھے اسی جی سہولیات کی وجہ سے بہت بہتر پچھا تھا اس لیے انھار کے پورا جادو جلی کا مطالعہ کرتے ہوئے میں انھوں نے لیے قدم کے ایک آدمی کو گاڑی سے اترتے دیکھا۔ گاڑی رکت اور جیسے نفوس والے اس آدمی نے تلی جیڑ پر سادہ رنگ کی چست لی شرت پہن رکھی تھی جس میں اس کا خوب صورت جسم دیکر اور جادو جلی اور صاف پتہ چلا کہ وہ کادو دبا دھکی سے ورزش دینے کو لے گا گاؤں سے ان دونوں کو دیکھ کر وہ دونوں پر دھکی سکرٹا ہونے آئے بڑھا تو اس کا قدم تیز چلتا تھا۔ جادو جلی اور اس کے ساتھ سوجھ بوجھ کی حالت کا انھار نے آنے والے کی صحبت سے

جڑ ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ جیتاں وہ مردانہ جہاںات کا شکار تھا اور اسے سامنے دیکر کچھ محسوس ہو رہا تھا کہ ہال رو کی ایک کشش مودی کا ہیرو مارکر اس سے بہت کراں کے سامنے آ گیا ہے۔

”کراچی میں خوش آمد ہے۔“ یوت انھار نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا اور معاملے کے لیے کا ہتھ بڑھانے کی بات گرم جوشی سے قیام کیا۔ اس کے ہاتھ جادو جلی کی ہائی آئی۔ معاف کرتے ہوئے اس نے مقابلے کے ہاتھ کی مضبوطی کو بھی محسوس کیا۔

”یہ جیتاں جادو جلی ہیں جن سے بٹنے کی میں نے خواہش جاری کی تھی۔“ وہ دیکھ جادو جلی کو ہاتھ کا تین قطب یوت انھار سے تھا۔

”میں سب سب جادو جلی سے ہے۔ اپنے سر دھکی لپازی لگا کر میں اسے دانت کھینچنے والا دھارنا نہیں کر سکتا۔“ انھار نے اس کے انکار سے کی تصدیق کی۔

”میں عادل خان ہوں۔ ایک انداز میں یہ کراچی آ گیا ہوں۔ امید ہے کہ ضرورت کے ساتھ آپ کو لوگ بچے کے خدان کر رہی گے۔“ آنے والے نے اپنا تعارف کر دیا ہونے لگا۔

”کیوں میں سب اہم روبرو اور حرم کے خدان کے لیے تیار ہیں۔ فی الحال آپ اندر میں اور جادو جلی میں ہوں ہیں۔ ہر آپ کی مرضی کے مطابق تمہارا ہتھ بڑھ جانے سے تلافی انعام ہوں گے۔“ وہ سادہ لکھ میں یوت یوت انھار اس وقت بھر کچھ تیز کر رہا تھا۔ اس کے کہنے پر عادل خان نے جیسے ہی قدم کے لیے چلا کر ان دونوں کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا اندر دلی حرارت میں داخل ہوا۔

”میں چائے سے پہلے فریج پر کھینچ کر کاپینڈ کروں گا۔ امید ہے کہ انعام انعام کے لیے ذمت میں رہے گا۔“ اندر چلتے ہی عادل خان نے فریج کی طرف اشارہ کیا۔

”ضمیمہ میں آپ کو آپ کا کمرہ دکھا رہا ہوں۔ آپ کا کچھ بھی دیکھنا چاہتا ہوں گا۔ آپ ایمینان سے دلی فریج میں ان آپ کے انعام سے زحمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔“ انھار نے خوش خلقی سے جواب دیا اور جادو جلی کے دہانے کے کمرے میں چائے کا اشارہ کر کے خود عادل خان کے کمرہ اور۔

”عادل خان نے ایک نیا کاپنڈ دکھا دیا جس کا طعم بہت چارہ لگا رہا۔“ عادل خان نے ایک نیا کاپنڈ دکھا دیا جس کا طعم بہت چارہ لگا رہا۔

”میں سب سب جادو جلی سے ہے۔ اپنے سر دھکی لپازی لگا کر میں اسے دانت کھینچنے والا دھارنا نہیں کر سکتا۔“ انھار نے اس کے انکار سے کی تصدیق کی۔

”میں عادل خان ہوں۔ ایک انداز میں یہ کراچی آ گیا ہوں۔ امید ہے کہ ضرورت کے ساتھ آپ کو لوگ بچے کے خدان کر رہی گے۔“ آنے والے نے اپنا تعارف کر دیا ہونے لگا۔

”کیوں میں سب اہم روبرو اور حرم کے خدان کے لیے تیار ہیں۔ فی الحال آپ اندر میں اور جادو جلی میں ہوں ہیں۔ ہر آپ کی مرضی کے مطابق تمہارا ہتھ بڑھ جانے سے تلافی انعام ہوں گے۔“ وہ سادہ لکھ میں یوت یوت انھار اس وقت بھر کچھ تیز کر رہا تھا۔ اس کے کہنے پر عادل خان نے جیسے ہی قدم کے لیے چلا کر ان دونوں کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا اندر دلی حرارت میں داخل ہوا۔

”میں چائے سے پہلے فریج پر کھینچ کر کاپینڈ کروں گا۔ امید ہے کہ انعام انعام کے لیے ذمت میں رہے گا۔“ اندر چلتے ہی عادل خان نے فریج کی طرف اشارہ کیا۔

”ضمیمہ میں آپ کو آپ کا کمرہ دکھا رہا ہوں۔ آپ کا کچھ بھی دیکھنا چاہتا ہوں گا۔ آپ ایمینان سے دلی فریج میں ان آپ کے انعام سے زحمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔“ انھار نے خوش خلقی سے جواب دیا اور جادو جلی کے دہانے کے کمرے میں چائے کا اشارہ کر کے خود عادل خان کے کمرہ اور۔

”عادل خان نے ایک نیا کاپنڈ دکھا دیا جس کا طعم بہت چارہ لگا رہا۔“ عادل خان نے ایک نیا کاپنڈ دکھا دیا جس کا طعم بہت چارہ لگا رہا۔

☆ ☆ ☆

”آپ ان پرنسپل پر اپنے لوگ بچاؤ کی اور پھر انہیں انکھ میں لائیں۔“ جیسے جیسے وہ کمرے آسانی سے پورے علاقے کو اپنے کمرے میں لے گئے اور وہاں سے ایک کمرہ پر اپنے کمرے میں کاپنڈ میں ہونے لگا۔

”میں یہ پراگیا کا فضیلتی وقت چھوٹا ہوا تھا اور اس وقت کے درمیان میں میرے ایک مراد اور صورت ایک دوسرے سے متاثر دیکھے ہوئے تھے۔ عورت تنہا چھوڑ کر کس کا طعم دیکھ کر اس کو سنبھالنے سے بہت تکلف تھا۔“ انکار باری کی مانی

سنگرم میں دباے ریاض اور نے اپنے سامنے کھڑے تو جہان کا بغور جائزہ لیے ہوئے اسے چیلنجی قبضہ طور پر لیگان ہے جتنا ضروری سمجھا کہ وہ بے وقت آیا ہے۔

”مجھے بھی شوق نہیں ہے کہ ہیرا سے میرے سے متا بہرہ دل کا ڈر تھا اس لیے دھڑا آ گیا ہوں ورنہ دن بھر آلا چٹکل دالوں کو بھٹکتے بھٹکتے دماغ پٹنی ہو گیا ہے۔ اوہ سے آواز نہیں ہوتا وہ اپنی دلت کی جی آواز سے اپنے گھر میں سو رہا ہوتا۔“ تو جہان نے اس کے رعب میں آئے بغیر کسی کی لینے کے جواب دیا۔

”میں جتنی بھی بھڑکی بھڑکی ہوتی ہوں۔“ ریاض انور اس کا اعزاز دیکھ کر ڈرا تھا۔ ”نہ کہ اسے چند برسوں میں اسے بھڑکتے ہیں کہ ان کے نام کی یاد میں شعلہ ہو گیا ہو۔ لیکن ہر ایک کا خیال رکھنا چتا ہے ذرا جو کسی کو نظر انداز کر دے تاہم پھر بند کر دے۔ ہم سیاست تو نہیں ان کا خصوصی کارڈ ہیں لیکن وہ صرف جارے متعلق کئی تجربے دیے اس لیے جی جی انڈیا سامنے آجائے۔ اسے بڑا کر دیتے جاتے ہیں۔ چاہے وہی ہے گھر لے گئے۔“

اپنے گھر سے اس کا اعتماد کم اس کی اسی بے حدود تہ سے مل گیا تھا۔ وہ موقع پرست آدمی تھا اس لیے ضرورت کے مطابق ان کا تبادلہ بھی تیزی سے چل گیا کرتا تھا۔ تو جہان کے جرد و کچھ کر اس نے سمجھ لیا تھا کہ وہ اپنے رابع میں آئے والے انداز پر کھڑے اس لیے اس سے دوستانہ رویہ نہ کر کرنا چاہیے تھا یا چاہتا تھا۔

”کام کی بات کر۔“ غامض سے کواٹن ٹھوڑی دیر ہو گئی۔ ”تو جہان نے جہاں دیا، اسے تن کر ریاض انور کو احساس ہوا کہ اس کا گھر کی غائب بندے سے واسطہ پڑ گیا ہے اس لیے کانٹھوں سے یہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

”تمہارے میرے درمیان دو طرح کے معاملات دیکس ہونے لگے۔ پہلا معاملہ سیدھا اور مختصر ہے۔ مجھے تمہیں ایک مسئلہ کا طراز مت دلانے کا تھا کیا کیا ہے۔ یہ کام سمجھو کہ ہو گیا۔ کل میں میڈیا پر اس سلسلے میں اعلان کر کے ساتھ تمہارے لیے نالی امداد کو بھی اعلان کر دوں گا۔“ ریاض انور اسے اطلاع دیتے کے ساتھ ساتھ غصہ کی آگھ سے دیکھ رہا تھا کہ اس کے منہ کی کونجیاں بڑھ رہا ہے گا۔ لوگ تحریف کریں گے کہ جہاں بعد ہوا کی شکل سے آواز ہو کر آئے اسے دالے تو جہان کا کسی کو خیال آیا تو صرف ریاض انور کو روز منور سے کسی کو کوئی ایسی ہی نہیں تھی۔

”فکھ ہے، دوسری بات ہو۔“ تو جہان جو کہ سو تھا اس پر ریاض انور کی صبر پائی کا مطلق انہیں بھی لکھ کر اسے مطلع تھا کہ دست پائی امداد اعلان کوئی نہیں کرے اصل اور کھلی تو اسے اس کے دسی آقا کریں گے جنہوں نے اس کے اندر غصہ اور لاف بھر کر میدان میں اتار دیا۔

”دوسرے معاملے میں تمہیں میری مدد کرنی ہوگی۔“ ریاض انور نے کچھ جھکا کر اسے اس کا جواب دیا اور ہر وقت لال کر پیر پر پہلے دیا جس پر جاسٹا سٹیجیا نے سرٹا دنا سے کہہ کر اسے تشفی کی دود سے دوسلوں گمانے کی کہ وہاں کسی قسم کی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس پر سٹیجیہ ہو گیا اور پورے اجماع کے ساتھ اسے بات سننے لگا۔

”سٹیجیا کی پادریوں نے؟“ اسے تعجب سے کہہ کر اس کے پاس کوئی ناسطری تھا وہیں موجود ہے۔

”سٹیجیا کی پادریوں نے؟“ اس نے کہا تھا کہ وہی دین وین کا کھڑا اور دھمکی کے ہوں کا اقدام بھی کر لیتا تھا ہمارے آئی اے ایم کا طور پر عمل کر لیتے کہ وہاں سے آسانی سے نکل بھی سکیں۔“ اس نے مشورہ دیا اور ہر دہرہ دہاتے کہ ایک ایک بچے کے بارے میں اس طرح ذہانت سے دیکھ لے کہ کسی انور کی متاثر ہوئے بغیر کسی دوسلوں کو کھڑے کر سکیں یہ بھی نہیں کیا تھا کہ وہ نہایت کم عمری میں یہاں سے چلا جانے کے بعد ایسا دہانی آجائے۔ اس کا اعزاز ایسا تھا جیسے وہ ان کی کچھل میں ہی شیل کو گر پڑا ہوا ہے۔ واصل سے وہ ان ترتیب کے استکان کے خلاف شرواں کے بارے میں بہت تفصیل سے معلومات دیں لیکن ان کوئی نالی نہ تھی۔ خصوصاً بڑے گھروں کو توکل فتنہ اسے اذہر تھا اس لیے اس وقت وہ ریاض انور سے بڑے اقدار سے گفتگو کر رہا تھا۔ اس نے تشفی میں بڑے

وہ اپنے مقامات کو لٹان دیکھا تھا جنہیں سطحی نظر انداز کر دیا تھا۔ وہاں کے اندر سے اس کا ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی یاد کیا کہ کوئی مقامات پر کسی قسم کا اسلحہ اور اس کے ممالکوں کے افراد کی موجودگی کی ضرورت ہے۔ غرضیکہ وہ گفتگو کے اتمام تک دوسری انور کو بڑے طور پر متاثر کر چکا تھا اور وہ قائل ہو گیا تھا کہ سٹیجیا نے اسے یہی سلسلے معاملات اور مشورے کیے تھے کیا تھا۔

”جی جی جی جس دیکس ان علاقے میں قائم چلے سکیں گے۔“ اس نے اس کے جواب میں کہا۔

جی جی جی دھیرے لے کر جا رہی تھی۔ ان لوگوں میں ہی ہم ضروری اس طرح عمل کر دیں گے۔ میری ساتھ لکھا ہے کہ میں بھی ان ٹرسٹ کی صفائی لینے کی کوشش نہیں کرے گا ورنہ یہ بعد میں بے شک کیا جائے گا کہ اس کام میں میرا ہاتھ تھا۔“ سلسلے کے ایک سوال کے جواب میں نے بتایا تو اس نے جہاں سے سر ہلایا اور ایک دوسرے شخص سے کہہ کر جہاں سے لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس پر جہاں میں اس کی حیثیت ایک فکھ مشیر کی تھی اور وہ اس میں براہ راست حصہ نہیں لے رہا تھا۔ کچھ شرواں کے چہرہ اسے اس کے چہرہ دیا تو قارب کے ساتھ کرانے کی اجازت دی گئی تھی۔ لوہا اس دوران اسے اپنی آکھیں اور کان بکھرے ہوئے مستقبل کے لیے منصوبہ بندی کرتے رہتا تھا۔

☆ ☆ ☆

”بیلا آج آتی دیر سے جا رہے ہو؟“ وہ دودھ میں موٹی موٹی کھیں خینا لے کر بیٹھی تھی۔ باب آ رہا تھا کہ اس کے گھر آئے ہو گیا ہے اسے دیکھتے ہی خوش ہو گئی تھی کہ کھنکر کا آکر دیکھ لے۔ رات بھر پچاس پچاس سال کی ایک کچھل دوست پر سٹیجیہ مزاح کو کی جہاں لاپرواہی میں ہی ملازمت کرتی تھی اور سبکدوشی کے فرائض سے مشغول آئے تھے اس کا تبادلہ اس کے دماغ میں ہوا تھا کہ اسے وہاں سے جانے دینا اور اسے وہاں سے اس وقت کوئی کام کرانے میں غامض مدد کی تھی اور اس کے بعد وہ دیر اور رست سے پھر تھک کر کھائی یا موسمی کے ساتھ سے کوئی دوسرا شروپ لینا کرتے تھے۔

آج باب کا بھوکھا ہوا تھا اور جہاں میں اسے آج اپنا دن تھا اس لیے یہی آتی زیادہ دیر بیکار تھا۔ باب اس گھر کی چاب تھا۔ ”آج باب نے سکرٹسے گھر سے اس کی بات کا جواب دیا۔“

”تو پھر میرے ساتھ ہی چلو۔“ میں بھی گھر کی چابی دے رہی تھی۔ ”لازار نے اسے تشفی کی۔ اسے مطلع تھا کہ آج کے پاس اپنی ذاتی سواری موجود ہیں جو اس وقت اتفاق سے وہ آج آج کے برابر دالے اپارٹمنٹ میں ہی تھی۔“ اس کا اتفاق بھی وہ دالوں کی دھڑکی کا یہ نتیجہ تھا۔ اپنے سوسائڈ اپارٹمنٹ میں سب سے پہلے اس کی آواز گونجی تھی جہاں اس اپارٹمنٹ میں تھا، اس کا کہہ کر اپنی زیادہ تھا۔ جبکہ کھانا تھوڑے سے۔ اس پر سوسائڈ اس کی لینڈ لائن کی کسی چیز کی صورت تھی جو پورے گریہ وصول کرنے کے خود اس کے ساتھ ہی رہا تھا۔ ریاض انور کے ساتھ ساتھ اس کے گھر کی دھڑکی گونجی تھی۔ اس کی بار بار

آج باب سے زیادہ شور کے ذہنی کوفت کا گرواب تھا۔ ایک دن لارا کے ساتھ بیٹھی تھی ہونے اس نے اس سے اپنی لینڈ لائن کی دھڑکی کا ذکر کرتے ہوئے اس کے مشغول اپارٹمنٹ کی چابی کا ذکر کیا تو لارہ نے اسے اپنے پردوں کا اپارٹمنٹ کا ہونے کی اطلاع دی۔ ”یہ سارا اور لارا لاپرواہی کے دوست کے ساتھ ساتھ چھوڑ دی گئی تھی۔“ شہر کو ان دونوں کی دھڑکی کا طرہ قیاس لارہ کے باوجود اعزاز نے اسے بھی کسی خاصیت کا موقع نہیں دیا تھا اس لیے وہ اس وقت پر منحصر نہیں بلکہ ایک طرح سے غرضی تھی کہ اس نے یہ یاد بھی شہر میں ایک مشغول پڑوسی میرا آگئی ہے۔

”نہیں آج پچھو پچھو۔“ جی پچھو تو مجھ میں بہت بھی نہیں تھی کہ اس کا طرہ قیاس کوئی اور کر سکیں۔ اپنے کام کا کچھ حصہ بھی آج ہی گھر پر اپنی عمل کرتی ہے۔ لارہ نے اسے جواب دیا کہ وہ اس وقت بھی اس کے ساتھ ہوا۔ لارہ کی گلاب میں لاپرواہی سے ان کی اپارٹمنٹ بھنگ کا راستہ چن چوسن کا تھا۔ ان چن چوسن میں ان دونوں کے درمیان کوئی کی گھیر رہی تھی کہ اسے اس خاص کا اظہار کی ضرورت تھی۔ یہ لوگ کسی ایک ایڈ پر ساتھ تھوڑے نہیں تھے۔ آج باب نے بھی اس کے اس پر کام کی تہنیک۔ ”آئی دے دو۔“ وہ لوگ اپنا منزل بن کر کھنکر کے پاس پارک میں گاڑی روکے تھے کہ بعد وہ دونوں فتنہ کی دوسے پہلی منزل پر پہنچے اور پھر لارہ نے ”بائے“ کہتی ہوئی اپنے اپارٹمنٹ میں گئی۔ اس نے بھی اپنے اپارٹمنٹ کا رخ کیا جہاں سوسائڈ اپنے گھر کو نہیں تھا اس کا انتظار کیا۔ آج باب کی ساری فتنہ کی کھنکر میں دور دور میں گھر ہوئی۔ اس کو بھی یہی پکڑی تھی کہ ایک ایک گھر میں گھر کوئی ایسا ہو گا کہ اسے لیا اور اسے خوب یاد کرنے لگا۔ وہ بھی باب کی گھر میں آکر خوب کھانا پان لے لے گی۔

”آج باب نے کھنکر سے آجینے سے گھر لیا۔“ میں لارہ کرتے دیکھ کر ہنسنے لگی۔

”آج باب نے کھنکر سے آجینے سے گھر لیا۔“ میں لارہ کرتے دیکھ کر ہنسنے لگی۔

اٹھاتے ہوئے برٹ پر نظر ڈالی۔ وہ اب بھی اسی زمین پر
نظر میں گزرائے کھڑا تھا۔ میں مورین باؤس جا رہا تھا۔

☆☆☆

میرے والدین دیکلے تھے اور یہ پارک چلی کوڑت میں
پرکس کرتے تھے۔ دو بجے تان کلب کے رکن تھے۔ یہ
میں نے کلب سے ہوا اور ادھک تھا۔ ایک اور بڑے
بھئی ایک کلب کے رکن تھے۔ جب چھڑا تھا تو کھیلے پاپا چھٹے
ایسی ساتھ لے جاتے تھے ایک کلب میں کھیلے تو پہلی
پارک میں آئی اور بڑے سے تحارف ہوا تھا۔ دو دووں میرے
دوست تھے گئے تھے۔ ویسے میرے والدین سے بھی ان کی
اچھی دوستی تھی۔ میں بارہ سال کا تھا جب راجہ راجہ راجہ
لوٹے تو انکس کے ساتھ کرچا۔ ایک کلب کا قافلہ میں پھر
گیا تھا۔ ان کے بغیر میری زندگی اور میری عمر گزری اور میں
بڑے ہو گیا تھا۔ وہ مہاراجہ تھا۔ والدین کے بعد دووں کی
کوئی کس کی کس کی زندگی کو کھلا مانتے پھرتے تھے۔ ان میں
والدین کی وفات کے بعد میرے صدمے سے بڑھنے کے
لیے مقامی چچ سے ایک پارک کو میرا کلب کا قافلہ مقرر کیا
تھا۔ ایک بار میری بڑی خواہش تھی کہ کلب کی اس کا
کہنا تھا جب کسی سوال کا جواب نہ ملے تو کھیر دو سوال اپنی
کلب سے کروں میں آج بھی اپنے آپ سے سوال کرتا تھا کہ
کلب سے وہاں آئے تھے تو میرے والدین کو کس نے قتل
کیا آپ کتب میں اپنی ذات سے کیے کے اس سوال کا
جواب نہیں ملا تھا مگر میری اس حالت پر مل کر تھا۔

”مگر کی طرف جاتے ہوئے میں نے خود سے سوال کیا۔
 ”عامی کو کس نے قتل کیا؟ اس کے قتل کے سس کو لاکھ ہو سکتا
 ہے؟ کس نے اور کہاں پر اسے قتل کیا اور گورام کے سامنے اس
 کی لاش لاکر کیوں بھیجی؟“ مجھے جین تھاکر ان سوالوں کا جواب
 ضرور ملے گا اسی لیے خود سے سوال کرنے پر میرا ہجر و ساقا۔

☆☆☆
 سہ پہر واصل رہی تھی۔ میں کمرے کے باہر چلتی قادی کر رہی
 تھا کہ سامنے سے اکل سام آئے نظر آئے۔ وہ میری ماں کی
 سب سے قریبی دوست کے شوہر تھے۔ ان کی سسرالی وفات کو
 تین برس گزر چکے تھے۔
 ”کیا یاد ہے؟“ میرے قریب بٹھ کر بیٹھ کر انہوں نے یہی
 کہنے لگا تھا۔
 ”جس ایچ ایم ٹی مل رہا ہوں۔“

”کچھ پتا چلا نامی کے قاتلوں کا؟“ انہوں نے پوچھا۔

میں نے انہی میں سر ہلایا۔
 "بڑا ہی افسوسناک واقعہ ہے۔"

”اور ٹوٹا ک بھی۔“ میں نے سر ہٹا کر کہا۔

”مجھے اب تک چین نہیں آ رہا کہ میں اس کی دانت سے کھینچ کر اس کے کپڑے سے اس کی جگہ دھونچاؤں۔“ پھر نے کہا کہ اگر اس کی رات ہو گیا تھا؟“ انہوں نے رات کو ان کے غار میں بیٹھا۔

یہ کہی پھر فریڈی کی نوکلیں میں دیکھا گیا تھا کہ بعد میں اس کی لاش بھی دیکھی گئی۔ اس کے پاس ہاتھ تھے کہ میں نے ہی کہ بہت قریب تھا وہاں سے یہ سوال پوچھا کہ مجھے یہ کیا۔ یہی ہے وہ جہاں سے اس نے کہا کہ میں آئے جانتے تھے۔ ان کی بات سن کر میں سوچنے لگا کہ ”کیا...“ پھر وہ بعد میں نے ہی میں سے کہنے سے جواب دیا۔ ”آپ کے کلمہ میں کوئی بات آئی ہے“

”لوگوں کو جارحانہ انداز سے بات کہتی تھی“۔
 ”تو کہا شروع کیا۔ دوپہر ہوا تھا کہ لوگوں میں چپکرائی ہوئی
 ہے۔ انھیں کیا اب تک کوئی اطلاع نہیں مل سکی ہے۔ یہ وہی
 شخص ہے جو بیٹان سے کہہ رہا تھا کہ ان کی کارروائی کے بعد وہ
 کچھ کر لیں گے۔ انھیں کڑی سزا ہو جائے گی۔“ انھوں نے انداز میں
 بیٹان کی طرف اشارہ کر دیا۔ ”تو بھی تمہیں سزا دے کر دیا جائے
 گا۔ تم نے اس کے بعد ان کی جاس پیچھے کی کیا ضرورت تھی؟“
 ”آپ سمجھتے ہیں کہ کوئی بیٹان کی ہوس کے لیے
 لے کر آیا۔ جس طرح سب لاشیں مل رہی تھیں وہ ان کے گھر سے
 چھوٹی تھیں۔ ان کے بیڑوں کی عمر بھی سو سے دو سو سال پر
 زیادہ تھی۔“

”مکن ہے کہ اس میں میرے لیے کوئی عظیم کام ہے۔“
 ”نہیں! تو کوئی تجربے کے لیے میں جواب دیا۔
 میں مطمئن ہوں۔ اگر کوئی شخص مجھے تصانہ پہنچانا چاہتا ہے
 تو کوئی کھڑے کرے گا کہ کیا کرنا ہے۔“
 ”میں نے اس اور کہا کیا کہتے ہیں؟ کاش تو ان کی زمین پر
 چلی جاتی تھی۔“
 ”میں ان کو دودھ میں لیتا۔“ اس شخص نے جواب دیا۔
 ”جیسے کبھی اس پر ایک سبب ہو گا کہ اسے ہو گا۔“
 ”کلی شام میں میرے خیر میں میں نے اس کے معاملے
 بتایا کہ اس کے وہ رات کے لیے جو اسے ہو گیا ہے۔
 کے لیے نکلا کہ اس شخص میں اس کا۔“ اس نے کہا۔

”ہوٹل میں بے گھر سہیلی گئی، کوئی نیا بات نہیں لگا۔“

میں نے پولیس کو بتایا کہ وہ کلب میں تھی لیکن وہ

اے چھوڑ کر نکل لیا تھا۔ اگلے دن لہنا سڑوہ لیا۔ جی ہاں

ہے کیا یہ سبلی کا رہا اور دوسرے ساتھ سے کھڑے ہے۔
 قا۔ بعد میں سبلی کو کچھ دوستوں نے قتل دے کر کھرھ پھانسیا۔
 جب وہ کھرھ پھانسیا تو اسے سخت حیرت ہوئی۔ وہ کھرھ سبلی پانچواں
 قا۔
 ”ہاں... وہ دونوں تو بگڑے ساتھ ہی نظر آتے تھے۔“
 یہ سنتے ہی میں نے کہا: ”سبلی کا بھی مذاق میں کہتے تھے کہ وہ
 دونوں بڑا روت ایک دوسرے سے چمچے رہتے تھیں۔ حیرت
 ہے کہ اس رات خواب کیا کیا ہو کر آیا ہے چھوڑ کر خالی
 کھڑا ہوا۔“
 ”کچھ کر میں تو بھر کے لیے دکا۔“ کیا سبلی نے
 بتایا کیا کیا کیوں ہوا تھا؟

[illegible]

اس کے رستوران پر ڈفر کرتا ہوں۔ میرے لیے کڑو
رستوران اچھے گھر کے ڈانک دوم تھا۔ بڑی اچھی
مسلم مین کی اس پر دنیا کی وفات سے پہلے دو ہول
فلم میں بھی چار بار اچھے فز کے لیے ہاں جاتے تھے
کرتھن کے لیے میری طرف سے ایک ہاں دے چکا۔
ڈانک رکھنا ہے اس رستوران کا۔ کئی گئے وہاں پر
"کئی ہاں۔" میں نے فرما دیا۔ دیکھی کرتھن
میں اس پہلے کا روڑ و ڈانک کیا تھا۔ اس پہلے میں چار بار
کرتھن رکھنا تھا۔ مجھے تو ان کے سب کا بہت حریف
تھا۔

”ہاں... وہ بھی اچھے ہیں۔“
 ”مگر سنا ہے کہ...“
 ”کیا؟“ انہیں نے قطع کھائی کی۔

تاسف سے کہا۔ "تم جانتے ہو، کئی سال پہلے ہی نے

ہر کوئی دیکھ کر تعجب سے کہتا ہے کہ یہ کون سا دوا ہے؟

ہماری چار دواؤں میں سے پہلی دوا اس کے لئے ہے کہ وہ اپنے
مہاجر کے لئے زور دے کہ رستوران کا ایک یا پھر چارے کے
قرض کی ادائیگی دوسرے کے لئے ہو کر دے۔ وہ دیکھ سکتے
ہیں کہ خفیہ طور پر اور کبھی سراسر کھانسی کے
رقم کی کوئی رقمیں، میں نے اس کے لئے ایک بار بھی اس
بارے میں کوئی کتاب نہیں لکھی تھی۔ یہ بات ابھی
طرح جا رہی ہے۔ میری توہین یا کسی خواہش ہے۔۔۔
”دوا کیا“ میں نے تسلیت کی۔
”میرا پتہ ہے کہ رستوران کا ہے۔۔۔“ یہ کہہ کر وہ
”اور دوسرے“ سے بوجھت سے کہنے لگے۔ ”اب نہیں لکھی
کہ وہاں کچھ نہ لکھا۔“ انہوں نے میری طرف غور سے دیکھا۔
”کیا اب پہلے سنا تھا کہ بریت رستوران سے روپے اور
غیر اداروں کو صرف اس زمین میں دیا گیا ہے۔ وہ دیکھو اس
خزائنہ میں سے لے دیا جائے۔“

”آپ کو ہم ناک میں کے اس سے۔ میں نے سنا ہے۔“

ہاں، جسٹس راسم پرہت، اسے ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ
بتایا۔ "شوک اس کی تجویز کرنے والے ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ"
اسے کھوکھٹ پر جاکر کیا گیا کہ۔"
"....."
"مقتول" کے گلے سے پٹم کے کچھ ذرات ملے تھے۔
پریس کا خیال ہے کہ ایسی کئی اسلاف کا پھندا بنا کر ڈاکو کیا تھا
جس کی بنا پر پٹم نے کھوکھٹ کی کورٹ میں ہونے سے۔
"مگر۔۔۔۔۔" میں نے کچھ کہنے کے لیے دھڑکھولایا تھا کہ
وہ بول پڑے۔
"پٹم کا کھوکھٹ اپنی جگہ۔۔۔۔۔ میں جیسے لگنا کھوکھٹ
عورت ہی ہے۔ کوئی مرد بھی ہو سکتا ہے۔ پٹم کا اسلاف تو
میں نے سنا ہے کہ۔"

2013-14

اسلام آباد سے خرم علیم کی عنایت

”میں ابھی آتا ہوں۔“ یہ کہہ کر بیتابن کمرے سے گیا۔
چھ مہینے بعد جب سراغ رساں جیکسن وہاں پہنچے تو وہاں پر ایس۔ آر۔ وی میں ہلچل تھی۔ اس کے سر پر ایک کپڑا لٹکا ہوا تھا۔
2018 اکتوبر

”مٹی پاگل۔“
 ”ٹھیک ہے، ہم جان دو۔ میں نیو یارک کے وقت کے
 مطابق شام سات بجے شیخون کی کرول گی۔ وہ بدستور
 پرجائیں ہیں۔“
 ”اے۔۔۔“
 ”کی طرف سے ہمارے۔۔۔“
 ”وہ سکرپا اور یوگن کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالے
 ہوئے گولڈ ہیرا اور ہمارے عقب والی دیوار کی طرف بدھا
 میں۔ گریں سہو کر دیکھا وہاں دروازہ کھل کر آیا تھا۔
 کے دروازہ کھل کر آیا تھا۔“
 ”آپ دونوں کو یہاں لے آئے۔“
 ”وہاں سے۔۔۔“

میں جس کمرے میں بیٹھتے تھے، وہ عاصا کشادہ تھا۔ کوچہ کے انتہائی کچلے گئے جس کی وجہ سے ٹریک کا شور بھی کونجی دبا تھا۔ کمرے میں چار بڑی دھاتی میزیں ایک دوسرے سے تھوڑے فاصلے پر تھیں۔ ہر میز پر دو دو ساٹھ ساٹھ دو روپے کی فائل الماریاں اور میز کے گھونٹے کمرے کی ایک دیوار پر ہر قسم کے گفتگوات سے بھاری تھیں۔ سامنے ایک بڑے سے ٹوکس پرورد کے جس پر مختلف چھوٹے بڑے کافے دو کوچوں کی دیوار سے آڑسٹا تھا۔ کونے میں اینٹیکرک ڈائریکٹر قیادہ سرائی میز کوچوں کے ساتھ تھی۔ میری اور انھن کی آنکھوں پر روشنی براہ راست پڑتی تھی۔

والدہ جی کی وفات کے بعد میری کمر پرست سہیلیاں ہیں۔ ان کو کئی سال کی تھیں۔ کئی کئی سال ان کو انھن دو بیٹیوں کے ساتھ چھایاں کر دینے کے لئے چھائی تھی

[illegible]

ایک صورت تھی تھی۔ اس نے بھی پتیس روپی بکنی ہوئی تھی۔
 ”یہ لٹل آفٹر ٹیکس۔“ جیسے نے مسکرا کر منظر کے بال
 اور کپڑے اٹھائے اور ایک طرف لپکایا۔
 ”ہائے۔“ لٹل آفٹر ٹیکس نے ہم دونوں کی طرف دیکھتے
 ہوئے مسکرا کر کہا۔ وہ ہمارے سامنے چوڑی اور جیسٹن ویڈیو
 میگزین کرتے لگا۔

”صاف مت چاہتا ہوں، جیسٹن بگورہ اور انڈیکر کر رہا ہوں۔“
 کمراسٹ کر کے وہ پلٹا اور صوفے پر بیٹھا۔ ”ہاں تو ہے
 وہ۔ بات تو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ میں نے کئی کے بارے
 میں۔“ اس نے میرے پیچھے سے پرانی کال ٹیبل مڑوا کر
 اس کی بات سن کر میں نے کمرے کی طرف دیکھا۔
 کمرے کے اوپر ہی تھے پر پھولی عمارت جی بل رسی کی
 جس کا مطلب تھا کمرہ اس کے اوپر سے لٹل کی ویڈیو
 ریکارڈنگ ہونے چاہی تھی۔ ”بات یہ ہے کہ میں آج
 فرائز کو لیب کیا تھا مارکٹ سے لئے۔“ میں نے کمرے
 کے دروازے پر ہاتھ رکھ کر جیسٹن کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ میں شروٹ کی

لوز ہیرا میں ہاتھ تک کی ساری روڈ اور سٹاڈیا میں لیب
 انچاورڈ سے مارکٹ کی بات سن کر اس پر مسکرائے۔ جیسٹن کو
 فون کیا تھا۔ اس فون کے جواب میں ہی اس وقت میں اگلے کو
 عمارے کو یہاں پہنچا تھا۔ مجھے یہاں دیکھنے کی ہدایت جیسٹن
 نے ہی کی تھی۔

”تم نے کہا کہ یہ جانتے ہو کہ وہی کس نے فون کیا
 تھا۔“ میں خاموش رہا تو جیسٹن نے اشتہار لگا ہواں سے
 نگہ دیکھتے ہوئے کہا۔ ”کون ہے وہ؟“
 ”میں بگورہ نہیں جانتا تھا۔“ اچھے اپنے یہاں ہونے پر
 فرائز میں ہونے لگی تھی۔ میرے پیچھے سے میرا صوفہ اتر
 رہے تھے۔ مجھے لگا کہ مزید بگورہ رینگن اور توپا پر چڑھاؤں
 گا۔ ”شاید میں غلطی پر ہوں۔“ کافی دیر بعد میں نے جیسٹن
 کے سوال کا جواب دیا۔

”شاید یہ ہو۔“ جیسٹن نے فوراً کہا۔
 ”فائل بگورہ ہے۔“ اگلے سامنے معاملت کی شاید
 وہ میری کیفیت بھاگتے گئے تھے۔ انہوں نے میرا ہاتھ ہاتھ
 اپنے ہاتھ میں تھا ہاتھ ہاتھ۔ ”تم جو کہنا چاہتے ہو یا دیکھتے ہو
 سب بگورہ جی آج نہیں بتاؤ۔“ یہ کہہ کر انہوں نے حوصلہ
 بڑھا لیا کہ میرا شانہ جھٹک لیا۔
 ”میں بگورہ جواب نہیں دیا اور غالی غالی کہاں سے
 کہہ کر کہہ گئے۔“

”کیا خیال ہے؟“ جیسٹن نے خاموشی مڑی۔ میں

اس کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ ”ساری باتیں جو
 تم پہلے ہی کیا رہا تھو، وہ سب بگورہ ایک بار پھر شروٹ
 سے بتاؤ۔ مجھے سمجھنے ہے۔“ اس کے سامنے میں نے جیسٹن کوئی خاص
 وضاحت نہیں کی۔ ”یہ کہہ کر اس نے فورے سے میری طرف
 دیکھا۔ ”تم نے کہا تھا کہ وہ بگورہ سائن پر چڑھاؤ تو وہ دیکھ
 تھا۔ جیسٹن اس تصویر میں کیا خاص بات دیکھ رہا ہوں گی؟“

یہ سن کر میں نے اگلے سامنے طرف دیکھا۔ انہوں نے
 جیسٹن میں سر ہلاتے ہوئے میرا ہاتھ آہستہ سے چھو لیا۔
 ”تصور میں نے کیا؟“ وہ بگورہ میں کچھ جیسٹن کے سامنے
 اس کی لاش اور یافتگی سب اس کے مجھے سامنے ہی لگ گئی۔
 حالانکہ وہ تصویر میں جیسٹن کی ہی چپ وہ کلب سے جانے والا
 تھا۔ پولیس اور کلب کی چوٹی میں کلب کی ایک موقع تھا کہ وہ
 کلب سے نکلنے کے بعد تو کچھ ہچکچا رہی تھی اس لئے اور ایک بلکہ
 سامنے سے ہی باہر ہو گیا تھا۔

”ہم رینگنا ویڈیو کھانی ہے۔۔۔“
 ”اور وہی وہی جی۔“ میں نے کلب کی طرف کرتے ہوئے

تقریباً جیسٹن نے فورے سے میری طرف دیکھا۔ ”مگن ہے اس
 نے کلب سے نکلے ہوئے یا نکلے سے پہلے ہی اس دوری ہو۔“
 اس نے اگلے کان پر کیا۔

”کیا ممکن ہیں نہیں۔۔۔“ میں نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔
 ”یہ۔۔۔“ اس نے اپنے ہاتھ وہم سوٹنگ میں لپک کر ہاتھ پاچھر
 پکڑے تھم گئے۔ ”وہ تو یہی وہ بتا رہی ہے کہ وہ کلب سے
 پیش نہیں لگائی میں رہتا تھا۔“ اس نے کہا اس کے پاس کالاری صبر
 تھی۔ ”یہ کہہ کر میں پھر کے لیے نکلا۔“ اس کی بات کی تصدیق
 میں نے نہیں کی کی جانتی ہے کہ وہی کوئی طرح میں جاتا ہے۔
 دہائی جاتی تھی اس لئے تو وہ دھڑکتا تھا تو اس کی کمر میں
 ہوتی۔ ”یہ کہہ کر میں پھر کے لیے نکلا اور پھر کہا۔ ”کیا وہ نہیں
 جواب کی کار سے گئی اور جی میں ہے؟“

میری بات سن کر جیسٹن صوفہ میں پڑ گیا۔ آفیسر
 ہٹسٹن کی پیشانی پر بھی پڑے ہوئے تھے۔ ”کافی دیر
 بعد اس نے چوٹی میں کھولی۔“ ”تفصیل سے بتاؤ۔“
 نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”تمہارے خیال
 میں وہی کلب سے نکلا تو پھر اس کے ساتھ کیا واقعہ
 پیش آیا ہوگا؟“

”جب وہی گھر جانے کے لیے کلب سے نکلے تو پھر
 اس نے کانچا کیا۔“ میں نے کہا شروٹ میں کیا۔ ”اس کے سامنے
 تھوڑے دیر میں کالاری اس کے بارے میں کیا اور پھر

سے ہاتھ ہلا کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا اور گاڑی روکنے کا
 اشارہ کیا۔ میں نے اس کو اس نے اپنی موجودگی کا احساس دلایا بعد
 کالاری سامنے آیا۔ وہ ہمارے سامنے سے کالاری سوائچ کے ساتھ
 متنب کیا ہوگا۔ وہ جاتا ہوا کہ کہ انہیں یہاں کوئی دیکھنے والا
 نہیں۔ جب گاڑی گاڑی روک کر باہر نکلا تو پھر ان کے سامنے
 بحث ہونے لگی۔

”بحث۔۔۔“ جیسٹن نے قطع کاٹی۔ ”مگر کس بات
 پر؟“
 ”بیوی پر۔“ میں نے سادگی سے جواب دیا اور پھر
 تفصیل سے بتانے لگا۔ ”برٹ، ریستوران اور فروخت کرنا چاہتا
 تھا میری اس کے قتل میں نہیں تھا۔۔۔“

”کمرے سے پہلے آتی شاید ضرورت کس لیے پتلی
 جی کہ وہ اپنے پانچ کوکارت کے اس پھر روکے اور پھر اس
 محلے پر پتلی کرے؟“ جیسٹن نے پھر غصہ کی۔
 ”وہ ایک حادثی ہمارے دور سے کی بات ہے اس لئے
 میری طرح ایک گرفت میں پکڑا گیا ہے۔“ میں نے کہا شروٹ
 کے ”مگن ہے اس کے ہاتھ وہی کلب سے ہوتی بڑی مال
 مٹھل میں چھٹا ہو جس سے نکلے کے لیے اس کے پاس
 ریستوران کی فروخت کے سو کالاری اور اسے نہ ہو اس پر
 ریستوران کا پورا ایک تو تھا نہیں اور وہی کی مرضی کے بغیر
 اسے فروخت کر نہیں سکتا تھا۔“

”سن کر جیسٹن نے سر ہلایا اور نوٹ ٹپ میں جھک گئے
 کے بعد اس نے پھر میری طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ ”اچھا تو
 ان کے سامنے بحث و جھگڑا ہونے لگی۔“ اس کے بعد کیا ہوا

”وہ دونوں گاڑی سے باہر نکل کر بحث کر رہے ہوں
 کے کہ ریستوران بچا جانے یا نہیں کرنا چاہتے ہیں اور پھر
 ہوگا۔“ میں نے کہا شروع کیا۔ ”بات آگے بڑھی اور پھر
 سے نوٹوں پر چاقو یا کچھ پھینکی گئی۔ برٹ نے مجھے سامنے کی
 ہائی کپڑے میں کھولی۔ ”جواب میں برٹ نے بھی اس کی
 کرمان کی طرف ہاتھ بڑھا لیا ہوگا۔ میں نے کہہ کر برٹ کی ہائی
 باہن اس کی کھلی میں آئی۔“ ”یہ کہہ کر میں پھر کے لیے
 نکلا۔ ”ایک جگہ کی طرف دیکھا۔“ ”میں طرح اس روڈ وہ لاش
 حلقہ والی کچھ گھوم رہے تھے اور پھر اس کے سامنے کی کئی
 حلقہ میں سے میں نے کہاں سے کہاں میں لاش کر رہا ہوں، جو
 جھگڑے کے دوران یا پھر لاش کھانے لگے تھے وقت نہیں
 گزری تھی۔“

جیسٹن فورے سے میری بات سن کر

”ہم ہی کی گردن پر رحم کے گذرات ہائے کے لیے۔“
 جیسٹن نے اٹھتے میں سر ہلایا۔ ”میں شروٹ ہائے کو تو پھر اس
 کہ یہ اسی ہائی کے گذرات ہونے کے جو کس کی شب کلب سے
 نکلے ہوئے ہیں وہی کے جان نہ گئی۔ برٹ کی ہائی کے ساتھ
 ساتھ ہم ہی کی ہائی کلاش کر رہا اور لاش کی گردن سے
 ساتھ پھر سے گذرات کالاس سے موازنہ کر رہا۔ میری بات سن
 گئے ہوگی۔“ ”یہ کہہ کر میں نے گہری سانس لی اور خاموشی
 سے اسے دیکھ لیا۔“

جیسٹن بگورہ تک خاموش رہا اور پھر نرم کچھ میں کہنا
 شروع کیا۔ ”یہ ہائی کی بات ہے کہ جانتے ہو؟“
 ”کیا۔“ میں نے ہر دو۔ ”میں مسکرایا۔
 ”تم ذہن ہو۔“ وہ مسکرایا۔ ”تم نے اگلے ایک
 کہا۔ ”داردارت کے وقت ہائی نے ہائی میں ہائی لاش کو کھلی
 وہ اس کی کار کے کورٹ ہائی سے ہائی پر ایک ہائی لاش
 کی کھلی میں ہائی ہائی کی کمر سے ہائی پر پھر پھر پھر
 والوں کو نہیں بتائی۔“ ”یہ کہہ کر وہ پھر کے لگا اور پھر
 اشتہار سے کچھ میں کہنے لگا۔ ”تم یہ کہہ کے کو برٹ
 قاتل ہے۔“

”ہائی جان والی بات صرف یہ نہیں جانتی ہے۔“ میری
 بات سن کر اس نے اپنے سینے میں سر ہلایا۔ ”کیا کو یہ معلوم نہیں
 کہ وہی نے ہائی میں پین لگا رکھی تھی یا کمر برٹ ہاتھ جاتا تھا۔
 اس نے کئی کس کے بعد ہائی سے ہائی لاش کو گاڑی میں چھپائی
 ہوئی تاکہ گاڑی اور داردارت سے چھوٹ نہ لے۔“

”میں۔۔۔“ وہ بڑبڑایا۔
 ”داردارت کے تیسرے دن وہ پھر کے وقت برٹ اس
 مقام پر پہنچا جہاں وہی کی لاش پھینکی تھی۔ وہ پھر سے
 اس زمین پر بگورہ کے کوشل کر رہا تھا۔ اس کے گاڑی کے
 دائرہ میں کچھ کھڑے ہوئے تھے جس کا مطلب تھا کہ وہ
 ریستوران سے کئی گھنٹہ کی ایسے علاقے کی طرف سے ہوتا
 ہوا وہاں پہنچا تھا اس کی ریت، کچھ گھبراہٹ ہو گئی تھی۔ وارن
 وہ ریستوران یا اپنے گھر سے آتا تو پتہ نہ ہو کہ کچھ کا
 کام۔۔۔“ ”یہ کہہ کر میں لگا۔“ ”وہ سامنے برٹ کی طرف سے ہوتا
 ہوا آیا ہوگا۔ اسے اس کی ہائی کی کلاش کی۔ وہ اس کے ہاتھ
 خلاف سے لگا نہ اٹھتے ہوئے۔“

”مگن ہے کہ وہ لاش والی جگہ پر ایسے آیا ہو۔“
 جیسٹن نے کچھ تاثر نہ دیا۔
 ”نہیں۔۔۔“ میں نے فوراً اس کی بات مسترد کی۔
 ”برٹ کے روتا کر وہی کی موت کا صدور پڑا تھا نہیں

”میں۔۔۔“ میں نے فوراً اس کی بات مسترد کی۔

دوست کبری تھی۔
 ”مگر یہ بات تم سے سرائح رساں سے تو جس کی؟“
 ”کوئی خاص دوست تھا۔ میں نے بات نہیں کر سکتا تھا۔“
 ”بہت ناراض ہو کر تھیں کل کا جو وقت بنا گیا ہے،
 اس وقت تک کہ اب نہیں کی۔۔۔“
 ”کلب میں میں گھر وہ جاتی تھی کہ اس رات ٹائی کا تکل
 ہونے والا ہے۔“
 ”جیجے کیسے کہتے ہو؟“ اگلے نے پوچھا۔
 ”جیجے بہت خوش حواص صورت ہے عمر بانی کے ساتھ
 اس کی آخری تصویر کو گور سے دیکھو، وہ دن اور اوصالی
 دیا کہ میں نظر آتی ہے۔ اس کے چہرے سے اغرونی
 کیفیت کا شکر ہے۔ دیکھنے کی وہ جان پر پھر کلب میں رہی
 اور ان کی کوئی کھانے جانے دیا۔ پرت اور وہ فیصلہ کر کے تھے
 کہ اگر ان کے سامنے تو اسے لکڑیاں بھی ہو جیجے شوہری
 موت کے بعد وہ ریستوران میں نصف صبح کی مالک بن
 جاتی۔ اسی کی مضامین سے برٹ اس کے کلب کے ہفتہ
 دیا دن کے اندر اندر ریستوران فروخت کر کے لاس
 وگاس لے گیا تھا چاہتا تھا۔“

”اگر ایشیائی داغ ہے تمہارا،“ اگلے نے کہا۔
 اسی دوران میں میرے موبائل فون کی بجلی گئی۔ میں
 نے فہرہ دیکھا۔ کال سرائح رساں کیسے تمہارے آ رہی
 تھی۔ ”جیل۔۔۔ میں نے فون اٹھایا۔
 ”ہی ٹی ٹی کیس کی تفتیش مکمل ہو گئی ہے۔“ اس نے
 چوڑی سی کہا۔
 ”بہت ہی اچھا ہوا۔“ میں نے ہنس کر جواب دیا اور
 اٹیکر ان کر دیا کہ اگلے بھی نہیں۔
 ”کے ستوتو۔۔۔“ کیس نے کہا۔ ”میرے ٹائی کی بیوہ
 کوئی گرفتار نہیں ہے۔ وہ اس کی بیوہ ہانڈی تھی۔“
 ”مگر کیسے؟“ میں نے کبھی بری طرح چمک کیا۔
 ”پتہ چلا اور اس کے گانے کے بعد برٹ نے اسے
 فون کر کے کام ہو جانے کی اطلاع دی تھی۔“ کیس نے بتا دیا
 تھا۔ ”جب ہم نے برٹ کے موبائل پر تفتیش کی تو پتا چلا کہ
 پوسٹ مارم میں کل کا وقت اور فون کال کے دوران صرف
 کیس منہ دے رہا تھا۔ فون اس نے کبھی کو اطلاع دینے
 کے لیے کیا۔ میں نہیں، اس وقت بعد اس نے کبھی کو اس رات
 اس کیس کا کیا۔ ٹائی جیجے شاید جانے وادرات پر کوئی
 ہے۔ اس پر خبر نہ کہ تھا جس کی وہ دوسے وہ جس کی کتب
 سکتی ہے۔ اس نے دو ایس ایم ایس بھی بھیجے۔ ایک دن



موسیقی کی تار

ہی زمانہ ہر شخص کو موسیقی سے شغف رکھتا ہے۔۔۔ بلکہ پہلے دھوم
 شوق والی موسیقی دل کی نرم و نازک احساسات کو محسوس کروانے
 کر دیتی ہے۔۔۔ آپ کہ جانتے ہیں اچانک کو رانگی چھلک۔۔۔ اس دفعہ انہوں نے
 کلاسیکی موسیقی کو چھلکے کا قصہ ذکر کیا تھا۔۔۔!

دلوں کو ان کی گونج سونے والے شور دینگے۔۔۔ استاد محترم کے سے کارنامے

”آسان کر دیں۔“
 ”تھکوا۔۔۔ آسان میں تان میں ہے۔ اس لیے فیل
 ہون پائیں راگ مہار و میرو دی ہے جو اس پچھلے آخری
 فیل ہر بازو اور گوجر لا مان و میرو دی کان ہوتی ہے۔“
 ”استاد پرانا تان میں تو عرض کروں کہ اب اور زیادہ
 مشکل ہوئی ہے۔“
 ”جیسے تو استاد کے سارے ہی کارنامے کمال کے
 ہوئے ہیں کہ یاد میں اور سے بھول جائیں۔ استاد کو
 ان دنوں کمال کا کہنے کا شوق ہو گیا تھا۔ اس شوق کا سبب
 انہوں نے یہ بتایا تھا۔ ”مگر شہب شکران سے یہاں
 تان میں پتھر دو دو جو میں عام شہب نہیں ہیں۔“
 ”استاد ذرا پکا ہاتھ رکھیں۔ میرا مطلب ہے ذرا

شادی سے پہلے

شیر کی شادی ہو رہی تھی۔ برات روانہ ہونے لگی تو ایک چوہا برات کے آگے بھاگنے لگا۔ شیر نے پوچھا۔
”تم چوہے ہو، شیر کی شادی سے تمہارا کیا تعلق؟“

چوہے نے مسکرا کر جواب دیا۔
”شادی سے پہلے میں ہی شرقا۔“
(مرسلہ: دم احمد، کمرانی)

”استاد نے فرمایا۔“ میں اس پر دم نہ کشیدم ہو گیا ہوں۔ میری سائیں میں اس کے سر کو بطولان اور سیان چیا۔“

”نعت تو تھو پر تو اپنی مرید اور میری بیٹی کو دیکھ۔“

”اس سے کوئی فرق پر وہ پوچھ نہیں ہوتی۔“ استاد نے فرمایا۔

بہر حال دعویٰ انہیں کا لیاں دیتا رہا اور استاد اس کی بیٹی سے اپنے عشق کا اعلان کرتے رہے کچھ عرصہ کی صورت حال بھی دھکی دھکی۔ لوگوں نے بڑی مشکلوں سے بچاؤ کا کیا۔

دعویٰ کو میرے بارے میں معلوم تھا کہ میں استاد کے بہت سے معاملات میں دخل ہوں۔ اسی لیے وہ فرما کر دیا تو میرے پاس پہنچ گیا۔

”ارے استاد صاحب دو تو میری بیٹی کا وہ نام کر کے رکھ دو یا ہے۔ ہم بخت اپنی عمر کی نکاح دیا۔“

”کیا ہے؟“ مجھے یہ سن کر دانی اجرت ہوئی۔ ”استاد تو اس مزاح کے آدمی نہیں ہیں۔“

”یہ بولنے سے ہے خدا۔“ دعویٰ نے کہا۔ ”مہر تم سے ہوئے کہ میں کہ جا کر کچھ آؤں کو دور تمہارے کا بچھا کر کر گیا ہے۔“

”جان ہاں تم مکر تم کرو میں استاد سے بات کر لیتا ہوں۔“

میں نے استاد سے جب پوچھا تو استاد مسکرا دیا۔ ”ہاں اسے کوئی شے عاقل صبر طلب ہوگی ہے۔“

ہوئے تقریر شروع کر دی۔ ”اسے نہاس درخواست کنندہ موت کا حکم کہے گا کہ رنگ موسیقی پر عمل کرے۔“
”دھجک ہے، دھجک ہے، ایک ہے، اور رنگ ہے۔ تو شب خون کی اولاد ڈال دینا ہے جو ہے قبر سے وار تاج ہے۔“
”ہٹے بے دھڑک ہے، ابھی مرگ ہے بچے کیا آبرو کے لئے بھار ہوئی ہے۔“

استاد نے پکڑنے سے اپنے جوش میں تھے کہ انہیں احساس ہی نہیں ہوا کہ استاد جن خان اپنے طبعی دالے اور ساز و سامان کے کردہاں سے فرما رہے ہیں۔

بہر حال میں یہاں تک گام نہیں کھینچا کہ اس کے بعد میں تین سال پھر بھی استاد کے خواب میں نہیں آئے۔ اگر آئے بھی ہوں گے تو استاد نے مکر وہ میں کیا۔

بہر حال یہ تو ایک عرصی ہی بات تھی۔ استاد کا کارنامہ بھرا تھا۔

اور وہ کارنامہ یہ تھا کہ استاد نے ایک دعویٰ کی لڑکھ سے عشق کرنے کا جو کام بنایا تھا۔ یہ بہت اونچی بات تھی۔ استاد کے مزاج اور کردار کے باطل خلاف۔

دعویٰ کی اس لڑکی کا نام ارشد تھا۔

پانچ سال دعویٰ نے اپنی بیٹی کا ایسا نام لیا کہ یہ کچھ دیا تھا بہر حال ارشد ایک بد صورت لڑکی تھی اور اس شخص کی خاص بات یہ تھی کہ اس کی عمر زیادہ سے زیادہ پچھوہ یا سولہ برس کی ہوئی۔

اور استاد نے اس پر عاشق ہو جانے کا باقاعدہ اعلان کر دیا تھا۔ انہوں نے یہ اُنکھا اعلان اپنی خیر خواہ شاعری کے ذریعے کیا تھا۔

ایک شام استاد محلے کے چوراہے پر کھڑے ہو کر زور زور سے اپنی عمر گناتے گئے۔ ”استاد! وہ کچھ بولیں گی۔“

”دل میری فی ریشار ہے ارشد
وہ دعویٰ بہ نظر ان کی بیٹی کے گود پر اور
اس محلہ گھر میں میرا ہے ارشد۔“

اس غزل کی ہلک انہوں نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ ارشد دعویٰ کی بیٹی کا نام ہے اور وہ اس سے عشق کرنے لگے ہیں میں پھر کیا تھا۔ دعویٰ اپنا ڈراما سنبھال دیا استاد کے پاس آ گیا۔ ”مروود میں تیرا سر چاندوں کا۔ تو میری بیٹی کو کیوں بچام کر رہا ہے؟“

”اس لیے کہ وہاں ہے، بہت کشا ہے، عیاں ہو

بین خان نے ہاتھ جوڑ لیے۔ ”تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔“

”چٹک بھانڈاں آل تھوہ ہوں میں۔“ استاد نے فرمایا۔ ”عقاب کو گرد نہ ڈال اگر وہی کوہ ہے جا سے سر فراز اور دربار کرو۔“

اس دوران استاد بین خان کی نظر پر پڑ گئی۔ شاید اس میں ایک شے ہی ایسے کچھ مشکل آدمی دکھائی دیا تھا۔ اسی لیے اس نے مجھے اپنے پاس بلا دیا۔

”بھائی جان درامیر کی بات میں۔“
”میں فرما رہا۔“ میں نے اس کے پاس جا کر پوچھا۔

”خدا کے لیے اس آدمی سے میری جان چھوڑا دیں۔“ اس نے استاد کی طرف اشارہ کیا۔ ”اس نے میری زعمی مذہب کر دی ہے۔ یہ کیا بولتا ہے، میرے باپ کی سمجھ میں کی نہیں آ سکتا۔“

استاد نے دوران خاموش بیٹھ رہے تھے۔

”استاد یہ ہے جاوے آپ کی قاری سے پریشان ہو گئے ہیں۔“ میں نے استاد سے کہا۔ ”آپ ان کے لیے ڈوا آسان ہو جائیں۔“

”یہ تو قدر ہے محال ہے۔“ استاد نے فرمایا۔ ”بہر حال استاد سے یہ زناست کرو کہ چرخ ہتھوڑ کو واٹس دوڑا کر گروں۔“ دیوانہ کر دیں اور دھک پیچھو دیں

مانڈ کیر کر جائیں۔“

”مقدمہ ہے تھا کہ استاد بین خان اپنے کاٹنگا موسیقی کا چادو گنا شروع کر دیں لیکن لوگ سے تاب بیٹھے ہیں۔ استاد بین خان نے بار موسیقی اور طبع کو جوتے ہوئے فرمایا۔“

”میں اب پوچھاں استاد۔“
”استاد بہت کوشش ہو گئے۔“

استاد بین خان نے اپنا شروع کر دیا لیکن فوراً ہی استاد نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روک دیا تھا۔ ”میں نہیں۔“ لیکن اتفاقاً وہ عجب ہے۔ اصل لیکن آل قفقازن کے محل میں ہے۔“

”اے کہ کہ استاد نے اپنی بے سری آواز میں نہ جانے کسی نغمہ کی اس استاد جن خان سے سے کھڑے ہو گئے۔ میں میں اس ہتھوڑ کو کچھ نہیں سمجھ سکتا۔ یہ کھانگی کی تو تین برس ہے۔“

میں اپنا منہ تھا کہ استاد نے غصے سے کہہ دیا

”استاد نے اس بات پر مجھے برا بھلا بھی شروع کر دیا۔ یہ استاد کی عادت تھی جب میں بے طرز حق کرتا کہ میں ان کی بات نہیں سمجھ پایا ہوں تو وہ اس طرح مجھے برا بھلا کہتے۔ ان کا خیال تھا کہ میں اس اردو ادب سے دور ہوتا جا رہا ہوں۔“

بہر حال اس دن کی گفتگو کا حاصل یہ تھا کہ استاد کا خیال سمجنا چاہئے تھے کیونکہ میں تین سال ان کے خواب میں آ کر نہیں بہت ڈانٹاؤں تھا۔

میں استاد تین سال صبر کروم کہ یہ کہا تھا کہ چنگر مرغش بادشاہ نے کھانگی کی حوصلہ افزائی اور سر پرستی کی ہے۔ اسی لیے استاد پر بھی لازم ہے کیونکہ استاد غفلوں کے آخری قدم و چرمان ہیں۔

میں استاد کو صاف بتا دیا کہ انہیں میں ان سے کہیں سے علم پر عمل کرنا قادر نہ ہوں ان کے آداب کو شیان ہر کھانگی بھری ہو جائے گا۔“

”اب نہیں ہے کیا تھا۔“ بہر حال میں نے اس کا مطلب جاننے کی کوشش کی تھی۔

اب سوال یہ تھا کہ استاد کو کھانگی کون کھائے گا۔ میں نے اس بارے میں جب دریافت کیا تو استاد مسکرا کر بولے۔ ”خانی سے خواب کا ذکر ہے تو ذکر کچھ ہوں۔ استاد بین خان سے شرف میری کرنے کا احترام تو ہونا ضرور کر رہا ہوں۔“

اس پہلے سے میں اتنا سمجھ گیا کہ استاد نے کسی استاد بین خان سے کیا ہے اور وہ ان سے کھانگی کھانگی ہے چاہے میں اب یہ بین خان ہوں، یہ خود میں نہیں جانتا تھا۔

بہر حال ایک دن جب میں استاد کے محل میں پہنچا تو وہاں ایک قہر شاکا ہوا تھا۔ استاد کے کمرے میں درمی چکی ہوئی تھی۔ ایک طرف دو عدد گاؤں تھے۔ ایک چاکس کھینک کی عمر کے بڑے میاں بار موسیقی سنبھالے بیٹھے تھے۔ ان کے برابر میں سمریل سا بچی تھا۔

میں نے طلبہ سنبھال رکھا تھا۔ استاد ان دونوں کے سامنے تھے اور ان دونوں سے بڑے محلے والے تھے جو مفت کا یہ لٹا دینے کے لیے بیٹھ ہو گئے تھے۔

”میں بھی ایک طرف جا کر کھڑا ہو گیا۔“

”میں استاد بل کر فرمایا۔“ استاد نے استاد بین خان سے کہا۔

”بھائی خدا کے لیے میری جان چھوڑ دو۔“ استاد

لطف چاہتا ہی چھوڑ دیا لیکن ان کے حوالے سے خبریں
آتی رہتی تھیں۔ آج استاد نے سرعام اس لڑکی سے اپنے
مطلق کا اظہار کر دیا۔
یہ اور بات ہے کہ وہ بے چاری ان کے جتنی

نہ جانے ان پر کیسے عشق کا بخار چڑھ گیا تھا۔ وہ کسی کو خاطر میں نہیں لائے تھے۔ اس زمانے میں نہوہ نے ایک نظم بھی لکھ دی تھی۔ جس کی ابتدا اسیدھی رادی تھی یعنی "برادر کو وارثاد کرو۔"

خدا کے لیے استاد کچھ ہلکا۔" میں نے آ

۲. یہ ایک رٹا میں کیا تھا؟

مرکز

وطن کے رکھوالوں کا گناؤں کا کھیل جڑا ہے وطن کو رہن رکھنے کے درے تھے...

درخت کھڑے ہوئے تھے۔
اب ڈیٹان اپنے کمرے میں تھا۔ اپنے بستر پر تھا۔
ڈیٹان کو اس وقت خوف محسوس ہو رہا تھا۔ پھر مصدر
اس کی بیوی کی مشعل اس کے پاس تھی۔ اس نے ڈیٹان کو

”جس کو بھی۔ دل پر ایک بوجھ سا ہے۔ محض ہی ہو رہی ہے۔ اس کے لیے میں نے سوچا ہے کہ آج ہم دل بھر کر شہر کے

وہ اچھی صحت کا دوا دے اور عمر آدھی تھا جس نے بہت مہینے سوٹ لیکن رکھا تھا اور سر بالوں سے خالی تھا... یعنی گھٹیا تھا۔
ذیشان پر خون سا سوار ہو چکا تھا۔ اگر یہی آدھی تھا تو پھر

کون ہے؟ اس کی آنکھیں اسے خواب والے شخص کی آنکھیں کیوں محسوس ہوتی تھیں؟ وہ آدھی اپنی گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔ ڈیڑھان سے بھی اپنی گاڑی کی طرف دوڑ لگی۔ اس نے اس کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

☆ ☆ ☆
 امجدانک باغ میں لیے گھر سے کی طرف دیکھ کر بول رہا تھا۔ "سب جھوٹ ہے۔ اپنے آپ کو بہانا ہے اور دھوکے دینے کی بات نہیں ہیں۔ کون کیا ہے کہ ہمارا ملک اسے اپنے پر کھڑا ہو جائے گا؟ جنس، ایسا بھی نہیں ہو سکتا۔ کچھ عرصہ جاگہ دیکھ رہے ہیں، بہت عرصہ ہو چکا ہے۔ یہ معاملہ کے ڈکٹار ہونے کے برابر گئے۔ گھر پر اپنی اپنی انتہا کو ہے۔ سلاپ اور دھتک کر دیئے۔ مری کی کھائی ہوئی روٹی ہے۔ اس پر سے بڑھ کر یہ کہ قدرت کا خوف نہ کرنا۔ جی اورو جی، کیا ہے؟ کات دور دور تک کی بات نہ کرنا۔"

اس کے سامنے بہت سے لوگ بیٹھے تھے۔ یہ ایک عجیب گاہ کا کھوٹا تھا۔ اس میں آؤش کوئی مرد لگا ہوا تھا اور منگھٹوں میں صدر بیٹھے والے بگڑاؤں بیٹھے تھے۔ بگڑاؤں اور بگڑاؤں کے فہلوں کے لوگ۔ "کیا آپ اپنی باتوں کے ذریعے قوم میں مایوسی نہیں پھیلا رہے؟" امجدانک نے بڑا۔ بہت ہی جلدی کی اس کی۔ اس نے سوال کرنے والے کی طرف دیکھا۔ "نہیں تو پھر آپ کیا بتا دیں کہ قوم میں مایوسی کا کوئی امکان ہے؟ اگر تو کہاں ہے، کس طرف ہے؟"

اس سوال کا کسی کے پاس جواب نہیں تھا۔ انہی نے ایک صحافی سے پوچھا۔ "جناب؟ آپ ایک خبر صحافی ہیں۔ جتنکے دنوں آپ میرے پاکستان کا دورہ کر کے واپس لوٹے ہیں۔ تو کیا آپ کو پاکستان میں کیا دکھائی ہے؟" "بگڑی ہوئی تھی۔" صحافی نے کہا۔ "مجھے تو کسی طرف سے کوئی پانڈے بات دکھائی نہیں دی۔ کوئی اچھا اشارہ سامنے نہیں آیا۔"

"تو پھر آپ کے خیال میں اس کا کیا ہونا ہے؟" "اب تو ایک ہی راستہ ہے کہ قوم کی باگ ڈور کی اور کے حوالے کر دی جائے۔ اس کی وضاحت فرما دیجئے؟"

"جنس، میں اس کی وضاحت نہیں کر سکتا۔"

نے کہا۔ "مجھے دالوں کو دہریہ اعزاز دہنا ہے گا۔" وہ گاہ کی طرف رخ مارتا رہا۔ گاہ کو گاہ کے اچھے سے سب کا گھر یا ایک اور اسٹوڈیو سے پھر گیا۔ اس نے گاہ کو شیف میں شین دن دکھایا جاتا تھا۔ اس کی گاڑی کے پاس ایک نو جوان کھڑا ہوا تھا۔ اس نو جوان نے اس کے پاس اچھا راستہ دکھ لیا۔ "اچھا صاحب! آپ سے ایک خبر میری بات کرنی ہے۔"

"خبر کیا ہے۔ ویسے میں آپ کو نہیں چاہتا۔" "لیکن میں تو یہاں ہوں گا۔" نو جوان نے کہا۔ "میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کسی گس کے اشارے سے لگتی باتیں کرتے ہیں؟ کون کی بات ہے؟ آپ کی بات کسی کے لیے کام کر رہی ہے؟"

"نو جوان! اقم بہت پر جوش ہو رہے ہیں۔ میری کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے جو بگڑاؤں دیتا ہے وہ بتاتا ہوں۔ یہی میرا فرض ہے۔" "لیکن آپ بیٹھے بیٹھے کیوں سارے لائے ہیں؟ کچھ چھاپا نہیں ہے؟" "اچھا نہیں۔" "اب تم میرا راستہ چھوڑو۔ مجھے ضروری کام سے جانا ہے۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔"

نو جوان ایک طرف ہٹ گیا۔ امجدانک نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ اس نے اسے کسی کی گاڑیوں کا ساتھ دیا۔ پتا تھا۔ وہ جاتا تھا کہ وہ بگڑاؤں کے ساتھ ہے۔ اس کے ہاتھ ڈرگ نہ چاہتے تھے اس کے خلاف ہوتے جا رہے تھے۔

راستے میں اسے یاد آیا کہ اسے اپنی بیوی کے لیے سب کا سامان لینا تھا۔ اس نے ایک بڑے اسٹور کے پاس گاڑی روک دی اور اسی وقت اسے وہ دکھائی دے گیا۔ وہ... اس کے سامنے ایک بگڑاؤں جاتا تھا۔ وہ اس کے عصاب پر سوار ہو گیا۔

وہ ایک ایجنٹر پر ضرورت سے آئی تھا۔ اس میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ اس کے آنکھوں کے۔ بہت ہی دھنکی۔ اس کے سامنے اس کی۔ فٹ پر سرائی ہوئی۔ وہ آدھی کی بار بار کے سامنے آئی تھا۔ اور وہ بڑا ہار یا محسوس ہوتا تھا اس کی آنکھیں اس پر جم رہی تھیں۔

پر وہ اپنی اس کو دہریہ پر خود کو گھٹن ملا کر ہاتھ اوروں زور سے جھٹکتا رہا۔ اس وقت بھی وہی ہوا۔ اس نے اپنے آپ کو ہتھی طور پر یاد رکھا اور اسٹور میں داخل ہو گیا۔ وہ آدھی اسٹوری میں موجود تھا۔

اچھ کے ذہن میں سانپ سے رہ گئے تھے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ آدھی اسے دوسری بار دکھائی دیا تھا۔ دھتک دکھائی دیا تھا کہ اچھ کی طرف آئے گا اور وہی کر دیا تھا۔

"ہاں۔" امجدانک نے اپنی گردن ہلا دی۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی قوت ارادی اس کا ساتھ چھوڑ کر ہو۔ "جو لیتا ہے وہ بڑا بھڑکے گا۔ اس کی میرے ساتھ چلے گا۔" امجدانک نے کہا۔ "اچھ نے اپنے آپ کو سنبھال کر رکھا۔ گھر جا چکے ہیں وہ انکسٹریکشن کر رہا۔ اس کے چہرے اس نے کہا۔ "شک ہے، میں سنبھال رہا ہوں۔"

"تو پھر اپنی گاڑی میری گاڑی کے پیچھے لگاؤ گا۔" وہ اسٹور سے باہر آئے۔

وہ ایک ایجنٹر پر ضرورت سے آئی تھا۔ اس میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ اس کے آنکھوں کے۔ بہت ہی دھنکی۔ اس کے سامنے اس کی۔ فٹ پر سرائی ہوئی۔ وہ آدھی کی بار بار کے سامنے آئی تھا۔ اور وہ بڑا ہار یا محسوس ہوتا تھا اس کی آنکھیں اس پر جم رہی تھیں۔

وہ ایک ایجنٹر پر ضرورت سے آئی تھا۔ اس میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ اس کے آنکھوں کے۔ بہت ہی دھنکی۔ اس کے سامنے اس کی۔ فٹ پر سرائی ہوئی۔ وہ آدھی کی بار بار کے سامنے آئی تھا۔ اور وہ بڑا ہار یا محسوس ہوتا تھا اس کی آنکھیں اس پر جم رہی تھیں۔

کے قاتل تھے۔ تلف صحافی بیٹے کے کاٹھے سے گھس گھس بھی تھکی۔ "سر!" اس کے گھسے کے ایک آدمی نے اسے حلقہ کیا۔ "اس طرح ہر ملک ایک اور بحران کا شکار ہو جائے گا۔"

"وہ کیوں؟" "لوگ بیچ بیچ سے سر۔" اس نے کہا۔ "ہر طرف احتجاج کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔" "لیکن پریس میں سے نکلنے کے لیے قوتوں کو قربانیاں دینی پڑی ہیں۔" "قادر نے کہا۔ "اور قوم اس قربانی کے لیے تیار کرنے والے سیاست دان ہوں گے کیونکہ صرف یہی ذمہ دہت ہے۔" "قوم کو کبھی کرنے کا کام سیاست دانوں کا ہے۔"

"میرا آپ کو پتہ ہے؟" "قادر نے کہا۔ "میرے خیال میں یہ قدم انتہائی ہی مناسب ہوگا۔" "قادر نے کہا۔ "میں نے بھی ایک جنگ میں وزیر اعظم صاحب کو بگڑاؤں دے دی ہے۔ بہت جلدی ہی انہی صاحب سے میری جنگ ہوئے والی ہے۔ اس کے بعد صدائیں آؤں گے۔" "قادر نے کہا۔ "قادر نے کہا۔" "قادر نے کہا۔"

جنگ ختم ہونے کے بعد قادر اپنے گھر سے میں آگیا۔ بگڑاؤں کے بعد اس کی بیوی نے اسے فون کی کھنٹی بول لی جو صرف اس کے گھر کے لیے مخصوص تھی۔ اسے یاد آیا کہ آج اس کی شادی کی سالگرہ آئی اور وہ اسی جگہ گھر میں گیا تھا۔ اس کی بیوی نے یاد دہانی کے لیے فون کیا تھا۔ دوسری طرف اس کی بیوی کی کھنٹی وہ بگڑاؤں کر رہی تھی۔ بہت بھاری ہوئی آواز تھی۔ "میں آپ کو فوراً گھر آ جاؤں۔"

"میں نہیں جانتے تو ہے؟" "فون پر نہیں آتا۔" "میرا خیال اس کی کو تہا ہے؟" "میں آپ کی طرح گھبرا رہا ہوں۔"

"خدا کے لیے ہاتھ دھو کر کھانا کھا لیتے۔" "میں نہیں جانتے تو ہے؟" "میں نہیں جانتے تو ہے؟"

کریم۔ "وہ آج میرے اندر گھر پہنچ چکا تھا۔ اس کی بیوی کا

دنگ اڑا ہوا تھا۔ اس کے ہونٹ کاپ رہے تھے۔ "جانی
 خواہر کیا ہے۔" اس نے دے دے ہوئے بتایا۔
 "کیا؟" قادر نے پوچھا۔ "جانی کا اگلوتا چٹا
 تھا۔ ابھی اس کی عمر پندرہ بارہ تھی۔" "یہ کیا نکال
 کر دیتی ہو؟" "یہ کیسے ہو سکتا ہے... اس نے خواہ کیا ہے اس
 کہ؟"
 "یہ میں نہیں جانتی۔ اس کا فون آیا تھا مایا پھیلے دو
 گھنٹوں سے غائب ہے۔ وہ اپنے کسی دوست کے یہاں
 گاڑی لے کر گیا تھا۔ راستے میں ایک اسٹور پر اس نے گاڑی
 روک لی۔ اسے شاید کچھ خریدنا تھا۔ ڈرائیور کو انکار کرنے کے
 لیے کہہ کر وہ اندر چلا گیا۔ کیا میں آپ اس کی واپسی نہیں ہوئی تو
 ڈرائیور نے پورا اسٹور چھان مارا۔ جانی نہیں نکلی وہاں
 آیا۔"
 "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" "اس اسٹور سے کیسے غائب ہو
 سکتا ہے؟"
 "اس اسٹور میں کئی دروازے ہیں۔" اس کی بیٹی
 نے بتایا۔ "ڈرائیور نے واپس آ کر یہ خبر سرائی اور اسی وقت
 میں کا فون آ گیا۔"
 "کیا کہہ رہا تھا وہ؟"
 "کہہ رہا تھا کہ جانی اس کے قبضے میں ہے اور وہ آپ
 سے بات کرے گا۔"
 "میرے بھائی؟" قادر حیران رہ گیا۔ "جو کچھ ہوا وہ
 اس کے قصور میں بھی نہیں تھا۔"
 اسی وقت فون کی گھنٹی بجی اٹھی۔ اس کی بیٹی نے
 دیکھ کر ہنسا کہ "اس اسٹور کا دروازہ کی طرف بڑھا دیا۔" "یہ
 اسی کا فون ہے۔"
 قادر نے سمجھ کر ریسیور لے لیا۔ "فون ہو تو؟"
 میرے بیٹے کو کہاں لے گئے ہو... تم نہیں جانتے کہ میں کون
 ہوں؟"
 "میں سب جانتا ہوں قادر صاحب۔" "دوسری طرف
 سے کیا گیا۔" "آپ اسٹیشن سے میری کیا نہیں سنیں۔"
 "ہاں کیوں۔"
 "میں بات تو یہ ہے کہ آپ مجھے لیں نہیں کہیں کہ میں
 گئے کہ میں کوئی ہوں اور کہاں سے پل رہا ہوں۔ دوسری
 بات یہ ہے کہ آپ کی کوئی آواز سے کہہ رہے ہیں کہ میں
 اب تک گئے۔ یہ آپ کی اصل مندی ہوگی۔ تیری بات یہ ہے
 کہ آپ کا چہرہ اچھا نہیں رہتا ہے۔ اسے کوئی نقصان نہیں
 پہنچا گیا ہے۔"

"نہیں کیوں... میں خواہ کیا ہے اس کا؟"
 "آج آپ نے بیٹنگ میں جو جھجڑ دی ہے اسے ہر
 حال میں منظر ہو جاتا ہے۔"
 "میں ہتھیار اٹھانے سے معاملات سے کیا قطع؟"
 "میں یہ سب نہیں سمجھتا۔" اس نے کہا۔ "میں یہ
 منظر ہو جاتا ہے۔"
 "مجھ میں نے تجھ تو دے دی ہے۔ اب منظر
 کی بات کرنا تو اوپر والوں کا کام ہے۔ اس واقعہ میں جانتے ہو
 گے۔"
 "ہاں یہ تو مجھ ہی جانتے ہیں۔" اس نے کہا۔ "آپ
 کا کام یہ ہے کہ ہر طرح اوپر والوں کو یہ یقین دلانے کی
 موجودہ حالات میں اس سے بھرمار دے اور انہیں ہوسکتا
 "اس سے تمہارا کیا فائدہ ہوگا؟"
 "اس کی گردن کر دیں۔ اس کے بعد آپ کا کچھ
 آپ کے پاس بقی چاہئے۔"
 ☆☆☆☆
 دلا راتھر نے کسی سوچا نہیں ہوگا کہ اس کے ساتھ
 بھی ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔
 وہ اپنی جان بچانے کے لیے دوڑ رہا تھا۔ اس کے
 پیچھے کی ٹوک جے جو کوئی چلا رہے تھے اور وہ ایک اجازت
 میدان میں اپنے آپ کو بچانے کے لیے دوڑتا چلا جا رہا تھا۔
 یہ سب سمجھا تو اس کی ہوا تھا۔
 وہ معمول کے مطابق اپنے دفتر سے روانہ ہوا تھا۔
 گاڑی کی پہلی نشست پر بیٹھ ہوئے وہ پھر ضروری کا نقدات
 بھی دیکھتا ہوا تھا۔ آج سے دیر ہوئی اس لیے ہر طرف
 اندھیرا تھا۔
 وہ اس علاقے سے گزر رہا تھا، یہ اس کے راستے میں
 آتا تھا۔ ایک طرف دو رنگ پہلا ہوا میدان اور دوسری
 طرف بے کھمکات بنے ہوئے تھے۔ اس علاقے سے
 گزر جانے کے بعد پھر شہر کی آبادی شروع ہوتی تھی۔
 وہ ایک ڈپارٹمنٹ میں جا کر کتا تھا۔ بہت اہم
 اور حساس ادارہ تھا اس کا۔ لیکن اس کے ساتھ آج تک جیسا
 کوئی واقعہ نہیں ہوا تھا۔
 وہ کاغذات کے حوالے سے اسے صرف تھا کہ اس کا
 ڈرائیور اس کے پیچھے سے گاڑی روک لی۔ اس نے کھینچے
 کے بعد راستے کی طرف دوڑا۔ ایک ہی دھڑکن میں اس طرف
 کھڑی ہوئی جی کہ اس کی گاڑی کے لیے کھینچے کا راستہ نہیں
 تھا۔

پھر اس گاڑی سے جیسے چار مسلخ افراد اتر آئے۔
 وہ گاڑی میں دو مسلخ ہیں وہ صاف دکھائی دے رہے تھے۔ وہ
 غائب ہوئے۔ اب اس کے ڈرائیور نے آواز نکالی۔
 "صاحب بھاگ جاؤ۔"
 اور اس نے دوسری طرف کا دروازہ کھول کر
 اندر سے چھٹا کر گاڑی اور میدان میں دوڑنا چلا۔
 اس نے گولیوں کی آواز بھی سن لی تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا
 کہ اس کے ڈرائیور کے ساتھ کیا کر دی ہے۔
 وہ بھی دوڑتا چلا تھا۔ میدان میں اونچے نیچے ٹپکے
 ہوئے تھے۔ وہ دوڑ لپکتا تھا لیکن شاید اس وقت
 کے ایک خطرناکی صلی سرزد ہو گیا تھا۔ وہ شاید وہ وقت
 تھا۔ اور اتنا کہ ڈھچکا کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔
 اب ایک ایسی اندھیرے میدان میں ایک دوسری سی
 نمودار ہوئی۔ وہ کسی باغ کی روشنی جسے اس کی طرف
 آئے گا نشانہ کر رہی تھی۔ دھڑا دیکھتے تھے کہ ایک کوئی
 ہو سکتا تھا اس لیے اسے اس طرف سے ہٹانے والا کون
 ہو سکتا تھا؟
 وہ جھجکی روشنی کی زد سے باہر تھا۔ اس نے سوچا کہ
 وہ وہاں ہوجانے یا کسی اور طرف رخ کرے۔ اس کا ایک اس
 نے کسی کی آواز بھی سننے کا عجیب والے اس کے حالات
 جاننے لیے ہوں۔ "وہ دہائی مت کرنا۔ دو لوگ ہر طرف
 کھینچ کر نہیں چلی کر رہے ہیں۔ اس نے ہتھیار دھت ہوں۔
 کچھ دیر سوچا کہ آؤ میرے پاس... جلدی۔"
 وہ ایک ایک تہذیب میں تھا۔ کیا کرنا چاہیے اسے؟
 باغ والے بلکہ دشمن معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے ایک لمحے
 کے لیے کھینچ کر ہتھیار ڈالنے کی طرف دوڑا۔
 قریب آنے کے بعد باغ والے نے اس کا ہتھیار
 لیا۔ "پلو آؤ میرے ساتھ گھبراؤ نہیں۔" اس نے اپنی
 طرف کی آف کر دی تھی۔ "وہ لوگ روشنی دیکھ کر ہاری
 طرف کی آئے ہیں۔ اس لیے میں نے باغ کی آف کر دی
 ہے۔"
 وہ دھڑا دھکم کو لے چلا۔ باغ والے کو دکھائی دے اس کے
 ہاتھ گرفتار کیا۔ اس نے حسیں دھک دی۔ وہ اسے ٹپکوں اور ہتھماڑ
 بکلاڑے پھینچا ہوا لے جا رہا تھا۔
 کچھ دیر بعد یہ سطر ہو گیا۔ اب وہ ایک منزل مکان
 کے سامنے کھڑے تھے۔ باغ والے نے دروازے کو دھکا
 دیا۔ دروازہ اندر کی طرف کھل گیا۔ اس نے دھڑا دھکم چھڑ
 دیا۔ "آ جاؤ، میں کوئی خطر نہیں ہے۔"

اندھیرے کی روشنی میں وہاں سے کھینچا ہوا اس کا چہرہ
 دیکھا۔ وہ ایک مذہب اور بڑے کھلم کھلا کر انسان کا
 خاص بات یہ تھی کہ اس کی آنکھیں بہت روشن تھیں۔ اس کی
 آنکھیں کچھ شیشے سے دکھ رہی تھیں۔ ان آنکھوں کی
 طرف دیکھا جیسے جیسے جاتا تھا جیسے اس کی آواز بھرتی اور
 اندر دلاؤ تھی۔ "میں اس مکان میں رہتا ہوں۔" اس نے
 بتایا۔ "پوچھتے تو یہاں تک آنے کا راستہ دوسرے مکان میں
 خام طور پر ہی میدان کے پاس اتر کر میدان میں کتا ہوا
 یہاں تک آ جاتا ہوں۔ یہ میرا معمول ہے۔ آج بھی
 اسے راستے میں تھا کہ اس نے کوئی اپنے کی آواز نہیں
 پھر اندھیرے میں جیسے بھاگے ہوئے دیکھا۔ اس نے کچھ
 کیا کہ اس کی جان بچانے کے لیے چھٹا کر رہے ہو پھر میں
 نے انسان ہونے کا فرض ادا کیا اور وہیں اپنے ساتھ یہاں
 لے آیا۔ بہت بہت یہاں محفوظ ہے۔"
 "اب ہم گھر پر آ پ۔" دلاؤ نے کہا۔ "کیا میں
 اپنے گھر ان کا کام معلوم کر سکتا ہوں؟"
 "ہاں ہاں، کیوں نہیں۔" "میرا نام سہارو
 ہے۔" اس نے بتایا۔
 "سارو؟" دلاؤ نے اس کی طرف دیکھا۔
 "ہاں بھئی، والدین نے مجھے نام رکھا تھا۔ اب تم بتاؤ
 تمہارے ساتھ کیا کر دی؟" "کون گک ہے وہ؟"
 "میں ان کو نہیں جانتا۔" دلاؤ نے میرا دھتہ بتا دیا۔
 "پھر انہوں نے کیا کیا کیا میرا کیا تھا۔"
 "میں کھینچے سے قطع ہے تمہارا؟"
 "اٹاک۔" لڑکی جیسے ہوں۔" دلاؤ نے بتایا۔
 "بہت ہی حساس گھر ہے تمہارا۔ ہو سکتا ہے اسی لیے
 میں گھبرا گیا ہوں۔" اس نے کہا۔
 "میں شیشے میں کیا کر سکتا ہوں۔ ویسے یہ میری
 زندگی کا پہلا واقعہ ہے۔"
 "اب تم پھر ہاتھوں سے موہاں سے فون کر کے مدد
 کئے ہو۔"
 دلاؤ نے اپنی ساری جھین ٹول ڈالیں۔ اس کا
 موہاں راستے میں کھینچ کر چکا تھا۔ "گھنا ہے میرا موہاں کھینچ
 کر چکا ہے۔" اس نے بتایا۔
 "اود۔" اس کی آڑی نے اپنے ہونٹ کھینچے۔ "میرا تو
 جھینچ کر کھینچا تھا کہ کچھ نہ گئے کہ کچھ مجھے موہاں کے لیے
 عادت نہیں ہے۔"
 "کوئی بات نہیں۔" دلاؤ نے کہا۔

طرف اشارہ کر کے بتا دیا تھا کہ یہاں صاحب تھا۔
"یہ بھی کوئی خاص بات نہیں ہے، مشکل! غائب ہے۔"
پارٹیز میں شریک ہوئے ہوں گے اسے بھی خبر نہیں رہے تھا۔
اس سے کوئی بات سامنے نہ آئی۔

"آپ ذرا اس پوائنٹ آف ویو سے سوچیں۔"
مشعل نے کہا۔ "مگر اسے کس پارٹی میں آپ نے اس کو
دیکھا ہے، خاص طور پر ان کی انجمنوں کی طرف اردو انجمنیں
آپ کے ذہن میں محفوظ رہ گئی ہوں اور آپ نے ان کے
حوالے سے غائب دیکھنے شروع کر دیے ہوں۔"
"اور جو تو خود بھی باہر نظریات بنتی جا رہی ہو۔"
ژیٹان نے کہا۔ "وہیے تمہارے پوائنٹ ٹھیک معلوم ہوتا
ہے۔"

وہ دونوں گھر پہنچ گئے۔ رازداری کے خوف سے وہ
زرا توجہ کو اپنے ساتھ نہیں لے گئے۔ مگر ہر ایک آدمی
ژیٹان کے انتظام میں بیٹھا تھا۔ یہ اس کے گلے کا پتلی بن گیا
تھا۔

ژیٹان کو کچھ کہہ کر ادب سے نکلا: "اوگیا۔" چھوٹا
ژیٹان نے اس سے ہاتھ کاٹے ہوئے کہا۔ وہ گھر پہ ادا کر
کے فیلہ کیا۔ "ہاں، اب بتاؤ کیوں خیر لائے ہو؟" ڈیٹان نے
پوچھا۔

"سب ٹھیک ہے جناب! ہمارا ذہنی کمیشن پر سون
جھیا سون کی خبر جاری کے لیے جا رہا ہے۔"

"اور وہی ساتھ ہے جناب! اب سب کچھ کچھ دیا گیا
ہے، وہ خود بخود... ٹھیک رہے ہو؟"
"اسے صرف ضرورت پڑتا ہے بلکہ اس کا انگریز منٹ
بھی کروا رہا ہے۔" ڈیٹان نے کہا۔ "اور اس کے بعد کہ
اس کی کمیشن سوس فیک میں اس کے نام سے فتح ہو جائے
گا۔"

"ایسا ہی ہو گا جناب۔"
اس دوران میں ملازم نامے کا سامان لے آیا تھا۔
ٹانے کے دوران میں دونوں کے درمیان ادھر اُدھر کی باتیں
ہوتی رہیں۔ کچھ بڑے بھونکے آئیر اجازت کے گرجے
ہو گئے۔

اس کے جانے کے بعد ڈیٹان جانے کیوں کچھ ہے
پتلی کھینچ کر رہ گیا۔ ایک بے نام سائیکل مالک کا بھلا
غور نہ ہوئے والی کوئی بات سامنے نہیں آئی مگر کسی
لے نہیں لے سکتا ہوں کہ بہت بڑا سودا کار تھا۔

یہ کہ ڈیٹان کا تعلق ایک انتہائی اہم حاد اس ادارے سے
تھا۔ اس لیے اس نے اپنے طور پر اپنے ایک دوست کی
دست حاصل کی جس کا وہ اس کا نفسیاتی تجزیہ کر سکے۔ وہ
ڈیٹان ایک باہر نظریات ہی تھا۔ اس نام مرض میں مشغول
اس کے ساتھ رہی گی۔

اس کی بیوی، اس کی بیٹی جس کو ڈیٹان کی اس ذہنی
کیفیت سے ڈیٹان کر کے رکھ دیا تھا۔
ڈیٹان کے اس لاکھڑی کر رہی ہوئی کے کوٹیشن
کے لیے لیکن ایک خاص بات سامنے نہیں آئی۔ پھر ڈیٹان ہی
نے بتایا۔ "میں نے ایک باپ اس کا تھا تو کبھی بھی کیا تھا۔"
"پس وہی کیا؟" باہر نظریات نے پوچھا۔
"یہ جس کی انجمنیں تھیں غراب جسے کھانا دینا دیتی
تھا۔" ڈیٹان نے بتایا۔ "میں نے اس کے مکان کا پتا بھی
چاہا لیکن بہت شرمندہ ہوئی کیونکہ وہ رانا صاحب
نے۔"

"کون رانا؟" ڈیٹان نے پوچھا۔
"ہاں وہی جو ایک بادشاہ گھر کے انسان تھا۔"
ڈیٹان نے کہا۔ "لگتا ہے شہر کو دور کرنے کے لیے میں نے
اس سے پروردار مست طاقت بھی کر لی اور اپنی ساری بات کی
تادی۔ وہ بہت دیر تک رہے۔"
"قرنے تو قریب سے دیکھ لیا ہو گا۔ کیا یہ وہی آدمی
ہے جسے کھانا دیتا ہے؟"

"پتا نہیں کیونکہ اس کا چہرہ ہوتا ہے۔ صرف
انجمنیں نظر کرتی ہیں۔"
"بھائی! یہ ان کو اپنی کے پھر میں رازدہز نفسیاتی
مریضی سے پہچان لے گا۔"

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ذہن کو نہ کوئی انکسے
لے گیا چند دوا میں تجزیہ کر رہا ہوں، وہ استعمال کرانی
رہے۔"

کچھ کی طرف جاتے ہوئے مشعل کا چاک ایک ایک بات
یاد آئی۔ "میں کیا آپ کو درمیان کی پارٹی یاد ہے؟"
"یہ یاد تو ہے... بہت اچھی پارٹی کی تھی لیکن
کیسے یاد آئی؟"

"میں نے یاد آ گیا ہے۔" مشعل نے بتایا۔ "اس میں
بہرہ دونوں کی تھی اور دونوں دوران صاحب کی تھی۔"
"کیا؟" ڈیٹان چمک پڑا۔ "کیا تم جانتی تھیں اس
کے؟"

ہو۔ یہ بھی بات ہے کہ میرے ساتھ وہاں نہیں جلائی؟"
"ہاں رام کو پال اچھے صاف کر دیتا۔" اس نے کہا۔
"اب ہم دونوں کے سامنے ایک دور ہے۔"
"آخر کیوں؟" میں نے پوچھا۔
"کیوں ایک ہونے لگے ہیں؟" کوئی اور دور سے درمیان
آ گیا ہے۔

"ہاں۔" اس نے ایک گہری سانس لی۔ "مرا مشن نام
ہے اس کا۔ میں اس سے بہت کتنی ہوں۔"
"کون ہے یہ بخت مارا؟" پاکستان میں تمہارا
چاہنے والا کون ہے پیرا اوگیا؟"

"اس سے اتنا طاقتور ہوئی تھی۔" اس نے بتایا۔
"رام کو پال انجمن میں کرو گے کبھی باقی اسے دیکھ کر
میرے بیٹے میں طوفان اٹھنے لگا تھا۔ ایسا کچھ کوئی قوت
تھی اس کی طرف کتنی شہری ہو اور وہ اس کا بھی جال ہو گیا
تھا۔ کچھ طاقتور ایک دوسرے کو باہر طرف کھینچ رہے
ہے۔ بہت طاقتور ہوتی ہے اس کا۔ میں اس سے بے دخل ہے۔
کچھ اس کا اعزاز ہو گیا ہے کہ بہت میں اس کی طاقت ہوتی ہے۔
اس میں اس کے لیے پھر، ایک پھر دیکھ رہی ہوں۔"

"میں نے اسے ڈرایا، دھمکا، بھانپا۔" اس کی کوشش کی
لیکن وہ ایک بات پر اڑی تھی اس نے اس کی خاطر کچھ
چھوڑ دیا۔ اپنے ہاتھ پکڑ دیا۔ اپنا حرم چھوڑ دیا اور اپنا
ملک چھوڑ دیا۔

"اور اس نے... میرا مطلب ہے اس آدمی نے کیا
کیا؟"
"اس نے بھی جو بے دل وہ جان کے ساتھ اسے قبول
کر لیا۔" رام کو پال نے بتایا۔ "میں نے تو باقی کو طلاق
دے دی تھی۔ اس آدمی نے باقی کو کسٹمان دیا اور اس نے
شاہی کو اس کے اور اب وہ دونوں ایک شاہی شہر دیکھ کر
رہے ہیں۔ باقی کو پاکستان کی پیشہ کی بھی لگی اور میرے
بیٹے میں اب تک وہ ایک بھڑک رہی ہے۔"

"اور وہ آدمی اس وقت کہاں ہے؟"
"وہی آدمی پاکستان کے قارن ڈیٹا منٹ کا بیکریٹری
ہے۔" رام کو پال نے بتایا۔ "مرا مشن طاقت۔"

ڈیٹان کا نفسی معائنہ کیا چکا تھا۔ اور اب وہ ایک
نفسیاتی ماہر کے سامنے بیٹھا اس کے سوالوں کے جواب سے
رہا تھا۔

یہ سارے مرے بہت خاموشی سے بٹے ہوئے تھے
☆ ☆ ☆

تجزیہ شروع کر دیا اور باقی سے کہہ دیا کہ وہ اپنے طور پر
سیر کرتی ہے۔ جب تک جاتے تو ہر صبح کی طرف وہاں
آ جاتے۔ وہ کھوتے کھاتی اور میں صابو مہاراج کے پاس
بیٹھ جاتا۔ پھر یہ ہر صبح کچھ ایسا لگا کہ جیسے باقی کچھ کوٹنی
کھلتی اور یہ ڈیٹان کی رافتی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تو
اس نے میرا جواب کہہ دیا پھر حقان کا بھانڈا دیا۔ لیکن میں
محسوس کر رہا تھا کہ بات بگڑا رہی ہے۔

"ایک خاص بات میں نے یہ ٹوٹ کی کہ وہ ایک
خاص وقت میں پہنچے ہو جائے گی میری اور اچھ کر سیر کرنے
پہنچ جاتی۔ ایک دن میں نے یہ دیکھ کر کیا کہ میں اس کا پیچھا کر
کے دیکھوں گا کہ وہ کہاں جاتی ہے۔ اس دن میں نے صابو
مہاراج کے پاس جانے کا بھانڈا کیا اور اس سے ایک جگہ
چھپ کر بیٹھ گیا۔

"میرے بعد میں نے باقی کو دیکھا۔ وہ خود قماروں
سے ایک طرف کھلی جا رہی تھی۔ اس کا اعزاز سیر کرنے والا
نہیں تھا کہ وہ کسی خاص مقصد سے کی طرف جا رہی تھی۔ وہ
ایک سرسبز ٹیلے کے پاس پہنچی تھی۔ اس ٹیلے کے پاس ایک
جیسے کھڑی کی سارا اس جیسے کے پاس ایک ٹو جونا تھا۔
تو باقی انجمنوں پر چھین کر آیا۔ اس دن تو جونا نے
جا کر لپٹ لی۔ پھر وہ دونوں بیٹھ میں جا کر بیٹھ گئے اور بیٹھ
وہاں سے روانہ ہو گئی۔"

"یہ بہت عجیب بات بتائی تم نے۔" راج نارائن
نے کہا۔
"ہی ہاں! کتناس کا ہر میری محبت لٹ گئی تھی۔ میری
دعویٰ برباد ہو گئی تھی۔" رام کو پال کی انجمنیں بیٹھے تھیں۔

"میں نے باقی کو کچھ نہیں بتایا۔ اس سے یہ نہیں کہا کہ میں کیا
لگتا تو کچھ کہوں۔ خاموش رہا۔ البتہ میں نے وہاں کی
تیار یا شروع کر دی۔ میں نے سب کچھ کیا پھر ہو گا کہ
پہلے سے وہاں ہو جائے اور جب باقی کو یہ اعزاز ہو گا کہ
میں نے وہاں کا ارادہ کر لیا ہے تو اس نے ہندوستان وہاں
آنے سے انکار کر دیا۔"

"کیا کہا... اس نے صاف انکار کر دیا؟"
"نہیں سراسر! اس نے مجھ سے... رام کو پال! میرا اور
تمہارا سفر ہمیں پر ختم ہو رہا ہے۔ میں اب تمہارے ساتھ
وہاں نہیں جاؤں گی۔ میں اس کی وجہ تو یہاں تک نہیں اس
حرکت کے اعزاز کو نہیں تھا کہ وہ وہاں جاتے ہیں۔ اسے انکار
دے دی۔ یہ ایک ممکن بات تھی۔ جناب۔ میں نے سب سے
تجربہ اس کی طرف دیکھا۔ باقی! یہ کیا کاٹھی کر رہی

لے لیے اس پر دباؤ نہیں ڈالا تھا اس کے خلاف جانے کی کوشش
نہ کی گئی۔
دو بھائی اولاد نہیں تھے۔ اس کے باوجود شہناز کی
بازاری اور خوب صورتی آج تک بھرپور تھی۔ وہ بے پناہ دلن
میں تھی۔ راشد کو اعتراف تھا کہ اس کے مشورے بہت
مناسب ہوا کرتے تھے۔

یہ معاملہ بھی ایسا ہی تھا۔ اس نے چائے پینے کے دوران امجد کے حوالے سے سہاری داستان سنا دی۔

”ہاں اور ساتھ ساتھ میری عزت انگیز بھی ہے۔“ راشد نے کہا۔ ”تو جانے کیوں مجھے اپنا محسوس ہوتا رہا جیسے اہم کسی کے قبضے میں ہو اور جو کچھ میری کردار ہے اس کے بارے میں اس کے اپنے خیالات ہیں جس بلکہ اس کے پہلو یا چارہ ہے یا گھسوا یا چارہ ہے۔“ جیہیں اور اسے۔“ ہمیں انسان میں ایک بار باہر جانا ہے بلکہ اسے شہادت کی کمی اور اس کے شو میں بھی شک ہوئے تھے۔“

”ہاں یاد ہے۔ دو دفعہ برسوں کی این این سی کے ساتھ ساتھ ہر کھانہ پر ”این این سی“ لکھا ہوا تھا۔ اور میں نے اس کی آواز کی دیکھا تھا جس کو کبکے نے اپنے لڑکے سے لے کر کہا۔ ”راٹر نے کہا۔“ مجھے اس کا چہرہ اور اس کی آنکھیں بہت مختلف دکھائی دیں تھیں۔ اس کے چہرے کے جسم کے تاروں میں سے مجھے سیات ہر تھا۔ اس کا اور وہی حال اس کی آنکھوں کا تھا۔ یہی چیز تھی جس نے مجھے انکسپشن کی کیفیت اچھی دکھائی دی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ایک بات بھی کہیں اس میں نہیں ہے۔“

وہ ذرا سی دیر کے لیے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کی آنکھیں بند کر دیا۔
 وہ بارہ فرانس میں جا گیا جہاں وہ آتی جاتی تھیں اس کی طرف۔
 ”تو اسے کیا کیا خیال ہے کہ پروفیسر ہاتھ کرتے اس کے
 ساتھ کوئی ایسی حرکت کی ہے؟“
 ”یہ تو ہو سکتا ہے۔ ہمیں اس کے رویے کا ہر پہلو سے
 جاننا چاہیے، ہو گا۔“ رائے نے کہا۔

”اگر آپ کھنڈ میں پروفیسر باقر سے ملوں؟“
 ”وہ کیوں؟“
 ”میں نے اس کا بہت نام سنا ہے۔ اپنا ہاتھ دکھانے کے یہاں اس کے پاس جاساں گی اور یہ کوئی خاص بات اس لیے نہیں ہوگی کہ اس قسم کے اس خواتین جانی رقی ہیں۔“

ہاں! لیکن ایک شرط ہے۔ کہیں تم ہی اس کے فرانس میں

[illegible]

اچھ کے ساتھ جی کیا کیا۔ ایک محلے کے اندر اچھ
 سے ایک غریب مقام پر پہنچا کیا کیا۔ راشد عطا اللہ نے اس دن
 بہت سکون محسوس کیا۔ اچھ کے نظریات اور خیالات صرف
 داخلی سطح پر نہیں بلکہ کب سے باہر بھی پڑھائیاں پیدا کرنے
 لگے تھے۔ کئی ممالک نے وزارت خارجہ سے اس کی
 وضاحت طلب کر لی تھی۔

اور اب ابھر کے حوالے سے ایک نام سنا آتا تھا۔
پروفیسر پتارا ایک بہادر شخص جس کے یہاں سیاست
دانوں کا آنا جاتا تھا۔ جو ستارہ شمس تھا، پاست تھا اور نہ
جانے کیا کیا تھا۔

ابھی کی طرف سے فارغ ہو کر اس نے ڈائریکٹر اعلیٰ
جنرل کوٹوالہ کے آفس ڈائریکٹر پتارا کے بارے میں

حقیقتات کو یاد کیا۔ یہ گون ہے... کیا چاہتا ہے۔ اس کا ایک کراؤ نہ کیا ہے۔

"دو تیرے مشہور آدمی سے جناب!"

"اسی کے لئے آپ سے کہہ رہا ہوں۔ مجھے اس شخص میں کچھ گڑبڑ دکھائی دے رہی ہے۔"

"اے، کچھ تو گامضور ہو گا۔"

راشدہ گھر واپس آیا تو اس کی بیٹی شہناز اس کے
انکھار میں تھی۔ ”آج آپ نے بہت دیر لگا دی۔“ اس نے
فکارت کی۔ ”آپ کو میرے ساتھ نہیں چلنا تھا۔“
”ہاں یاد تھا مجھے۔“ راشدہ نے کہا۔ ”لیکن میں ایک
سٹاپ نے مرنے لگو گیا تھا۔“

میں نے کہا کہ آپ کی دینے والی باتیں ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ میں نے آپ کا راستہ روک لیا ہے۔

...ہے۔
 ”راشد خطا اللہ پہلو بدل کر رہ گیا۔
 ایک پورے شخص ہے جناب! ایک کا بہت مشہور
 ... لکھنات اس... وہ پھر باقر“
 میں نے بھی اس کا نام سن رکھا ہے۔“ راشد
 نے کہا کیا اس نے تم سے؟“
 ”جو چاہو کیا قادیان تو مجھے پائیں ہے لیکن اتنا
 اس سے ملنے کے بعد اس نے اپنا کپڑا پر چھب

اسے اس کی عاقبت سے کھڑا ہوئی تھی؟
 کہ اپنے ذہن پر زور دیتے ہوئے آہستہ آہستہ
 حجب کھاتا دیا۔ "خیرت انگیز" راشد
 روایا۔ "اس کا مطلب ہوا کہ اس آدمی نے تم
 بلکہ یہ کہنا چاہے کہ تم اس کے خلاف میں آگئے

ایسا ہی ہو جانا لیکن میں نے سب کو اس سے
 پہلے سے کر دیا ہوں۔" انھوں نے بتایا۔
 پھر امیر افسانہ نے کہہ کر میں نے اٹھ اڑا
 کی چھان بین کر لی تھی۔ "اگر وہ اس خطے
 کے رہنے والے ہیں تو یہاں سے گزریں گے۔"
 انھوں نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

کے اس شخص کو ایسا کان ہو جائے کہ تم اب تک
 اس رہے ہو۔" راشد عطا اللہ نے کہا۔ "اس
 دنیا کی بجائیں اس کے بارے میں سب کچھ
 میں آپ کو ایک مشورہ دیتا ہوں جناب!" امیر

۴۴
 میں جانتا کہ میں یہ سب کیوں کرتا ہوں اور اس
 ضمانت فحشہ ہے کہ آئندہ یہ سب نہیں کروں
 اپنے خیال کے مطابق جہاد کروں گا۔ میں
 جانتا تھا کہ اس لیے بھڑکے گا کہ مجھے پڑھائی لگا

ابھی ۹“
 لی سخت قسم کی۔ مجھے کسی کمرے میں بند کر دیا
 سے اسے طاقت نہ کر سکوں۔ کوئی میرے پاس
 کے پاس گئے جہاں سے ان کو کوئی سامان نہ
 ۲۰۱۲ء

اس طرح کہ گھر سے نظر ہٹا کر ہماری قافران
 ازا ہونے لگے تھے۔۔۔ "راشد عطا اللہ نے کہا۔
 "میں نے والدی معافیت تمہارے لیے نظر ہٹاتے کی
 تھی۔ کسی نے یہ کہہ کر اس کو اعزاز نہیں کر گھرایا
 "۔ دنی سے والد نے اس ملک کے لیے کہا۔
 "اب اس کو جو تکوید میں یاد اور رہا ہو، مگر
 اس کی جان بچا کر ہوا۔" اچھے لہا۔
 "تمہارا اکلان باقی ملتا ہے۔" راشد عطا اللہ
 "بہا سناں پچھتا رہے ہو۔ اس لیے تم پر پابندی
 ہے کہ تم جتنے میٹھنوں کے لیے اس قسم کا کوئی
 "۔

میرے ساتھ باقی ہو گیا جواب۔“
 پر اثر والا
 ہو۔“
 شہ
 ملاقات سے
 ممر

یہ سب سن کر اس نے کہا: "جانتا ہوں کہ تم کوئی آدمی نہیں ہے۔"

میں نے کہا۔
"وہ تو مجھے
بات کی بات
کرتا ہے۔"

ہات یاد آ رہی ہے جناب۔" "اچھے نے کچھ
 کیا۔"
 "تو؟"
 "کچھ کچھ کہتا ہوں یا جو کچھ خوش کرتا ہوں۔ اسی کی
 طرف ایک شخص نے کی ہے۔" "اچھے نے بتایا۔"
 "تو؟"
 "کچھ کچھ کہتا ہوں یا جو کچھ خوش کرتا ہوں۔ اسی کی
 طرف ایک شخص نے کی ہے۔" "اچھے نے بتایا۔"

شاہانہ۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہوگی کیونکہ میں تو پہلے ہی آپ کے دل میں آچکی ہوں۔“

راشدہ سرکار کو یہ شہزادے ہاتر کا خون ہنر میں کر کے فون کر کے دوسری شام کا وقت لے لیا۔ اس نے ایک عام عورت بن کر اس سے منگھوکی تھی۔ راشدہ کا حال نہیں دیا تھا۔

اس نے راشدہ کو بتادیا۔ ”کل شام یہ پہلے مجھے اس سے ملاقات کرنی ہے۔“

”بہت سوچ بچ کر کہنا۔“ میں اتنی آسان فکر نہیں ہوں گی۔

”آپ فکر نہ کریں۔ میں اتنی آسان فکر نہیں ہوں۔ دوسری شام راشدہ نے خود اسے پر ویش ہاتر کے مکان تک پہنچایا۔ اس کا ڈرائیور کو ساتھ نہیں لیا۔ راشدہ نے چوہو سے ملے پر گاڑی نکالی کرتے ہوئے کہا۔ ”اب ہم جاتے۔ وہ سامنے والا مکان پر ویش ہاتر کا ہے۔“

”اور آپ؟“

”میں سٹیٹن تھمارا اٹھ کر دوں گی۔“

”اگر مجھے دیر لگ گئی تو؟“

”کوئی بات نہیں۔ اس انتظار کرتے ہوا ہوں گا۔ اب تم جاتو۔“

لیکن شہزادے نے ادھی میں دیر نہیں لگائی۔ وہ دو تین جھٹ بعد ہی وہاں آئی۔ وہ بہت تھری ہوئی تھی۔ گاڑی کا ڈرائیور محول کر دیا تھا۔

”اگر یہ اسے اہو کیا... میرے تو ہے؟ تم نے اس سے مدد کی ہے؟“

”نہیں، وہ آدھ سے میں نکلا ہوا تھا۔ میں دور سے دیکھ کر وہاں آئی۔ میں نے اسے پہچان لیا ہے۔“

”کیا جان لیا ہے... کیا مطلب؟“

”وہ رام گوپال ہے۔ راشدہ... رام گوپال... شہزادے نے بتایا۔ اس نے کار کی سیٹ سے لیک کر آگے نہیں بند کر سکیں۔

☆☆☆

نام۔ یاقین صبر۔

عمر۔ بیسٹیاں اور بچوں کے درمیان۔

شہرت۔ پاکستانی۔ پہلے ہی جس اٹھیں تھیں۔

دیر شہرت۔ منظور باسٹ۔ ستارہ شام۔

لیک کر ڈاکٹر اس بار سے اس کی نگاہیں معلوم ہو

سکا ہے۔

ڈرین معاش۔ بڑے بڑے صنعت کار اور دولت مند اس کے سامنے بڑے معاشری دیتے تھے، شات اور زرعی گزرتا ہے۔

خانقاہ۔ کوئی نہیں۔ اس ملک میں ایک ہے۔ جونی نام کی ایک لڑکی اس کے ساتھ بھی جاتی ہے۔

ایک مجلس نے ہاتر کے بارے میں پورٹ دی تھی۔

پورٹ سے راشدہ نے شہزادے کو آکر کر دیا تھا۔

”شہزادے شام میں ملنے لگے ہوگی۔ یہ ہاتر کو کوئی اور آدمی معلوم ہوتا ہے۔“

”مجلس میں پیدا نہیں ہوتا۔“ شہزادے نے کہا۔ ”میں رام گوپال کو کیسے بھول سکتی ہوں۔ میں نے اس کے ساتھ بہت وقت گزارا ہے۔ اس کا چہرہ، خاص طور پر اس کی آنکھیں تو میں کبھی بھول نہیں سکتی۔“

”اگر وہ رام گوپال ہی ہے تو پھر اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟“

”پھر تو اس کا ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ کسی خاص ادارے سے بہت گہرا ہے۔“ شہزادے نے بتایا۔

”کوئی بہت بڑی چیز ہے۔“

”اور وہ اچانک سے آج بھی مجھے دیکھتے ہیں اس کی گزشتہ میں ہوں گے اور وہ ان سے مدد ماننے کیسے کامیاب ہوگا۔“

”پھر تو اس کو فوراً گرفتار کر لیتا ہے۔“ راشدہ نے کہا۔

”لیکن ایک بات پر شک رہتا ہے کہ اگر وہ صرف ہاتر ہی اور رام گوپال ہیں تو ہم جواب نہیں دے پا سکیں گے۔“

”وہ بعد کی بات ہے۔“ شہزادے نے کہا۔ ”اس سے کوئی شک نہیں رہتا۔“

راشدہ نے اپنی جس دلوں کو فوراً ہی ہاتر کو گرفتار کرنے کی بات کر دی۔ آدھ گھنٹے بعد ایک آفیسر کا فون آگیا۔ وہ بتاتا تھا۔ ”سرا ایک بہت ہی بھیا کی حادثہ ہو گیا ہے۔“

”کیا حادثہ؟“

”پر ویش ہاتر کی کوئی شے آگ لگ گئی ہے۔ اس نے بتایا۔

”دیر کی کوئی شے گرا کر تھک ہو گئی ہے۔“

”وہ کیسے؟ اور خود پر ویش ہاتر؟“

”وہ بھی مل کر گر رہی ہیں۔“

”جتنی گزشتہ کی وجہ سے پہچانی گئی ہے۔“

”جتنی گزشتہ کی وجہ سے پہچانی گئی ہے۔“

”جتنی گزشتہ کی وجہ سے پہچانی گئی ہے۔“

تھا۔

وہ ایک قلعہ بنا ہوا تھا۔ نہایت باریک بینی سے۔

پوری جزیرات کے ساتھ۔ ایک ایک منزلہ ایک ایک ستون۔ وہ دروازے کھولیں، دھنچا، دھنچا، دھنچا۔

سارا قلعہ اس کے کہن میں تھا۔ وہاں سے دھنچا دھنچا۔

اس کے ساتھ اس قلعہ کو کھنڈ پر اتار دیا تھا۔ اس کا صبر ان دوست سارا اس کی حوصلہ دہانی کرنے کے لیے دن میں ایک بار اس کے پاس آ جاتا تھا۔

اس وقت بھی سارا اس کے سامنے بیٹھا تھا اور اس کی دیکھتے ہوئی آکھیں دلا دھنچا پر سر کوڑھیں۔ ”شاہانہ۔“ اس نے اپنی سربراہی ہوئی اور ان میں کہا۔ ”تم بہت اچھے رہا ہے۔“

”ہاں سارا صاحب! مجھے ایسا کہنا ہے جیسے یہ میری زندگی کا سب سے بڑا دشمن ہے۔“ دلا دھنچا۔ ”اور شاہانہ اس کے ساتھ دھنچا ہو کر رہی ہیں۔“

”ہاں، اس کے ساتھ دھنچا ہو کر رہی ہیں۔“ سارا نے کہا۔

”تم نے اپنے گھر کو کھنڈ کر دیا۔“

”میں نہیں۔“ دلا دھنچا جواب دیا۔ ”صرف بی بی جاتی ہے کہ میں کہاں ہوں لیکن اس سے کسی معلوم کر سکیں ہیں کیا کر رہا ہوں۔“

”جس شام تم میری کامیابی ہے۔“

”ہاں، میں سوچتی ہوں۔“

”جس شام تم میری کامیابی ہے۔“

”جس شام تم میری کامیابی ہے۔“

”جس شام تم میری کامیابی ہے۔“

”جس شام تم میری کامیابی ہے۔“

”جس شام تم میری کامیابی ہے۔“

”جس شام تم میری کامیابی ہے۔“

”جس شام تم میری کامیابی ہے۔“

”جس شام تم میری کامیابی ہے۔“

”جس شام تم میری کامیابی ہے۔“

”جس شام تم میری کامیابی ہے۔“

”جس شام تم میری کامیابی ہے۔“

تعمیر ہی حاصل کر رہا تھا لیکن چند دن عرصہ میں یہاں اس نے حکومت سے اسے اپنی تعمیر کے لیے فراہم کیا تھا۔

واپس آکر اس نے ایک انٹری میں جواں کر لیا تھا۔

وہ شہر میں اسے ایک فرسٹ شاس اور صوبہ میں اس کے خاص تھے۔ اپنی ملازمت کے دوران میں اس نے بڑی سخت اور محنت کے ساتھ اپنے وطن کو چاہی رکھا تھا۔

تو یہ کہ اس کی بہت اہمیت تھی اور اسے قدر کی گاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔

اس میں سارا دھنچا وہاں آئی تو میر شوکت کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ میر شوکت اس کا بڑا بھائی تھا۔

وہ بھی خاص قسم کی رینگ کے لیے ملک سے باہر جاتا تھا۔

دو دن ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ ”بھائی! آپ نے اپنے آگے اس کی خبر کی نہیں دی۔“

”رہا دے ٹھوہا۔“

”رہا دے ٹھوہا۔“

”رہا دے ٹھوہا۔“

”رہا دے ٹھوہا۔“

”رہا دے ٹھوہا۔“

”رہا دے ٹھوہا۔“

”رہا دے ٹھوہا۔“

”رہا دے ٹھوہا۔“

”رہا دے ٹھوہا۔“

”رہا دے ٹھوہا۔“

”رہا دے ٹھوہا۔“

”رہا دے ٹھوہا۔“

”رہا دے ٹھوہا۔“

”رہا دے ٹھوہا۔“

”رہا دے ٹھوہا۔“

فرینک کے دوران مجھے پاکستان جیسے مچھلی کرچا دیا گیا تھا۔
پھر میں رام کو پاگل سی کے نام سے لندن آ گیا۔
میری حیثیت طالب علم کی تھی۔ یہاں آ کر میں نے
حالات کا جائزہ لیا۔ پاکستانیوں سے دوستانہ تعلقات میں اور میں نے ظاہر
کیا کہ میں اسلام کی طرف راجب ہوتا جا رہا ہوں۔
میں نے خود کو آئنسٹائن اور ریاضت کا طالب علم قرار دیا۔ لندن
میں میرے سہ ماہی سیرمی فیلو کوئیوں کو پورا کرنے کا کام کرنا
کرتے تھے۔ پھر پانچک کے تحت میں نے اسلام قبول کر
لیا۔

ہے۔
رانا بہت آسان چلا کرتا تھا۔ میرے آدمیوں نے
انہیں کھانے کو دیا۔ پھر اس کی لاش بھی غائب کر دی گئی۔
اب میری دو حیثیت تھیں۔ میں ایک طرف باقر تھا دوسری
طرف رانا ہی تھا۔
ان میں فرق بھی دوستانوں کو ایک اعزاز ہو گیا ہوسکا کہ رانا
کے روپ میں کوئی اور ہے۔ میری بے پناہ ذہنی قوت تھی یہاں
میرے کام آ رہی تھی۔

یہاں ایک تھانہ تھا۔ وہاں دونوں کو اس تھانے
میں لایا گیا۔ رانا کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے۔ یہ دونوں
رانا یا رام کو پاگل سی کے کھاتے تھے۔
"رانا صاحب! آخر یہ سب کیا ہے؟" ڈیٹان نے
پوچھا۔ "آپ نہیں جانتے ہیں کہ اس تھانے میں؟"
"اپنی ناکامی کا ماتم کرنے۔" رانا نے کہا۔
"کیسی ناکامی؟"
"میری جھوٹی قلم ہو گئی۔ میری رسول کی منت بیکار
گئی۔ اب چاہتا ہوں کہ انسانی ذہن کو بڑا دو دونوں تک قابو
میں نہیں رکھا جا سکے۔ اس پر چنانہ حکر کے نوٹی ہو کر وہ اس
سے کام لے سکتے ہیں لیکن وقت کرنے کے ساتھ ساتھ وہ
اس اثر سے آزاد ہو جاتا ہے۔ جس طرح ماتم ہوتا ہے ہمارے
ہو۔"

پہنچے ہوں۔" اس نے اپنی منگھیں اپنے چہرے سے جاتا
دیکھا۔
مٹھلے نے بڑی سختی کے ساتھ ڈیٹان کا ہاتھ قلم لایا
تھا۔ دونوں بہت حیرت سے اس آدمی کی طرف دیکھ رہے
تھے جو مختصر رہائی اور سیاسی شخصیت رانا کی طرح تو تھا تھا
رانا تھا تھا۔
"حیران ہو گئے تھے دیکھ کر؟" اس نے کہا۔ "تیرا
اب یہ کون کون سے نام ہیں رام کو پاگل سی ہیں۔ اور میرے نام
سے تم نے اعزاز دیا کیا ہوا کہ میری عقلی ملک سے ہے۔"
ڈیٹان نے کہا۔
"تو اس کو کٹھن کر کو کٹھن میں نے تمہارے ذہن میں جو
کچھ فی کس تھا وہ کچھ نہ کچھ۔ تمہارا ذہن کے معاہدے پر سامان ہو
جائے گا نہیں۔"
"رانا یا رام کو پاگل سی، تم چاہے جو بھی ہو... میں
تمہارے طرائف میں آ کر عویس ہو مگر کرتا رہا جس کی تم نے
ہدایت دی تھی۔ لیکن اب میں تمہارے کراس سے نکل آیا
ہوں۔ اس لیے میں اب کیا کیوں کروں گا؟"
"میں جیسا کہ ہوں بے پناہ طور پر میرے گواہ ہے
ساتھ رکھتا ہوں۔" رام کو پاگل سی نے کہا۔ "مجھے اعزاز تھا کہ
ہو سکا ہے میں نے ان دونوں تک ذہنوں پر کنٹرول کی کنٹرول کو
قابو میں رکھ سکوں۔ اس لیے میں نے دوسری طرف کی
دھیان دیا تھا۔ اور میرا جو کچھ میرے سامنے تھا۔ اور وہ میرا
ہے تمہارے ساتھ تھا۔ کوئی تمہاری بات نہ تھی۔"
"کیا؟" ڈیٹان نے الجھ کر اس کی طرف دیکھا۔ "تم
کیا کیا کہیں کر رہے ہو؟"

وہ حملہ اس کی تپ کے بعد ہی ہوا تھا۔ میں نے
مسلمانوں اور خاص طور پر پاکستانیوں کی تعداد میں حاصل کر
لی تھی۔ لندن ہی میں تھے جو بی سے ملوا یا گیا۔ ایک خوب
صورتح اور ڈیٹان لڑکی جس کی وجہ سے میرے مسائل کم
ہوتے دے دیے۔ پھر میں پاکستان آ گیا۔ مجھے پاکستان کی
شہر بہت پسند تھی۔ میں اب یہاں ایک مسافر محض تھا۔

اب میری اصل حدود وہاں سے شروع ہوتی ہے۔
یہاں کے ڈاکٹر تک رسائی، دوستانوں، ان کے اپنے کام
سے محروم کرنا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے پاکستان کے
مختلف شعبوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر
دیں۔

ان سب پر ہڈا بڑھ جانے کے لیے میں نے مختلف
جھگڑے استعمال کیے۔ ڈاکٹر داہم پر حملہ میں ہی کر دیا
تھا اور اسے پھر کر دیں ان میں ان کی طرف لایا گیا۔
قادر کے بچے کا ان کا بھی میری سی ملواری اور یہ
سب اس لیے کیا جان رہا تھا کہ میرا اعزاز سے بڑا بڑا فرق ہے۔
لیکن نہ جانے کیوں بڑی ہوشیاری ہو گئی۔

سب سے پہلے مجھے باقر کو ہارنا پڑا۔ اس کے لیے
میرے آدمیوں نے ایک آدمی کا قتل کر کے اسے میری
انگلیوں پر پڑا دی تھی۔ اب نہ جانے کس طرح ہوش میں
آ گیا تھا۔ اس کی نشان دہی پر سامان اور اسے باقر کی طرف
توجہ ہوئے تھے۔

پھر ساتھ دو دوسری ہو جانا پڑا۔ ایک دیکھنا اور ہم
حاملے سے لوگ ساتھ تک پہنچ گئے تھے۔ صرف رانا زادہ باقر
تھا۔
پاں اور... باقر اور سامرا کے علاوہ میری ایک اور
شخصیت بھی تھی۔ اور وہ بھی رام کو پاگل سی۔
رانا، باقر اور سامرا کا مستند دور تھا۔ وہ ڈیٹان یا ڈاکٹر
انجم تھا۔ لیکن رام کو پاگل سی کا مستند صرف ایک تھا۔
ماتی۔ صرف ماتی۔ اور رام... خود اس کا فائدہ تھا۔
☆☆☆☆

ڈیٹان اور مٹھلے رانا کی قید میں تھے۔ رانا بہت
آسانی سے دونوں کو اس خست پر پڑنے کے مندر میں لے آیا تھا
جس کی طرف نہ جانے تھے برسوں سے کیا دھیان میں کیا
تھا۔ لیکن رانا اب اسے اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنا
چاہتا تھا۔

"اس منصوبے کی کامیابی جس کے لیے میں نے تم پر
منت کی ہے۔" ڈیٹان نے کہا۔
"لیکن کیوں؟ اس سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟"
"مجھے فائدہ ہو جاتا ہے۔ میرے ذہن کو ضرور فائدہ ہو
گا۔"
"رانا! تم کس دہش کی بات کر رہے ہو تم کو تو ہی ملک
کے ہو۔" ڈیٹان نے کہا۔
"میں اس ملک کا نہیں ہوں اور میں رام ماتی
کے ہو۔" ڈیٹان نے کہا۔

میرا نام کون سا ہے۔ رام کو پاگل سی نے اپنی ذاتی
ہوئی انھیں ڈیٹان پر پورا کر دی۔ "تمہی کرو کے جو میں
کہاں کروں میری ہی بات سے انکار نہیں کر سکتے۔"
اسی وقت محل نے ایک جیسے کے ساتھ ڈیٹان کی
گردن پکڑ کر اس کے چہرے کا رخ اس کی طرف کر لیا۔ ڈیٹان
جیسے ہوئی اس کی طرف لایا تھا۔
"اور وہی گالی تھی۔" رام کو پاگل سی دانت پیٹنے کا
تھا۔ "میں نے کہا تھا کہ دوسرا اثر یہ میرے پاس ہے۔ یا
جہادی ہیں اس وقت تک میری قید میں رہے گی جب تک
انگریز نہیں نہیں ہو جاتا۔"
"اس کے بعد کیا ہوگا؟"
"اس کے بعد ہم اسے آزاد کر دیں گے۔" رام
گو پاگل سی نے کہا۔

دیشان کا بی چاہا کہ وہ کدو سے۔ جس، ہم، جس سب کدو کے، تم، نام نہاد جوہداروں کو رنجش کرو دے۔ یہ ایک غریب ملک ہے۔ یہ ملک اکثر بڑا نقصان برداشت نہیں کر سکتا۔ تم، دی، پتھیا خریدو گے کہ جرم کا دہوں جو جاری فوجی قوت پر تھامیں۔

لیکن وہ نہیں کہہ سکا۔ اس کی مشعل کی کے قبضے میں تھی۔ دوسرا خوف بھی تھا کہ قریح تھا کہ یہ باہر بھی رام گپال کا آدمی ہو۔ اگر دیشان نے رام گپال کی توقع کے برعکس کوئی بات کی تو رام گپال کو پال کو مارنا پتا چلے گا۔

اس لیے اس نے اپنے سینے پر ہار لیجے ہوئے کہا۔ ”تم ہی، اس، مسخرہ رام آپ کو سارا کام بہت ہوشیاری سے اور احتیاط سے کرتا ہے۔“

”فکر نہ کریں سرا میرے ذہن میں ہماری پلاننگ ہے۔“

”اے، آپ جانیں، ٹانگ۔“

باہر کی بھڑک نہیں آسکا کہ دیشان نے اسے اس کے لیے بلایا تھا۔ اگر صرف یہی کہنے کے لیے تو یہ سب بھگتو اسے پہلے سے معلوم تھا۔

باہر کے جانے کے بعد اس نے اپنے سر میں چمکی سی محسوس کی شروع کر دی۔ جو کچھ وہاں ہوا تھا وہ بہت غلط تھا۔ اس نے انوکھ کام نہ کرنے کے لیے کہا۔ اور یہی کہہ کر دھوئی اٹال کی سے نہیں لے گا اور نہ کوئی کا انیٹر کرے گا۔ اس کی بیوی پر ایک انظار پر تھا۔ یہ آج ہی کا انظار تھا۔ وہی معمول کی خبریں۔ عام انداز کی۔ سیاست کی۔ پنجاب کی، بنگال کی اور ان کی سے کہ وہ ان ایک چھوٹی سی جڑھی۔ کیت عام انداز کی۔ لیکن اس جڑھے نے دیشان کو ہماری طرف اپنی طرف حوجہ کر لیا تھا۔ اس نے اس خبر کو کوئی بار پڑھا۔ جہاں اس نے کیا ہم فیصلہ کر لیا۔

وہ خبر ایک ٹپ کی تھی۔ اسے غور کر لیا تھا۔ غور کرنے والوں نے تادان وصول کرنے کے باوجود اس کا غون کر دیا تھا۔

مجاہد کے باوجود رانا نے مٹھن کو نہیں چھوڑا۔ بار دیا اس کو۔ مجاہد کے باوجود کدو کو نہیں کیا۔ تادان کے باوجود پتے کا غون ہو گیا تھا۔ مجاہد کے باوجود رانا کی قدس رہی تھی۔

اسی خبر نے اس کے ذہن کے دوسرے کھول دیے تھے۔ اس خبر کا وہ دینی کو۔ ڈاکو تک کے خلاف پانچ اپنی

محبت کی۔ اس نے محبت کی قربانی دینے کا فیصلہ کر لیا۔

اس نے انوکھ کام نہ کرنے کی نوری طور پر فطری اعلیٰ جتن سے بہت رونا۔“

اگلی جمل کا ڈائریکٹر پر بیگمیش فرخان اس کے دوستوں میں شامل تھا۔ دیشان کی آوازوں میں کہنے ہوئے کہا۔ ”خیر تو ہے جہاں آدمی... کی آج بھگتو کی پارٹی ہے۔“

”فرخان اتم اپنے دو چار آدمیوں کو نے نوری طور پر میرے پاس آجانا۔“ دیشان نے کہا۔

”میں بھائی خیریت۔“

”تم آج کو تادانوں کا... لیکن جلدی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ میرا راز ہو جائے۔“

”اے، اہم ابھی آ رہے ہیں۔“

دیشان نے بے خبر دیکھ دیا۔ وہ بہت تھا تھا سا اور یوڑا نظر آتا تھا۔ وہاں بیٹھے چند عوامی کارکن بھی تھے۔

دیشان نے انوکھ کام نہ کرنے کے لیے کہا۔ اور یہی کہہ کر دھوئی اٹال کی سے نہیں لے گا اور نہ کوئی کا انیٹر کرے گا۔ اس کی بیوی پر ایک انظار پر تھا۔ یہ آج ہی کا انظار تھا۔ وہی معمول کی خبریں۔ عام انداز کی۔ سیاست کی۔ پنجاب کی، بنگال کی اور ان کی سے کہ وہ ان ایک چھوٹی سی جڑھی۔ کیت عام انداز کی۔ لیکن اس جڑھے نے دیشان کو ہماری طرف اپنی طرف حوجہ کر لیا تھا۔ اس نے اس خبر کو کوئی بار پڑھا۔ جہاں اس نے کیا ہم فیصلہ کر لیا۔

وہ خبر ایک ٹپ کی تھی۔ اسے غور کر لیا تھا۔ غور کرنے والوں نے تادان وصول کرنے کے باوجود اس کا غون کر دیا تھا۔

مجاہد کے باوجود رانا نے مٹھن کو نہیں چھوڑا۔ بار دیا اس کو۔ مجاہد کے باوجود کدو کو نہیں کیا۔ تادان کے باوجود پتے کا غون ہو گیا تھا۔ مجاہد کے باوجود رانا کی قدس رہی تھی۔

اسی خبر نے اس کے ذہن کے دوسرے کھول دیے تھے۔ اس خبر کا وہ دینی کو۔ ڈاکو تک کے خلاف پانچ اپنی

محبت کی۔ اس نے محبت کی قربانی دینے کا فیصلہ کر لیا۔

اس نے انوکھ کام نہ کرنے کی نوری طور پر فطری اعلیٰ جتن سے بہت رونا۔“

اگلی جمل کا ڈائریکٹر پر بیگمیش فرخان اس کے دوستوں میں شامل تھا۔ دیشان کی آوازوں میں کہنے ہوئے کہا۔ ”خیر تو ہے جہاں آدمی... کی آج بھگتو کی پارٹی ہے۔“

”فرخان اتم اپنے دو چار آدمیوں کو نے نوری طور پر میرے پاس آجانا۔“ دیشان نے کہا۔

”میں بھائی خیریت۔“

”تم آج کو تادانوں کا... لیکن جلدی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ میرا راز ہو جائے۔“

”بہت بری ہے۔ سر۔ اسے اب کچھ بھی یاد نہیں ہے۔“

فرخت نے بتایا۔ ”لگتا ہے اس کی یادداشت کتب طور پر ناب ہو گئی ہے۔“

”خیر... تو اس کا مطلب ہے ہوا کہ میں نوری طور پر رانا پر ہاتھ ڈال دینا چاہیے۔“ فرخان نے کہا۔

”دیشان اتم نے بہت اچھا کیا جس خبر کر دی۔ اب اس مدائے کو ہم نہیں سنیں گے۔“

”خیر میں تمہارے ساتھ ہوں کیونکہ میری بی بی اس شخص کے قبضے میں ہے۔“

”تو بھائی جلدی کرنا چاہیے... جلدی جلدی۔“

سا کو تمہاں اس لئے کہ جس کی بکریاں مٹھوئی بھرتی اس مندر کے چپکے چپکی گئی تھیں۔

سا کو اس علاقے کو اپنے والا کی غریب شخص تھا۔ اس کے بڑوں میں پتیلیں بھی تھیں ہوتی تھیں۔ بچپن کی ایک سن سے خود سے کھاس کھاس کی چٹیلیں سنائی تھیں۔

”فرخان! بچپن کو کوئی کن کن کرنا ہم بکریاں کھانے لگے ان علاقوں میں کھوتنا تھا۔ کبھی بکریاں اس کا کھانے لگتیں۔ ان کے علاوہ اس کے پاس اور کچھ بھی نہیں تھا۔“

اس نے اپنی بھاری میں شادی بھی کر رکھی تھی۔ وہ بچپن سے ہی اس کے اور وہ سب اس کی طرح فرخت دودھ پیتے۔ اس نے اپنی زندگی کو کھوت سے گزارنا سیکھا تھا۔

”خیر بھائی بھائی ہے وہی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی طرف بھی کچھ کوئی کا ڈی اٹھتی دور جہاں ہوس کی طرف دیکھنا تھا۔“

”وہی سا کوئی جیسے ٹوٹ گئے۔ دو ہاتھ اور دو ٹانگوں والے جس کے پاس گاڑیاں ہوا کرتی تھیں اور ایک دو گاڑیوں میں کھستہ تان بڑوں کے ساتھ گھومتی تھی۔“

اس کی وہی بکریاں ایک دوسرے کے آگے پیچھے دوڑتی تھیں اور ان میں ہر دور کے پیچھے کی گئیں۔ اس کی طرف سے اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ گاڑیاں اور بٹلیں تھیں۔

اس کے پیچھے وہی پیچھے اس کی ایک بکری دو چار کے ساتھ والے ایک سوراخ میں تھیں تھی۔ سا کو یہ سوراخ کبھی دفن ہو گئی اور تھا۔ حالانکہ وہ روزانہ اس طرف سے گزرتا تھا۔

وہ بکری کو ہر جگہ لگتا تھا وہ اس کی تلاش میں خود بھی اس سوراخ میں داخل ہو گیا۔ اسے یہ دیکھ کر بہت ہی کڑوا تو ایک اچھا سا حال صحت بنا تھا اور اس پر اسے کچھ آفریں

شہنشاہ۔

شہنشاہ اس دیرین مندر پر بھی گئی تھی۔ اس نے اپنی گاڑی کچھ قافلے پر گھڑی تھی کبھی ہر پھل چٹائی ہوئی تھی۔

دو سالوں کے بعد۔ رام گپال اور باقی رانا اور

دو سالوں کے بعد۔ رام گپال اور باقی رانا اور

دو سالوں کے بعد۔ رام گپال اور باقی رانا اور

آفتنا کا پاس۔

روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ یہ کبھی روشن تھی۔

پھر اس نے اپنی بکری کی آواز سنائی۔ وہ دھاپے سے روشن تھی۔ سا کو اس کی دل میں خوف زدہ ہوتا تھا۔

روشنی کی طرف بڑھتا رہا۔ اس کی بکری کا سناٹا نہیں ہوتا تو وہ بھی انداز لگنے کی ہمت نہیں کرتا۔

پھر اس نے دو ٹوکا کے تھانے میں پایا۔ وہ کچھ دیکھ رہا تھا۔ وہ بہت جہاں اور خوف زدہ کرنے والا تھا۔ اس نے

خانے کی ایک دیوار کے پاس ایک ہولناک صورت کا بت تھا اور اس بت کے پاس ایک عورت دھیس سے بندھی ہوئی تھی۔ سا کو کی بکری اس عورت کے پاس غڑی طور کر رہی تھی۔

وہ عورت سا کو کو کچھ کر پوری نہ تھی۔ ”بھائی اٹھو یہاں سے تھو۔ یہاں میری ساری کھال دو۔“

”کون ہے؟“ ”کانو نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

”ایک عظیم عورت ہوں۔ مجھے ڈاکو اٹھ کر لائے تھیں۔“

”کون نے بتایا۔“ جلدی کر رہا تھا اور وہ دھولک آ جا گیا۔

سا کو ایک غریب اور بڑوں قسم کا انسان تھا۔ اس نے سوجھا کر کبھی سے بھوری اس کے گئے تے پڑ جائے۔ اگر

فانوس کے اسے بکڑیاں ہوا تو اس کی ساری بکریاں بھیجن کر لے گا اور اس کی ہواں کے باروں کے۔ اس کے لیے

یہی کچھ تھا کہ وہ چھپ چاپ وہاں سے اٹل جائے۔ اس نے اپنی جان کے کان پڑے اور اسے کچھ ہوا

اس طرف سے اس کے کانوں کے آگے تھا پھر اس نے عورت کی آواز سنائی۔ ”خانے کے یہاں! چھوڑ کر مرمت

جاؤ۔ تم میری بے چاروں سے لو۔ سب سونے کی گھا۔ بس مجھے یہاں سے نکال دو۔“

سا کو جانے جانے چلتا آیا۔ سونے کی چڑیاں نہ جانے کتنی تھیں ہوں گی اس کے کتو حالات یہ بدل جائیں گے۔

وہ بکریاں چھپ چھپ کر اپنی بڑی دکان کھول لگا پھر بیٹھ سے غمگین لڑنے لگی۔

☆☆☆

دونوں ایک دوسرے کے آگے سامنے کھڑے تھے۔ برسوں کے بعد۔ رام گپال اور باقی رانا اور

شہنشاہ۔

دھولنے بھی تھے۔ ایک میں اس کے ہاتھ سے گھسی ہوئی
وہ صحت بھی اور یہ وصیت اس نے اپنی موت سے صرف دو دن
سپاگھسی کی۔ وہ تھک رہا تھا۔

”میں سجاد خان ولد ابرق خان، وصیت کرتا ہوں کہ
پاکستان میں قائم کے دوران اس کے انتقال کی صورت میں مجھے
بھرے آجانی قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔ میری بیٹی اور
دارت میں خان کو اس کی اطلاع دی جائے لیکن اسے
پاکستان آنے اور میری تدفین میں شرکت کی اجازت نہیں ہو
گی۔ وہ دفن بعد میں یہاں آئے۔“

سجاد خان ولد ابرق خان۔
”میں نے کہا کہ امان اللغات کو پڑھا۔ وہ اپنے باپ کی بیڑ
رائٹنگ بیچتی تھی۔ اسے ذرا دیکھی بیڑیں تھا کہ یہ اس کے
باپ کی تحریر ہیں۔ میں نے لیکن اس سے وصیت کیوں کی آمل
لے لی کہ یہ اس کے خود سے لیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ وہ
سارا معاملہ بہت پر اسرار نگہ رہا تھا۔ اس نے مانگے سے کہا تو
اس نے دل کی بات سنا کر کہ دی۔ ”میں اس کوئی۔۔۔
پراسرار نہیں ہے۔ اگلے اترے عرصے بعد اپنے وطن گئے
اور اپنے گھر والوں سے اس کے وہ بیڑا ہائی ہو گئے اور
انہوں نے یہ وصیت کر دی۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس کے
فوراً بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی وصیت پر عمل کیا گیا۔“

”لیکن بابائے مجھے اس سے نہیں کہتا کیا؟“
”آج کل پاکستان کے حالات دیکھ لیکن میں
خاص طور سے شاہی ملائے میں تخریب جنگ میں ہوں۔
انکی وجہ سے انہوں نے نہیں وہاں آنے سے منع کیا ہوگا۔“

مانگے کی وضاحت قابلِ قبول لیکن یہ نہ جانے کیوں
اس کے دل کو کھینچی گئی۔ ”میں نے اس سلسلے میں مزے سے بحث کی
کی۔ اس نے دوسرا دور نہیں کھولا تھا کہ اس نے کام کیا
تھا۔ اس کے بجائے اس نے کال کر کے ان کو اس سے سہاوی
شری یاد کیا۔ انہوں نے کال کر کے مل کر اس سے سہاوی
خواتین کی گئی۔ اس نے دفتر کال کر کے اطلاع دی کہ وہ
گئے کہ وہ دفتر آئے اس کے پاس انہیں سمن سے اسے
بٹنے کی چھٹی کی پیشکش کی لیکن اس نے سنا کر کہ دی۔ ”میں
جان اردو ان کی کچھ نہیں میں نے قرض کا منہ دنانے کے لیے لی
یہ وہ بھر کے متعلق میں دفتر میں نہ زیادہ اچھا نہیں
کردوں گی۔“

”میرے کہ دن تھا ہمارا اہتمام کر رہے گئے۔“ جان نے
معلوم سے کہا۔ ”میری کبھی بھی مدد کی ضرورت ہو تو صرف
ایک کال کر دو اور اس کو کہہ دو۔“

”جول کرو۔ دو بج چکے ہیں۔ آؤ دی تھا۔“
”باپ کے ذکر پر دل کی آغوشیں بھرا گیا۔“
”جان۔“

مانگے سارا دن اس کے ساتھ رہے۔ وہ کالج میں
پڑنے کے ساتھ شام کے وقت ایک آبی فی فرم میں بڑھتی
گھر بھی کرتی تھی۔ اس نے حفاظت ویزا اختیار کیا کہ شہر
منتخب کیا تھا۔ وہ اس کا سنا تھا اس کے دوران کچھ گئے تھے
اس لیے اس نے اسرار کر کے مانگے اس کے گھر چھوڑ دیا۔
اس نے اس کو فکری طور پر دیا۔ ”اب میں باپ کی ایک اور اس
خود کھول رہی ہوں۔“

”میرا دل نہیں چاہتا۔“
”جیتے جیتے ہی شام آ جاہا۔“ ”میں نے تجو نہ پیش
کی۔“ لیکن اس کی تہہ رازوں کو دیکھنا ہوا تھا۔
مانگے کو گھر چھوڑ کر وہ وہاں آئی تو وہ دے کے لیے
اسے ایک گھر کھانے کو دے دیا۔ لیکن یہاں کے بعد بھی اس
کا ساتھ چھوڑا گیا تھا۔ وہ اپنی بیٹی کی اس میں اس کے
باپ کا قلم آؤٹوں سے متعلق۔ جب اس کی بیڑیت ذرا
تھکی تو اس نے اس کے جانے سے پہلے۔ اس کے پاس نہیں
تھی اس لیے اسے چاہے بیٹھی کی جگہ سوار کو کافی پینے کی
امریکا آنے کے بعد اس نے ایک بار بھی جانے نہیں لی۔
وہ باپ کے پیڑ میں بیٹھی اور ہنر پر لیٹ گئی۔ جیال سے
باپ کی غیبی آواز آئی۔ ”ایک کون اس کا دل بھر گیا تھا
اس نے اس کے باپ کو اور وہاں کو تو خود کھو جس پر اس کا نام کھا
تھا۔ اندر سے ایک صفحہ کھلی جس پر چاروں تحریر میں اس کے
لیکھے تھا۔ اس نے لکھا تھا۔“

”دل بیری جان۔۔۔ میری بیٹی! تم یہ یاد پڑ رہی
ہوں۔ اس کا مطلب ہے وہ دنیا میں نہیں ہوں۔ میں نے جہان
ہو کی کہ میں نے نہیں اپنی موت کی صورت میں پاکستان
آنے سے کیوں منع کیا ہے۔ میری بیٹی! یہ ایک ہی کہانی
تھی۔ یہ سبھی میں نہیں جانتا۔ میں کو تو یہ گھاسے
خانہ دانی کی بد قسمتی ہے۔ آج سے پچیس سال پہلے سے وہ بے
سامعیت کا سلسلہ شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔ کوئی با
یہ یاد دہشتی ہے یا پھر ہمارے اطفال کی سزا ہے جیسا کہ
ایک کہہ کہ اس خانہ دانی کے کوئی کوئی کی۔ اس بد قسمتی
ہیچے کے لیے میں ستر سال پہلے وطن چھوڑ کر امریکا
آ گیا۔ میرا نگہ بند ہے پلاؤ اس نے مجھے گھر کیوں ہاں
لیا ہے۔ اگر میں گئے کے بعد بھی زندہ رہا تو ہمارے پاس
دیکھیں کہ ان کا کیا حال ہے۔“

”جان! وہ اس کے لیے دعا کرتی۔ ہوتا آخری بات۔۔۔ تم ہاتھ
کی خوشی میں کر رہی اور نہ ہی پاکستان آؤ گی۔ میں چاہتا
ہوں کہ محفوظ رہوں۔ یہیں ذرا بھی تکلیف ہوئی تو میرے لیے
بعد میں سکون سے نہیں رہوں گی۔“

”تم جیتے جیتے آؤ۔۔۔“ ”میرا باپ۔“
”میں رات بھر نہیں رہی۔ یہ کیا معاف آؤ؟ اس کے باپ
نے اسے یہ بات کیوں نہیں بتائی کہ اس نے لیکن میں
میں آؤ بہت دیر ہو چکی رہی لیکن اس سالوں کا کوئی جواب
اس کے دل میں نہیں آیا۔ اس نے خود اس باپ کی چیزیں
سنبھال کر رکھ دیں۔ قانونی کارروائیوں کے نہ کرنے میں
چند ہیچے گئے۔ اس کے بعد امریکا میں سجاد خان کے تمام
اتارے اور ایک اکاؤنٹ دل کل گیا۔ مکان اس کا اپنا تھا۔
وہ گاڑیاں بھی۔ ایک اس کے استعمال میں رہتی تھی اور
دوسری سارا کی۔ باپ اس کا ڈرائیو اس نے نکالی کے طور پر
رکھ لی۔“

”تم گھر ذرا رہا۔ میں نے اپنے شے سے متعلق مزید
کمزور کے اور اسے ترقی پتی تھی۔ اب وہ جان کے بعد
دوسرے گھر پر بھی۔ خوشی سے اس کی گفتگو ایک بہت
ہوتے تھے۔ وہ ان کی شادی ہو گئی تھی۔ اس کا راز پاکستان
کے متعلق دیکھ کر تھا اور شادی کے بعد وہ بھی امریکا
آ گیا تھا۔ مانگے اس کے ساتھ خوشی تھی۔ ”میں سے اس کا کھنکھ
پر راز تھا کہ وہاں صرف معلومات کی وجہ سے سب ملقات
متم ہو گئی تھی۔“ ”مانگے اس پر زور دینے کی کراسے
شادی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ مگر ہمارے دل کو تو خود کھو جس پر اس کا نام کھا
تھا۔ اندر سے ایک صفحہ کھلی جس پر چاروں تحریر میں اس کے
لیکھے تھا۔ اس نے لکھا تھا۔“

”میں بیری جان۔۔۔ میری بیٹی! تم یہ یاد پڑ رہی
ہوں۔ اس کا مطلب ہے وہ دنیا میں نہیں ہوں۔ میں نے جہان
ہو کی کہ میں نے نہیں اپنی موت کی صورت میں پاکستان
آنے سے کیوں منع کیا ہے۔ میری بیٹی! یہ ایک ہی کہانی
تھی۔ یہ سبھی میں نہیں جانتا۔ میں کو تو یہ گھاسے
خانہ دانی کی بد قسمتی ہے۔ آج سے پچیس سال پہلے سے وہ بے
سامعیت کا سلسلہ شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔ کوئی با
یہ یاد دہشتی ہے یا پھر ہمارے اطفال کی سزا ہے جیسا کہ
ایک کہہ کہ اس خانہ دانی کے کوئی کوئی کی۔ اس بد قسمتی
ہیچے کے لیے میں ستر سال پہلے وطن چھوڑ کر امریکا
آ گیا۔ میرا نگہ بند ہے پلاؤ اس نے مجھے گھر کیوں ہاں
لیا ہے۔ اگر میں گئے کے بعد بھی زندہ رہا تو ہمارے پاس
دیکھیں کہ ان کا کیا حال ہے۔“

”سکون کا نہ تھے۔“ ”میں نے۔۔۔“ ”میں نے۔۔۔“ ”میں نے۔۔۔“

”میں نے۔۔۔“ ”میں نے۔۔۔“ ”میں نے۔۔۔“

”میں نے۔۔۔“ ”میں نے۔۔۔“ ”میں نے۔۔۔“

”میں نے۔۔۔“ ”میں نے۔۔۔“ ”میں نے۔۔۔“

www.parksouth.co.uk

ای دھرتے اس میں ہوں گے لکھنا اور بھی ہے۔
تاریخی کتب کی یہاں صرف بائیس کے علاوہ ہیں، جسے ان
معاہدہ میں دیکھنے کی اجازت ہے۔ دوسری طرف کے
پہلوں سے پہلے وادی کی نعمان کی دیوٹی کے ایک
پہلو پہلے ہوئی، اس کا وادی والا حصہ بائیس کا حصہ
تھیں اس کا حصہ بہتر خان کے پہلو میں ایران کو ملا تھا اور
اب وہاں اس کا وادی اور بھی۔ اس پر ایران کے تھیں جسے اور اور
پہلو میں۔ وہ بہت جلد سے اس کے پہلو میں ہے۔ اس
پہلو سے ایک کتب کی اجازت ہے۔ اس میں تھیں کہ یہ تھیں
شاہی کشمیر کی اور پہلو کی کتب کی۔ اس نے پہلو۔
خاصہ شاہی کشمیر کی؟

”کیا آپ مجھے معلوم؟“
”نہیں۔“ مرزا نے مختصر جواب دیا۔
”مخلی بھائی! جیسے بولتے ہو اسی طرح بولا۔“ لی لی نے
کہا۔... چھوٹی خانم، خانوادہ خان کی ایک تنگ بین اور وہ انھیں چھوڑ
کر چلے گئے تھے۔ یہاں کوئی لی لی تک نہیں چھوڑتا ہے اور
چھوڑ دے تو کوئی اور اسے نہیں بھانپتا ہے۔ بڑی خانم تو
انھیں شہزادہ خان کی کے لیے رسی بھی نہیں چھوٹی خانم
نے اتار کر رکھی۔“

[illegible]

”سجھ کر بی بی۔“ مغل نے اس کا ہاتھ چھوا تو وہ
 چونکی بے خیالی میں وہ خطرناک حد تک ترچھی احوال پر قدم

ایں دروں میں بھی رشتہ بھائی کی بیوی کا تھا اور کمرے سے باہر
 کی رومادری خانانی اور خانہ خانی۔ میں کو کچھ خوف محسوس
 کیا۔ اس کی دل کا وہاں کمرے سے چلی جاتی تھی۔ اس کا
 حلقہ قلع کے اندر سمجھ گیا۔ اس کی پشت کا اسے گھٹن
 میں فرسج رکھا تھا۔ اس نے اڑتے ہوئے پانی کا ... دو پانی
 کو وہاں آہیں آہیں کی بڑی خانم کے کمرے کا دروازہ کھولا
 اور وہاں آگیا۔ لیکن اسے دروازے سے آگے نہیں گئی کی وہاں
 سے سچ بڑے کرلیا۔ کوئی صورت دور کی تھی۔ وہ ایک باغ
 کے کھوے ہوئے کھوس ہوئے تھے۔ اس نے اڑتے ہوئے پانی
 کے دروازے سے اندر جھانکنا تھا۔ اس نے دیکھ کر بڑی خانم
 کے کمرے کے ساتھ کھوسے پئے پائے اس کا سر سبز سے نکلا ہوا
 اور اس کا کچا ہوا جسم بڑا تھا، وہ دور سے۔ بڑی خانم کا
 کھوس کے کمرے تھا اور ایک سے چھپرہ تھی۔ میں
 تھیں کے درمیان ایک سے نام نہان بڑے پئے ہم کی بارلی
 میں خانم کو تھی سے وہاں سے پشت آئی۔ کمرے میں آکر
 ہلچل سے لیٹ گئی۔ اس کا کھنکھنے سے اڑتے ہوئے پانی کا

ہاتھ کے بعد دل نے نکل سے کہا۔ "میرے ساتھ
ہو، میں وادی دیکھنا چاہتی ہوں۔"
گل قلم رہا ہوئی۔ "چھوٹی خانم سے پچھ لوں گی

[illegible]

کوئی کے دروازے کی طرف تھی۔ دروازہ کھٹکے گا اور
 ملے گا اس کا پردہ ہر ایک کو کیا۔ کرے گا اس کی طرف سے
 ہر ایک کی اس لیے ملے گا اس کی سمت کو ایک چو
 تک کی طرف سے کرے گا کی طرف سے اس کی طرف
 لباس پہن کر رکھا اور اس کے لیے یہاں پلٹ کر پہلے
 دے۔ ملے گا جس میں خوف کی سربلندی ہے۔ ہر
 ہٹے سے پہلے وہ کوئی والا دروازہ سے ہڑکے گا کی
 اس کے لئے دیکھا تھا کوئی تھا۔ وہاں پہنچے گی کوئی جگہ
 تنگی میرے گھر کی سمت کے تھی؟
 وہاں صاف دکھائی دے گی جس کی اور ملے اسے
 دروازے کا کھٹکے کے لیے ہر کسی کی اس کی ہمت کی
 وہاں ملے گا ہر ہمت سے ہڑکے گا اس کے لیے ہر
 ہے اور دیکھتا کہ اس کے وہ دے گا کوئی کی طرف سے
 کی کہ فرام دے گا دروازے سے اس کے لیے ہر حصوں
 ہٹے گا اور دروازے کے کھٹکے گا یہاں کوئی کی
 اس کے ساتھ سے کھٹکے گا۔ کھٹکے گا ہر ہمت سے
 دروازے کے اس کے گھر کی ہمت سے
 کی اور ملے گا کی ہمت سے اس کے خان بہہ
 کوئی کے طرف سے ہر ہمت سے ملے گا ہمت سے
 دروازہ کھٹکے گا اور ہمت کو آواز دی۔ "تم کوں... تم کی

محبت سے کوئی حرکت نہیں کی اور نہ وہ اس کو جواب
- میں دیا کرتی تھی اس لئے محبت سے کیا جاتا ہے ہوئے
"میں زخمی ہوں میں مدد کی ضرورت ہے۔"
اس واقعہ کی محبت سے کوئی جواب نہیں دیا اور نہ
ڈرتے اس کے شائبے پر ہاتھ رکھا اور اسے اپنی
سے محبت سے اس کی طرف مڑی۔ اس کا چہرہ دم آواز
رہیوں سے نکلا تھا۔ سب سے قریب کا ہاتھ بھی اٹھ کر
اس کی آغوش کی جگہ کر کے سنے کے لئے اٹھ گیا اور
پر بڑا کر پیچھے کی طرف سر پر گر پڑی۔ اس کے اٹھنے کی
کوشش کی تو وہ سسر پرے کا چہرہ سامہ لائی۔ وہ اپنی جیب سے
کوئی ادنیٰ ڈال اس کے سینے پر رکھا اور کہا:
"میں کوئی گناہ نہیں اس لئے سوچا۔ یہ جواب تھا"
اس نے باؤلی کی طرف دیکھا اور اسے قائل کیا کہ
"کاساں کیا کیا۔" دل پر سے پڑتے پڑتے اسے خیرگی آئی اور
دوران میں اس نے یہ جواب دیا تھا۔ یہ اس کا قائل ٹھیک
تھا۔ اس کے بعد کمر باندھ کر وہ جیل کی طرف نکلتا

رخصتی میں سچا نہیں ہے بلکہ اس میں سلاخی کا قاتل بن کر خود قمار
 جیت لیتی۔ اس سے سوٹ اس پر دے گئے لوگ کہا - "جھوٹ ہے۔"
 میں دھوکا کھا گیا۔
 اس سے شادی کے کرکڑوں کا سامنا کیا۔ تینوں ساتھی
 طرز کے گلن جیو پر تڑپ کر گئے۔ اتفاق سے تین سوٹ
 بال ٹافٹ آئی۔ ان میں سے ایک خبیث کر کے
 ہاتھ لگا کر پھینک دیا۔ "نہی! نہی! کھانا لگے گا۔"
 چوٹی خالص پور کا اتفاق کر رہی تھی۔
 درندہ کھانے کی تیاری ہو چڑھی۔ آج ہمیں قاتل
 دل سے اس کا شکر ادا کر کے کھدے ہاتھ سے میں بچاؤ
 روہنے سے انھیں صدمہ بردہ ہو گیا۔ "مہر عرف ہے۔"
 آج ان تینوں کا اتفاق کر رہا ہے۔

کھانا خاموشی سے کھا گیا۔ درہن کی خاموشی اور سرد
 مہری کی کچھ کرکٹ کا جھڑپ غورانی جلیبیا سے کچھ کرکٹ کا جھڑپ
 خطا پر چکا تھا۔ درہن نے تھوڑے تھوڑے وقت میں اس کا حق ادا کیا تھا
 اور اس نے اس کی شرمیلی کھانسی کا بدلہ لینے کا ارادہ کیا تھا۔
 وہ اس کے لئے درہن کے کپڑے لٹا دیا۔
 "تمہاری شرمیلی کھانسی کا بدلہ لینے کا ارادہ کیا تھا۔"
 "تمہاری شرمیلی کھانسی کا بدلہ لینے کا ارادہ کیا تھا۔"
 "تمہاری شرمیلی کھانسی کا بدلہ لینے کا ارادہ کیا تھا۔"

اسی رشتے سے کاروائی کی جڑ ہے۔ "دل کی پہچان اور دکھا ہو گیا۔" میں اس سے ملنا چاہتی ہوں۔"

جس نے تہا جہاڑی کے بارے میں بتا دیا گیا ہے۔ جب وہ مناسب نہیں کی تھی بلکہ اس کی۔ "اور یہ ہے کہا اور غلطی ہوئی۔"

دل وہاں اپنے کمرے میں آئی اس نے دل سے کہا جانے کی اجازت دے دی۔ وہ خوش ہوئی۔ "شکر ہے لی لی..."

پہلے آپ کو کچھ چیزیں ضرورت ہیں۔

پہلیں کی چیزیں ضرورت نہیں ہے۔ "دل سے منع کر دیا خود وہ جاتی۔" دل وہ دیکھ کر سوچتی گی اس سے خیر نہیں آ رہی گی اس سے کچھ ہے اور انعام سوچ کر کہنا۔

دل کو خوشی کی بات کہیں فرما کر اس وقت اس سے ملتی تھی۔ اسے خیر نہیں آ رہی گی اس لیے اس سے جگ سے ایک نکل لیا۔ دل اسے خیر ہے وہاں کچھ ہمارا اور دل ہوتا تھا۔

وہ اس میں کوئی۔ اسے تنگ کی اور اس نے اس سے چلا دیا اسے اور اس میں ہوتا تھا۔ دل اس طرف سے اس سے۔

کیلک سہری زندگی ماضی کی قلیوں میں کھائے رہتا تھا
کہاں کی جھلکی ہے؟ آج کل تو جوان سرب شوگر کی
ہے بے حد بے پیمان ہے۔ شوگر موزی مرض انسان کو
انڈری وائرل کوکھلا، ہے انسان اور کھانا کوکھلا
خود بے کھور دو گتے ہے۔ حتیٰ کہ شوگر کی مرض تو انسانی
زندگی ضائع کر دیتی ہے۔ شفا مخاب اللہ بے ایمان
پکس ہم بے ہڈے خدمت انسانیت سے شرار ہو کر
ایک کھیل عرصہ ریسرچ تحقیق کے بعد کھیل جیتی
دھڑکی جڑی پھول سے ایک ایسا خاص قسم کا پیرل
شوگر نہات حاصل کر لیا ہے۔ جسکے استعمال سے آپ
شوگر سے نہات حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر آپ شوگر کی مرض
ہے بے پیمان ہیں اور نہات چاہتے ہیں تو خدا آج ہی تم
پیسے فون کر کے پیرلر ڈاک VP پی ٹی شوگر نہات
کو سب کھولیں۔ اور نہات پی ٹی کا کرنا سہی۔

المسلم دار الحکمت (دائری)

(وہی جی یونانی دوا خانہ)
ضلع و شہر حافظ آباد پاکستان

0300-6526061
0308-6627979
0547-521787

آپ ہمیں صرف فون کریں

شوگر کو ریس آپ تک ہم پہنچائیں گے

ساتھ ساتھ خلی کے تمام معاملات بھی وہی چلائی تھی۔ اس نے کچھ عرصے میں سب اشیاء کو اپنی سے منہاں کیا جیسے کسی وقت بڑی خانم دیکھتی تھی۔۔۔ صوابی تعلیم عمل کر کے آگیا تھا۔ ایک سال کے دوران اس نے بیرون ملک جا کر ماڈرٹین فارمیگ سکرتری کے کام بھی کیے تاکہ وہ کس قدر کامیاب ہو۔

وہ اپنے ملک کے لیے اس طرح کی قربانیوں کو دیکھ کر حیرت و شگفتہ ہو جاتا تھا۔ وہ اپنے ملک کے لیے اس طرح کی قربانیوں کو دیکھ کر حیرت و شگفتہ ہو جاتا تھا۔ وہ اپنے ملک کے لیے اس طرح کی قربانیوں کو دیکھ کر حیرت و شگفتہ ہو جاتا تھا۔

”کیا قاعدہ اس وارث کا جو مرنے کے لیے اس دنیا میں آئے۔“

بڑی خانم جگہ سے ہونے اتفاق میں بات کرتی تھیں اور صرف زینہ علیہا کی بات کا مطلب سمجھتی تھی۔ اس کے بعد تک ہم بھی کچھ جین لیتا تھا۔ جدہ کے اصرار کے بعد وہ دونوں خاموش رہیں۔ اس کی بات میں کدورت تھی۔ اگلے روز وہ قہار کا رہا اس میں ڈیڑھ گھنٹہ کی بات جین لیں۔ سب کے ساتھ گزر گیا۔ جین ڈیڑھ گھنٹہ کا یہ کیر کیم کی بات فارم کی صورت میں لاہور تھا پھر پورے تاریخ آگئی۔ شہباز اور سید کے عدائے کو چھ سال گزر گئے تھے۔ عدائے کے شروع میں بڑی خانم کو کچھ غراب نہیں تھا۔ ہم نے اسے ساتھ چاہا۔ ایک دن آجی نے ان کا کہنا کہ بدست کر لیا تھا پھر سید نے اس کا مشورہ دیا تھا کہ بڑی خانم کو اسپتال منتقل کر دیا جائے لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ اپنی زندگی کے آخری لمحات اس جہاں میں گزاریں چاہتی ہیں۔ سب سے وہ سجاد کو دیکھنے کی خواہش کرتی رہے تھیں جس میں سب سے پہلے وہاں کے ڈاکٹر نے ان کی خواہش کی تھی۔ ان کی خواہش کی کاربہار آگے سے پہلے آگیا تھا۔ سب سے ملے اور پھر اس تاریخ سے پہلے وہاں چلا جائے۔ ان کی خواہش پر زور دینے سے چاہتے ہوئے کسی کو روکنا جہاں سے پہلے ہم نے مشورہ کیا اور

طبیعت اچانک بہت خراب ہو گئی ہے اور انہیں اسپتال لے جانا ہے۔ بڑی خانم کا سن کر شہزادہ فخر مند ہو گیا اور وہ دونوں کو جلیجلی گئے۔ مگر اس دوران میں موسم اتنا خراب ہو گیا کہ بڑی خانم کو اسپتال لے جانا سختی ہو گیا۔ پارش بہت جلدی اور ایسے میں سفر ناممکن حد تک دشوار ہو جاتا تھا۔

حجب و عادت اس جتنے ہی حجب کا اور بھی مصداق ہے
خوف کا آوازوں سے گویا اٹھتا ہے باری کی حالت کا عظیم
حجب کا جس سے وہ اپنے آپ کو دیکھنے سے باز رہتا ہے
میں سے کسی سوئے کی قیمت غراب ہو کر تو شہباز ہے
چنے کے گرسے میں سے کیا آواز شرع ہوئے ہی بہتے
چنے کو مل کے دروازے اندر سے بند کر لے۔ جب
آواز کے گرسے کو توڑ دیتے ہیں دیکھا اور اس سے بیزار
کے کمرے سے اس کی آواز آتی ہے کہ میں تمہاری جگر کی
توجہ دے رہا ہوں وہاں پہنچاؤں گا کہ جس کا حضور صفا ہے
جائے کیسے گڑھی کی مٹی جوتی جوتی الہامی شہباز کر ہی
کو کوشش کی بھر توڑوں کہ بولایا اور انہوں سے طرک الہامی
جلی بکائی جی بھرنا ہے جی بھرنا چکا ہے وہ دردی الہامی
سے اس کے سینے کو ہی طرک الہامی بنا دیتا۔

[illegible]

سراوا کوئی اور ادارہ اس کے لئے دیا جائیگا۔ یہاں پر تھا۔
 ماں کی موت پر پہلی بار صوفیہ معنوں میں اس کی شہادت
 لکھی گئی کہ اس کا جسم ہر ایک بار صوفیہ معنوں میں ہے۔ یہاں صوفیہ
 والوں کے لئے موت کا ناموس تھوڑے نہیں ہیں۔ اس کے لئے موت
 ہے جس کی تمام باتیں میں ہونے والی اموات ایک لغوی عمل کی
 حیثیت رکھتی ہیں جس کا شہادت کی موت کے اسے چھوڑا جا رہا
 تھا۔ شہادت کی ایک ہوا کہ حقیقت کی موت کے سامنے کسی
 جسم کی خاص طور سے زہاد اور شہادت کی کہانی پہلی بار اس
 طرح میں آئی تھی اس لئے اپنے ان لوگوں سے سب سے زیادہ
 ہے ماں کی موت کے دیکھا تھا اسے اسکی آواز پر جس وقت نہیں
 تھا لیکن اب اس کا جین ڈیو کیا تھا۔ یہی غلام کی اور اپنے
 کے بعد اس کے کہیں کہیں لکھنا ہے۔ صوفیہ سے چلے
 جانے کو کہا لیکن شہادت کے انکار کرنا اسے "خبر" ہے ہمارے
 ساتھ ہے۔ یہ ہے حقیقت ہے کہ اسے نہیں کیا موت کے بعد آدمی
 نہیں نہیں کیا۔ اس کا اور پھر میں چلا جاؤں تو کجا کہ اور میں
 کرتا ہے؟

[illegible][illegible]

پاک، سوسائٹی ڈاٹ کام آپکو تمام ڈائجسٹ
 ناولز اور عمران سیریز بالکل مفت پڑھنے کے ساتھ
 ڈائریکٹ ڈاؤنلوڈ لنک کے ساتھ
 ڈاؤنلوڈ کرنے کی سہولت دیتا ہے۔
 اب آپ کسی بھی ناول پر بننے والا ڈرامہ
 آن لائن دیکھنے کے ساتھ ڈائریکٹ ڈاؤنلوڈ
 لنک سے ڈاؤنلوڈ بھی کر سکتے ہیں۔

For more details kindly visit
<http://www.paksociety.com>

میرا جھوٹا گھر کر لے اے یہاں جاؤ گی۔ بڑی عالم نے
 مجھ سے کہیں کہا تھا۔ اے بڑا کرپڑے اندر برسوں سے سگنا
 اقامت اب پورا ہو ہے۔ لیکن نہیں، ابھی اس خانہ خانہ
 کا ایک "زد" باقی ہے۔ کل تک وہ کھنڈے سے گھبراہٹ
 جا کر اور یہ جرحی میرے ہاتھوں اور کچھوں کوٹے کی۔ میرا
 اقامت چاہ کر رہا ہوں۔"
 "خیر یہاں تک پہنچ کر کرکے گی۔ شاید موت نے جو
 رشادتی درج کی صورت میں لائی ہے اسے ہلکتی ہی رہی
 کر وہ اپنی قبر پر اور اپنا اقامت پورا کر سکتے۔ دل نے ڈائری
 دوپٹے سے لے کر لے کر ڈاکٹر آگیا تھا اور زید کو گھبراہٹ
 مچانے کے بعد اس نے باقی سے سر ہاتھ ہونے کہا۔ "اسی
 وجہ سے دل اپنا تکہ بند ہونے سے موت داغ ہوئی ہے۔"
 "میرا اقامت لے لے گا تو۔"
 "اے میں نہیں کہیں کوئی کاغذ نہیں ہے۔" ڈاکٹر نے
 کہا۔ "خاکہ موت میں ہے۔"
 ڈاکٹر نے دیکھ کر زید کی موت کی خبر ساری حویلی میں
 کھینچ پھینچ لی۔ ملازمین بھی آگئے تھے۔ میرے اس بھتیجے کی
 حویلی کا کرکے اطلاع دی۔ بڑی عالم کو دل سے آیا۔ وہ
 صدمے سے دوچار تھا۔ دل نے ڈائری اور اس کی قبر پر
 کے بارے میں کسی کو نہیں بتایا۔ وہ چاہتی تھی کہ زید کی
 طرح کس کا مہنت جائے تو وہ مر کر ڈائری دکھانے کی ادویہ کی
 قبیلہ کر کے گاں کا کیا کرتا ہے۔ کچھ دیر میں زید کے
 بہن بھائی پہنچے تھے۔ اس پر خانہ اور اس کی بیوی کا مومن
 پہلے اقبال ہو چکا تھا۔ صدمے کا کر زید کو کبھی حویلی کے
 قبرستان میں دفن کیا جائے گا کہیں اس کے بہن بھائی نہیں
 مانے اور اس کی والدہ زید کی لاش اپنی حویلی کے ساتھ موجود
 قبرستان میں دفنانے کے لئے تھکے۔ میرا سنا تھا تھا۔ دل بڑی
 غامض کا بھارت کر کے رکھ لی۔ بے شک قدرت نے اس کے
 باپ کی فاطمہ کو بڑا دے دی تھی لیکن وہ اس کی تدفین میں
 شرکت نہ کرنا چاہتی تھی۔ میری شام تک آپکا فاطمہ رات
 کے کھانے کے بعد دل نے اسے زید کی ڈائری دکھائی تو میرا
 سنے میرا دل بہت صدمہ آگئی قبر پر اس کی تدفین کے لئے
 اس کی قبر پر میرا پہلے بھی کسی جس سے پتا چلا تھا کہ وہ
 سوا اور اس کے خاندان سے شہر و غارت کر رہی تھی اور صرف
 اقامت لینے کے لیے یہاں رہی ہوئی تھی۔ جب میرا وہ امیت
 بدھ کے دن حویلی کا کوئی فرد بچا ہے نصرت ہوتا تو زید
 اپنے گھر سے میں غوثی سے نہیں کرتی تھی۔ اسے کچھ تھا کہ
 رشادتی درج اسے کچھ نہیں کہے کی تکہ اس کی کھینچ اس